www.KitaboSunnat.com

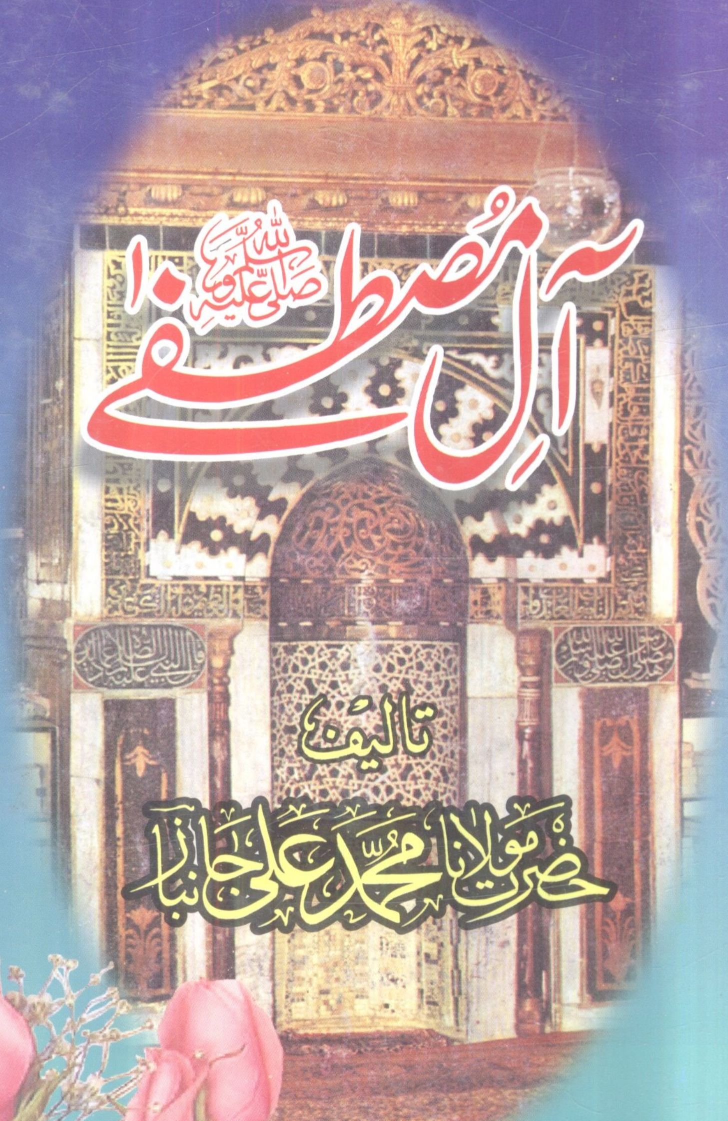

آلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

حضرت مولانا محمد علی جانباز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب ۳۳)

اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو ہر طرح ظاہراً و باطناً پاک و صاف رکھے

آلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خاور رقم

مؤلف

حضرت مولانا محمد علی جانباز

مکتبہ قدوسیہ

غزنی سٹریٹ ○ اردو بازار لاہور ○ پاکستان

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب — آلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نام مؤلف — حضرت مولانا محمد علی جانباز

تعداد صفحات — ۳۲۸

تاریخ اشاعت — ۵۔ اگست ۱۹۹۹ء

مطبع

قیمت ۔

المکتبۃ [illegible]

نمبر ....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تمہید	۷	آل اور اہل میں استعمال کے	
اہلِ بیت کون	۸	لحاظ سے فرق	۲۸
لفظِ آل کی لغوی تحقیق	۹	لفظ آل قرآن میں	۳۵
پہلا مبحث	۱۰	لفظ آل حدیث میں	۳۹
پہلا قول	۱۰	اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۷
دوسرا قول	۱۱	اہل کی لغوی تشریح	۴۸
تیسرا قول	۱۱	تاج العروس للزبیدی	۵۰
چوتھا قول	۱۱	الصحاح للجوہری	۵۱
پانچواں قول	۱۲	مقاییس اللغۃ	۵۱
چھٹا قول	۱۲	القاموس	۵۲
ساتواں قول	۱۲	المنجد	۵۲
آٹھواں قول	۱۳	اردو دائرہ معارف اسلامیہ	۵۳
نواں قول	۱۳	لفظ اہل قرآن میں	۵۴
لفظِ آل کا معنی	۱۷	لفظ اہل حدیث میں	۶۰
لُغت سے ثبوت	۱۸	شیعہ کتب میں آل اور اہل	
آل کی اضافت ضمیر کی طرف	۲۸	کا اطلاق امت کے عام نیک	

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
لوگوں پر	۶۵	کا استعمال	۱۲۲
آیتِ تطہیر کا صحیح مفہوم	۶۸	اہل البیت کا مفہوم	۱۳۲
خلاصہ مفہوم	۶۹	ازواجِ مطہراتؓ کی تعداد اور ترتیبِ نکاح	۱۳۸
شیعہ کا استدلال	۷۱		
طرزِ استدلال	۷۲	اُمّ المومنین حضرت خدیجہ بنتِ خویلد رضی اللہ عنہا	۱۳۸
مفسرین کرام کے نزدیک آیتِ تطہیر کا مصداق	۷۵	ولیمہ	۱۴۴
پہلی بات کا جواب	۱۰۲	الحاصل	۱۴۴
خلاصۂ کلام	۱۰۶	اولاد	۱۴۷
حدیث کساء ایک شبہہ اور اس کا ازالہ	۱۰۸	وفات	۱۴۷
		فضائل و مناقب	۱۴۷
فائدہ	۱۱۱	ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	۱۵۰
خلاصۂ کلام	۱۱۲	شکل و صورت	۱۵۲
شیعوں کی دوسری بات کا جواب	۱۱۴	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۵۳
جواب دوم	۱۱۶		
خلاصہ	۱۲۱	علم	۱۵۶
آیتِ تطہیر میں مذکر کی ضمائر		زہد	۱۵۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
خلاصۂ کلام	۱۵۹
قصۂ اِفک و بہتان	۱۵۹
حضرت عائشہ صدیقہؓ کے خصوصی فضائل و کمالات اور قصۂ افک کا بقیہ حصّہ	۱۶۳
فضائل و مناقب	۱۷۰
ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۱۷۲
ام المومنین حضرت زینب بنت خُزیمہ رضی اللہ عنہا	۱۷۴
ام المومنین حضرت ام سلمہ بنت ابی اُمیہ رضی اللہ عنہا	۱۷۵
وفات	۱۷۸
فضل و کمال	۱۷۸
ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۱۷۹
تاریخ نکاح	۱۸۵
حق مہر	۱۸۶
ولیمہ	۱۸۶
فضائل و مناقب	۱۸۷
ورع	۱۸۹
عبادت	۱۹۱
زُہد	۱۹۲
وفات	۱۹۴
ام المومنین حضرت جُویریہ رضی اللہ عنہا	۱۹۵
ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا	۱۹۷
خصائل	۲۰۰
ام المومنین حضرت صفیہ بنت حُیَیّ بن اَخطَب رضی اللہ عنہا	۲۰۱
ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا	۲۰۵
آپؐ کی کنیزیں	۲۰۶
۱۔ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا	۲۰۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
۲۔ ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا	۲۰۷	انسانی زندگی کے دو پہلو	۲۵۶
۳۔ نفیسہ رضی اللہ عنہا	۲۰۷	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی	۲۵۹
تعددِ ازواج	۲۰۸		
تعددِ ازواج تمدنی اور اخلاقی ضرورت ہے	۲۰۹	خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں پر شبہات کی وضاحت	۲۷۰
تعددِ ازواج اور مخالفین	۲۱۲		
اہلِ یورپ کا اعترافِ حق	۲۱۳	خلاصہ	۲۸۵
قرآن میں تعددِ ازواج اور اسلام سے پہلے اقوامِ عالم میں اس کا رواج	۲۲۸	آپؐ کی اولادِ کرام	۲۹۰
		حضرت قاسم رضؓ	۲۹۱
		حضرت زینب رضؓ	۲۹۲
تعددِ ازواج پر ضروری پابندی اور عدل و انصاف کا حکم	۲۳۱	حضرت رقیہ رضؓ	۲۹۵
		حضرت امِ کلثوم رضؓ	۲۹۶
حکایت	۲۳۷	حضرت فاطمۃ الزہراء رضؓ	۲۹۷
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تعددِ ازواج	۲۴۳	حضرت ابراہیم رضؓ	۳۰۰
خواصِ نبویہ ؐ	۲۵۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار لڑکیوں کا ثبوت	
حکمت	۲۵۵	آئمہ شیعہ سے	۳۰۲
لطیفہ غریبہ	۲۵۵	عترتِ رسول ؐ	۳۱۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۝

یہ بات تو واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ذات ہے۔ باقی سب اس کی مخلوق ہے۔ پھر اس کی مخلوق دو قسم کی ہیں۔

ایک ذوی العقول اور دوسری غیر ذوی العقول۔ پھر ذوی العقول کی تین قسمیں ہیں۔

۱ ——— فرشتے

۲ ——— جن

۳ ——— انسان

پہلی مخلوق نوری، دوسری ناری اور تیسری خاکی ہے۔ فرشتے معصوم ہیں وہ ہر وقت اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا تصور نہیں ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا یُؤْمَرُوْنَ ﴿التحریم ۱﴾

اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے بجالاتے ہیں۔

لیکن جن اور انسان یہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری بھی کرتے ہیں اور نافرمانی بھی اور یہی دونوں شریعت کے مکلّف بھی ہیں اور انہی کے لئے جنت و دوزخ ہے۔ اور انہی کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں انبیاء اور رسول بھیجے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب اور مقبول بندے ہوتے ہیں۔ جس طرح عام لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ رشتے ناطے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بھی کنبے قبیلے اور آل اولاد والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے نبی امام الانبیاء کا بھی کنبہ و قبیلہ تھا اور آپ کی بھی آل اولاد تھی۔

اہلِ بیت کون ہیں؟

شیعہ حضرات آلِ رسول، اہلِ بیت اور عترت سے مراد چار تن لیتے ہیں۔ یعنی حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور ان کے دونوں صاحبزادے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور ازواجِ مطہرات کو آلِ رسول اور اہلِ بیت سے خارج کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ شیعہ خوارج کا یہ موقف جہالت و حماقت اور لغتِ عرب سے ناواقفی کی علامت ہے۔ ہم اس کتاب میں کتاب و سنت اور لغتِ عرب سے شیعہ خوارج کی جہالت و حماقت کا پردہ چاک کریں گے۔ اور ان الفاظ کا صحیح مفہوم واضح کریں گے۔ آلِ رسولؐ۔ آلِ محمدؐ۔ اہلِ بیتِ رسولؐ۔ عترتِ رسولؐ۔ آلِ کساء۔ آلِ عباء۔ پنج تن پاک اور سادات کی اصطلاحات کثیر الاستعمال ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان ترکیبات نے اسلامی معاشرہ میں ایک خاص مفہوم اختیار کر لیا ہے۔ جس سے مراد بالعموم حضرت علیؓ، سیدہ فاطمہؓ اور ان کے دو صاحبزادے حضرات حسنینؓ لئے جاتے ہیں۔ بعد میں اسی مفہوم میں وسعت پیدا کر کے حضرات حسنینؓ کی تمام اولادِ ذکور پر ان اصطلاحات کا استعمال ہونے لگا ہے۔ اس مفہوم سے سیدہ فاطمہؓ کی صاحبزادیاں سیدہ اُمِ کلثوم اور سیدہ زینب [جن کے نکاح بالترتیب سیدنا عمرؓ اور سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ کے ساتھ ہوئے تھے] کی اولاد اور ان تمام سیدات جن کے نکاح غیر سادات کے ساتھ ہوئے ان کی اولاد کو خارج کر دیا گیا۔

دشمنانِ اسلام کی ریشہ دوانیوں، سازشوں اور مسلسل پروپیگنڈے کے زور سے ازواجِ مطہرات کو بھی آلِ رسول، اہلِ بیتِ رسول اور عترتِ رسول کے مفہوم سے خارج کر دیا گیا۔ جبکہ قرآن و حدیث اور لغت کی رو سے ازواجِ مطہرات کو کسی طرح بھی خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور وہ ان اصطلاحات کی اوّلین مصداق ہیں۔

سب سے پہلے "آل" کی لغوی تحقیق پیش کی جاتی ہے۔

لفظ آل کی لغوی تحقیق

لفظ آل کے بارے میں ائمہ لغت کے دو اختلافی مبحث ہیں۔

پہلا مبحث اس کے اصل کے بارے میں ہے اور دوسرا مبحث لفظ "آل" اور "اہل" کے درمیان استعمال اور معنی کے لحاظ سے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا مبحث

لفظِ آل کے اصل کے بارے میں ائمہ لغت کے کئی اقوال ہیں۔

پہلا قول علماء بصرہ اور علامہ سیبویہ کا ہے کہ آل اصل میں اہل تھا " ہا " کو ہمزہ سے بدل لیا پھر اس ہمزہ کو الف سے بدلا۔ تو آل بن گیا دلیل اس اصل کی یہ ہے کہ اہل عربیہ کے نزدیک یہ قاعدہ مسلّمہ ہے کہ اسم کو بوقت تصغیر اس کے اصل کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ اور اگر اسم میں کوئی حرف دوسرے حرف سے بدلا ہوا ہو تو اصل حرف لاتے ہیں۔ پھر اس کی تصغیر بناتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ " آل " کی تصغیر " اُہَیل " آتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں " ہا " ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی مصری " آل " کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَاٰلُ الرَّجُلِ اَهْلُهٗ - وَاٰلُ اللّٰهِ وَاٰلُ رَسُوْلِهٖ اَوْلِيَاءُهٗ - اَصْلُهَا اَهْلٌ - ثُمَّ اُبْدِلَتِ الْهَاءُ هَمْزَةً فَصَارَتْ فِی التَّقْدِيْرِ أَأْلٌ فَلَمَّا تَوَالَتِ الْهَمْزَتَانِ اَبْدَلُوا الثَّانِيَةَ اَلِفًا كَمَا قَالُوْا اٰدَمُ وَ اٰخَرُ [لسان العرب ص ۳۰ ج ۱۱]

آدمی کی " آل " اس کی اہل و عیال ہوتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی " آل " ان کے دوستوں کو کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ دراصل اہل تھا پھر ھا کو ہمزہ سے تبدیل کیا گیا تو أأُلٌ ہو گیا جب لگاتار دو ہمزے آئے تو انہوں [اہلِ عرب] نے دوسرے ہمزے کو الف میں تبدیل کر دیا

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ آدم، در، آخر میں کیا گیا۔

دوسرا قول آل کی اصل " اَوَلَ " بفتح الواو ہے۔ واو متحرک ماقبل مفتوح واو کو الف سے بدلا تو "آل" بن گیا۔ جیسا کہ بابٌ، نابٌ اسموں میں قَالَ اور عَادَ وغیرہ افعال میں ان کی تعلیل بھی یہی ہے۔ یہ رائے علمائے کوفہ علامہ کسائی اور یونس کی ہے۔

پہلے قول پر جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ وہ اس دوسرے قول پر وارد نہیں ہوتے۔ نیز اس قول پر خروج عن القیاس لازم نہیں آتا۔ بخلاف پہلے قول کے کیونکہ ہا کو ہمزہ سے اور ہمزہ کو الف سے بدلنا یہ خلاف قیاس ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی اس دوسرے قول کو پہلے قول پر ترجیح ہے کہ اس میں تصرف کم ہے اور پہلے قول پر تصرّف زیادہ ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی قول کو اصح قرار دیا ہے۔ [فتاوٰی ابن تیمیہ ص ۴۶۳ ج ۲۲]

تیسرا قول آل اصل میں اَوَلٌ بفتح الواو تھا جیسا کہ دوسرا قول ہے یہ آلَ السلطانُ الرعیۃ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں "بادشاہ نے رعیت کے امور کی نگرانی اور دیکھ بھال کی" آدمی کے اہل بیت اور اس کی اولاد کو بھی آل اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ان کے امور کی نگرانی، حفاظت اور دیکھ بھال کرتا ہے۔

چوتھا قول آل اصل میں اَوَلٌ بفتح الواو تھا۔ یہ آلَ عَلَی الْقَومِ وَ وَلِیَھُم سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ذمہ دار اور سرپرست کے ہوتے ہیں۔ آدمی کے اہل بیت کو بھی آل اس لئے کہتے ہیں کہ آدمی ان کا ذمہ دار اور سرپرست ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں قول آل کا لفظ اس آل سے مأخوذ ہے جس کے معنی اطراف و جوانب کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے آلُ الْجَبَلِ اَیْ اَطْرَافُہٗ اور توالد و تناسل کے لحاظ سے آدمی کے گھر کے افراد اس کے اطراف ہوتے ہیں اور انہی کے ساتھ اس کی قوت و طاقت ہوتی ہے۔ آدمی کے ہاتھ پاؤں اس کے اطراف ہوتے ہیں۔ انہی کے ساتھ انسان کی قوت و طاقت ہوتی ہے۔ پرندے کے پر بھی پرندے کے اطراف ہوتے ہیں جن کے ساتھ پرندے میں اُڑنے کی قوت ہوتی ہے۔

چھٹا قول آل کا لفظ اس آل سے مأخوذ ہے جس کے معنی آلہ کے ہوتے ہیں اور آلہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کوئی کام کیا جاتا ہے یعنی کام کے اوزار اور آدمی کے کام کاج میں اس کے اہلِ خانہ آلات کی طرح اس کے ساتھ مُعاوِن و مُمِد ثابت ہوتے ہیں۔ بلکہ گھر کا ہر فرد دوسرے فرد کے ساتھ مُعاوِن و مُمِد ہوتا ہے۔

ساتواں قول آل کا لفظ "عالۃ" سے مأخوذ ہے جو عَیِّل کی جمع ہے۔ یہ عَالَ یَعُوْلُ الرَّجُلُ سے بنا ہے جس کے معنی عیال کی کثرت کے ہیں۔ یا عَالَ عِیَالَہٗ سے مأخوذ ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ان کی معاشی ضروریات کے لئے کافی ہو گیا۔ اور محاورہ میں بولتے ہیں۔

عَیِّلَ الرَّجُلُ اَھْلَ بَیْتِہٖ الَّذِیْنَ اِلَیْہِ نَفَقَتُھُمْ۔

آدمی نے عیالداری کی اپنے ان اہل بیت کی جن کا نان نفقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ذمہ تھا۔

پھر لفظ العالۃ میں عین کو ہمزہ سے بدل دیا کیونکہ ہمزہ حرف حلقی ہے اور عین کے مقابلہ میں ہمزہ کا مخرج زیادہ آسان ہے اور پھر تا کو حذف کر دیا تو آل بن گیا۔ اور اس لفظ کے کثرت استعمال نے اس میں تصرف کا تقاضا کیا تھا اور یہ تصرف اس کو اہل کہنے کے مقابلہ میں کوئی زیادہ ابعد بھی نہیں ہے۔ اور اُہیل سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ آل اصل میں اہل تھا۔ یہ ایک ضعیف قول ہے کیونکہ اُہیل عام طور پر تحقیر کے لئے بولا جاتا ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں آل کا استعمال اشراف کے ساتھ مخصوص ہے۔ لہذا اُہیل میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ آل اصل میں اہل تھا۔

آٹھواں قول علامہ شیخ یونس نے تصریح کے حواشی [۱/۱۲] میں لکھا ہے۔

ممکن ہے کہ آل کے دو اصل ہوں۔ ایک اہل۔ دوسرا اَوَلُ لہذا دونوں اعتبار سے اس کی تصغیر اُہَیل اور اُوَیل آتی ہے۔

نواں قول وہ ہے۔ جس کا میرے دل میں القاء ہوا ہے کہ آل اصل میں "اِلٌّ" بتشدید اللام تھا۔ پھر پہلے لام کو ہمزہ سے بدل دیا تو آل بن گیا اور مکرر حرف کو الف، واو، یا ہ سے بدلنا عربی فصیح زبان میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا اَیْ دَسَّسَهَا آخری سین کو تخفیف کی غرض سے الف سے بدل دیا۔ اسی طرح ذَمَّ یَذُمُّ میں پہلے میم کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف سے بدل کر ذَامَ یَذِمُ ذَمٌّ بولتے ہیں۔ مشہور متنبی شاعر کا قول ہے۔

وَ نُذِیْمُهُمْ وَبِهِمْ عَرَفْنَا فَضْلَهُمْ
وَبِضِدِّهَا تَتَبَیَّنُ الْاَشْیَاءُ

اس شعر میں نذیمھم اصل میں نذمھم تھا پہلی میم کو یاء سے بدل دیا گیا اسی طرح اُسْكُوْفَةٌ العتبۃ بولتے ہیں۔ جو اصل میں اُسْكُفَّةٌ بتشدید الفاء تھا۔ پھر حرف تضعیف میں سے ایک کو واو سے بدل دیا۔ یہ بات علامہ خفاجی نے "شفاء" کی شرح نسیم الریاض [۴۵۶/۲] باب الصلوٰۃ علی آل النبی میں لکھی ہے۔

لہٰذا آل کا اصل اِلٌّ بتشدید اللام ہے اور اس کے معنی قرابت عہد اور حلف کے ہیں۔ امام راغب لکھتے ہیں کہ۔

عہد، حلف اور قرابت کی نمایاں حالت کا نام اِلٌّ ہے۔ جب کوئی چیز اس طرح چمکنے لگے کہ اس کا انکار ناممکن ہو تو اس کے لئے تَاَلَّ [وہ چمکتی ہے] کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ امام رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔

اِلٌّ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔

۱ —— اس کے معنی عہد کے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

وَجَدْنَاهُمْ كَاذِبًا اِلُّهُمْ
وَذُوالْاِلِّ وَالْعَهْدِ لَا يَكْذِبُ

ہم نے ان کے عہد کو جھوٹا پایا۔ حالانکہ عہد و پیمان کرنے والا جھوٹ نہیں بولتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شعر میں اِلٌّ کے لفظ سے عہد مراد ہے۔

۲ ——— فرّاء اِلٌّ کے معنی قرابت کے بیان کرتے ہیں۔ حضرت حسان رضؓ فرماتے ہیں۔

لَعَمْرُكَ إِنَّ إِلَّكَ مِنْ قُرَيْشٍ
كَإِلِّ السَّقْبِ مِنْ رَأْلِ النَّعَامِ

تیری جان کی قسم تیری قرابت قریش سے ایسی ہی ہے
جیسی کہ اونٹنی کے بچے کی قرابت شترمرغ کے بچہ سے۔

یہاں اس لفظ کا استعمال قرابت کے معنی میں ہوا ہے۔

۳ ——— اِلٌّ حلف کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اوس بن حجر کا قول ہے۔

لَوْلَا بَنُو مَالِكٍ وَالْإِلُّ مَرْقَبَةٌ
وَمَالِكٌ فِيهِمُ الْآلَاءُ وَالشَّرَفُ

اگر بنو مالک نہ ہوتے اور قسم کہ جس کی پابندی کی گئی اور
بنو مالک میں ہی بخششیں ہیں اور شرافت۔

یہاں یہ حلف کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۴ ——— یہ اللہ عزوجل کا نام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب مسیلمہ کذاب کا ہذیان آپ کے گوش گذار ہوا تو آپ نے فرمایا کہ:

إِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ إِلٍّ

یہ کلام اللہ تعالیٰ سے سرزد نہیں ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن زجاج نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء احادیث اور قرآن کے ذریعہ معلوم ہیں۔ اور کسی شخص کو یا الُ کہتے نہیں سُنا گیا

۵ ـــــــ زجاج کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اِلٌّ کی حقیقت جس کو لغت ضروری بتلاتی ہے۔ کسی شئی کا تیز کرنا ہے۔ اسی اعتبار سے بھالے کو اَلَّۃٌ اور تیز کانوں کو اُذُنٌ مُؤَلَّلَۃٌ کہتے ہیں۔ پس اس کے تیز اور مستحکم ہونے کے لحاظ سے عہد و قرابت کے الفاظ سے جو اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ درست ہے۔

۶ ـــــــ ازہری کا بیان ہے کہ عبرانی میں اِیل اللہ عزوجل کا نام ہے۔ پس ممکن ہے کہ اسی ایل کو تعریب کر کے اِلٌّ کہا گیا ہو۔

۷ ـــــــ بعض نے کہا ہے کہ اِلٌّ ماخوذ ہے اَلَّ یَؤُلُّ اَلًّا سے جس کا استعمال صفائی اور چمک دمک کے لئے ہوتا ہے۔ اور چمکنے کے اعتبار سے ہی اس سے آل مشتق ہے۔ کیونکہ اولاد قرابت میں درخشاں حیثیت رکھتی ہے۔ اور بھالے سے اس کی تیزی میں تشبیہہ دیتے ہوئے کانوں کے متعلق کہتے ہیں اُذُنٌ مُؤَلَّلَۃٌ [یعنی بڑے تیز کان ہیں] اور عربی میں کسی شخص کے چلانے اور پکارنے کے لئے بھی اَلِیْلٌ کا لفظ آتا ہے۔ چنانچہ جب عورت چلا کر نوحہ کرنے لگے تو کہتے ہیں۔

رَفَعَتِ الْمَرْأَۃُ اَلِیْلَھَا یعنی وہ زور زور سے یا ویلاہ پکارنے لگی۔ پس عہد کا اِلٌّ یا تو اس وجہ سے نام پڑا کہ وہ ظاہر ظہور ہوتا ہے۔ اور بد عہدی کی آمیزشوں سے پاک صاف ہوتا ہے یا اس لئے کہ عرب جب باہم حلف لیتے تھے تو بلند آواز سے چلاتے اور اس کو شہرت دیتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام رازی نے اگرچہ اس سلسلہ میں سات اقوال نمبروار شمار کرائے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ صرف چار ہی قول ہوئے۔ یعنی الًّ کے معنی بعض اہل لغت عہد کے بیان کرتے ہیں بعض قرابت کے بعض حلف کے اور بعض اس کو اللہ تعالیٰ کا نام قرار دیتے ہیں۔ چوتھا اور چھٹا قول درحقیقت ایک ہی ہے۔ اسی طرح پانچویں اور ساتویں قول میں صرف اشتقاق کی بحث ہے۔ ورنہ معنی کے اعتبار سے کوئی اختلاف نہیں دونوں اقوال میں عہد کے معنی مسلم رکھے ہیں۔

امام ابن جریرؒ نے ان تمام معانی اور روایات کو بیان کرکے فرمایا ہے کہ چونکہ لفظ الًّ ان تمام معانی پر شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی ایک معنی میں اس کو منحصر نہیں فرمایا۔ بدیں وجہ درست یہی ہے کہ اس کو اپنے تمام معانی میں اسی طرح عام سمجھا جائے جس طرح اللہ عزوجل نے اس کو عام رکھا ہے۔ پس آیت شریفہ لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا کا ترجمہ یوں کرنا چاہیئے۔ کہ یہ مشرکین کسی مومن کے متعلق بھی نہ اللہ تعالیٰ کا پاس کرتے ہیں، نہ رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا خیال کرتے ہیں۔ نہ کسی قسم کا۔ [تفسیر المنار ص ۱۸۴ ج 10]

لفظ آل کا معنی

اٰلُ کُلِّ شَیْءٍ شَخْصُہٗ یعنی کسی چیز کی آل کے معنی اس چیز کی اپنی شخصیت ہے۔

قرآن پاک اسی مفہوم کے لئے فرماتا ہے۔

اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ بَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَ اٰلُ ھٰرُوْنَ [البقرۃ ۲۴۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صندوق میں تمہارے رب کی طرف سے سامانِ تسکین اور موسیٰ و ہارون کے بقیہ متروکات ہیں۔

یہاں اولاد موسیٰ و اولاد ہارون کے متروکات ثابت نہیں کیئے جا سکتے لہذا آیت میں آل موسیٰ و آل ہارون سے مراد خود ان دونوں پیغمبروں کی اپنی شخصیت ہے۔ اٰلُ الرَّجُلِ : اَھْلُهٗ وَ عَیَالُهٗ وَ اَتْبَاعُهٗ وَ اَنْصَارُهٗ یعنی کسی آدمی کی آل کے معنی ہیں اس کے بال بچے، اس کے پیروکار اور اس کے مددگار۔

آل لغت میں اہل کا مترادف ہے۔ سورۂ قمر میں ہے۔

اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ

ہم نے بھیجی ان پر آندھی پتھر برسانے والی سوائے لوط کے گھر کے۔

اور سورۂ عنکبوت میں حضرت لوط علیہ السلام کے ذکر ہی میں ہے۔

لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَ اَھْلَهٗ

ہم بچالیں گے اس کو اور اس کے گھر والوں کو

معلوم ہوا کہ ایک مقام پر اگر حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھیوں کو اہل لوط کہا گیا ہے تو دوسرے مقام پر انہی کو آل لوط کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس لئے معنی کے لحاظ سے ان دونوں الفاظ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

لغت سے ثبوت اکثر کتب لغت میں آل اور اہل کو ہم معنی قرار دیا گیا ہے عربی کی ضخیم و مستند لغت لسان العرب [ص ۳۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج ۱۱ا ، میں اس کی پوری وضاحت موجود ہے۔

شیعہ بھی تو آل محمد اور اہل بیت دونوں اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے نزدیک بھی آل اور اہل ہم معنی ہیں۔

سیّد قاسم محمود لکھتے ہیں۔

آل رسولؐ : رسول کی اولاد۔ آپؐ کے نسب سے تعلق رکھنے والے لوگ۔ آل ایک وسیع المعنیٰ لفظ ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس لفظ کے آجانے سے اس کے معنیٰ قوم، اولاد، خاندان اور وارث کے مشہور ہیں۔ جیسا کہ آلِ ابراہیم، آلِ یعقوب، آلِ عمران، آلِ لوط، آلِ ہارون اور آلِ فرعون وغیرہا۔ قرآنی تراکیب سے ظاہر ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک آلِ رسولؐ کے معنی پیغمبر اسلام، آپ کی لختِ جگر سیّدہ فاطمہؓ، آپ کے داماد حضرت علیؓ اور آپؐ کے دونوں نواسے حضرات حسنینؓ ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ہی اس نقطہ نظر کا ایک اور گروہ آنحضرتؐ کے محترم چچا عباسؓ، آپؓ کی اولاد اور حضرت علیؓ کے دونوں بڑے بھائیوں حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت عقیلؓ کی اولاد کو بھی آلِ رسول قرار دیتا ہے۔

اب رہے وہ لوگ جو اس لفظ کے روحانی پہلو کو مدِنظر رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک آنحضرتؐ کی تمام اُمت یعنی فرزندانِ توحید، ملّتِ اسلامیہ پر آلِ رسولؐ کا اِطلاق ہوتا ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ نبوّت و رسالت وہبی چیز ہے کسبی نہیں۔ جس سے خون اور جسم کی وراثت چل سکے۔ جب آنحضرتؐ نے وصال فرمایا تو اس وقت آپؐ کی صُلبی اولاد میں حضرت فاطمہؓ اور آپ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان میں عمِ محترم حضرت عباسؓ۔ آپؐ کے داماد [حضرت ابو العاصؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ] ازواجِ مطہراتؓ اور آپؐ کے دیگر قریب ترین رشتہ دار بقیدِ حیات تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ روحانی طور پر آنحضرتؐ اپنی اُمّت کے روحانی باپ ہیں مگر جسمانی طور پر کسی مَرد کے باپ نہیں اور آنحضرتؐ کی ازواجِ مطہراتؓ آپؐ کی اُمّت کی مائیں کہلاتی ہیں۔

مختصر یہ کہ چاہے وہ اللہ کے نبی حضرت نوحؑ کا حقیقی بیٹا کنعان ہو یا آنحضرتؐ کے چچا [ابولہب و ابو طالب] ایمان لانے کی سعادت سے جو بھی محروم رہا وہ آلِ رسولؐ سے خارج ہے۔ بخلاف اس کے جو صاحبِ ایمان ہے اسلام کی نسبت سے وہ آلِ رسولؐ میں داخل ہے۔ علمأ اسلام کی وہ کثیر جماعت جس کے نزدیک آنحضرتؐ کی تمام اُمّت پر آلِ رسولؐ کا اطلاق ہوتا ہے اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ دلیل بھی پیش کرتی ہے کہ اسلام نے دنیا کی تمام قوموں اور نسلوں کو ایک ہی باپ حضرت آدمؑ کی اولاد بیان کیا ہے اور وہ لوگ جو اسلام کے دائرے میں داخل ہیں وہ ایک اللہ کے بندے اور ایک باپ حضرت آدمؑ کے بیٹے ہونا ان کی حقیقی قومیت قرار دی ہے وہ چاہے کسی نسل اور کسی ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس آنحضرتؐ جب اپنی تمام اُمّت مسلمہ کے بمنزلہ روحانی باپ ہیں تو تمام ملّت اسلامیہ آپؐ کی آل ہے۔

آلِ رسولؐ سے متعلق یہ خیالات کہ اللہ کے رسولؐ، پیغمبرِ اسلام حضرت محمدؐ عربی قریشی الہاشمی کی اُمّت، فرزندانِ توحید، ملّت اسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی آلِ رسول کہلاتی ہے اہل سنت کے ہیں۔ اہل تشیع نے اس لفظ کے معنی اتنے محدود کر دیئے ہیں کہ ان میں صرف اہل بیت آتے ہیں . . . . . . ہر چند آنحضرتؐ کے کسی بیٹے سے جو صلبی ہو آنحضرتؐ کی نسل نہیں چلی تاہم لغت عرب کے مطابق پچا کے بیٹے بھی تمام قرابتوں پر قیاس کرتے ہوئے اولاد میں شامل ہیں۔ اس لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام بنی ہاشم جو ایمان لائے آلِ رسول میں شامل ہیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں زید بن ارقمؓ کی روایت سے ظاہر ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ تمام مؤمنین بنی ہاشم پر صدقہ حرام ہے۔ تاریخ سے یوں تو عبدالمطلب بن ہاشم کی نسل کا ان کے چار بیٹوں حارث، زبیر، ابوطالب اور حضرت عباسؓ کی اولاد سے قائم ہونا ثابت ہے۔ تاہم عبدالمطلب کے جن بیٹوں سے کثرت کے ساتھ اولاد بڑھی یہاں تک کہ افریقہ سے لے کر تمام وسط ایشیا تک دنیائے اسلام کے گوشے گوشے میں اولاد عبدالمطلب [بنی ہاشم] یعنی آلِ محمدؐ پھیل گئی۔ وہ ابوطالب اور حضرت عباسؓ ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ روحانی اور جسمانی دونوں اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آلِ رسولؐ کو جو حقیقت میں آلِ ابراہیمؑ ہے دنیا کے ہر خطے اور ملک میں پھیلا کر اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے کہ اے ابراہیم! میں تیری آل کو وسعت اور ترقی دوں گا۔

[شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ ملخصاً ص ۳۲-۳۰]

مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

[آل] قَرَابَتُهُ الَّذِيْنَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الصَّدَقَةُ عَلَى الْاِخْتِلَافِ فِيْهِمْ " وَ قِيْلَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَمِيْعُ اُمَّةِ الْاِجَابَةِ - والیہ ذھب نشوان الحمیری امام اللغۃ و من شعرہ فی ذلک

اٰلُ النَّبِیِّ هُمْ اَتْبَاعُ مِلَّتِہٖ
مِنَ الْاَعَاجِمِ وَالسُّوْدَانِ وَالْعَرَبِ
لَوْلَمْ یَکُنْ اٰلُہٗ اِلَّا قَرَابَتُہٗ
صَلَّی الْمُصَلِّیْ عَلَی الطَّاغِیْ اَبِیْ لَهَبِ

و یدل علی ذلک ایضًا قول عبد المطلب من ابیات ؎

وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ الصَّلِیْبِ
وَعَابِدِیْہِ الْیَوْمَ اٰلِکْ

والمراد باٰل الصلیب اَتْبَاعُہٗ.....

[فتح الملھم شرح صحیح المسلم ص ۴۷]

آل سے آپ کے وہ اہلِ قرابت مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُمّت مسلمہ مراد ہے اور امام لغت نشوان حمیری نے بھی یہی مراد لی ہے اس بارے میں ان کا ایک شعر ہے۔ عجم، سوڈان اور عرب میں آپ کے متبعین پر مشتمل آپ کی آل ہے۔ اگر [یہ غلط] بات مان لی جائے کہ آل سے مراد صرف رشتہ دار ہوتے ہیں تب تو درود شریف پڑھنے والے کا درود بے ایمان اور طاغوت ابولہب پر بھی پہنچے گا۔

جناب عبد المطلب کا ایک قول بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آل صلیب سے مراد اس کے پیرو ہیں۔

شیعہ مفسر ابو علی فضل بن حسن طبرسی لکھتے ہیں۔

قِيْلَ اٰلُ الرَّجُلِ قَرَابَتُهٗ وَاَهْلُ بَيْتِهٖ . . . وَقَالَ ابْنُ دُرَيْدٍ اٰلُ كُلِّ شَيْءٍ شَخْصُهٗ وَاٰلُ الرَّجُلِ اَهْلُهٗ وَقَرَابَتُهٗ

[تفسیر مجمع البیان جلد اوّل ص ۱۰۲ تحت آیت "وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ"]

کہا گیا ہے کہ آل الرجل سے مراد اس کے رشتہ دار اور اس کے گھر والے ہیں۔ ابن درید نے کہا ہر شی کی آل اس کی ذات ہے اور آدمی کی آل اس کے اہل و عیال اور اس کے رشتہ دار ہیں۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں۔

" اٰلِ فِرْعَوْنَ " قَوْمُهٗ وَاَتْبَاعُهٗ وَاَهْلُ دِيْنِهٖ وَكَذٰلِكَ اٰلُ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلّم مَنْ هُوَ عَلٰى دِيْنِهٖ وَمِلَّتِهٖ فِي عَصْرِهٖ وَسَائِرِ الْاَعْصَارِ سَوَاءٌ كان نَسِيْبًا له اولم يكن وَمَنْ لم يكن على دينه و مِلَّتِه فليس من اٰلِه ولا اهلِه وان كان نَسِيبه وقَرِيبُه خلافًا للرَّافِضَةِ حيث قالت ، اِن اٰلَ رسولِ صلى الله عليه وسلم فاطمة والحسن والحسين فقط دليلنا قوله تعالیٰ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ۔ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ای اٰلَ دِیْنِہٖ۔ اِذ لم یکن لہ ابنٌ ولا بنتٌ ولا ابٌ ولا عمٌّ ولا اخٌ ولا عَصَبَۃٌ ولانہ لاخلاف اَنّ من لیس بمؤمِنٍ ولا موحِّدٍ فانہ لیس من اٰلِ محمد وان کان قریبًا لہ ولاجل ھذا یقال اِن ابالھب وابا جھل لیس من اٰلِہ ولا من اھلِہ وان کان بینھما وبینَ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلّم قَرابۃٌ ولاجلِ ھذا قال اللہ تعالی فی ابنِ نوحٍ: اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ [تفسیر قرطبی ص ۳۸۱ ج ۱]

آلِ فرعون سے قوم، پیروکار اور اس کے ہم مذہب لوگ مراد ہیں۔ اسی طرح آلِ رسول سے وہ لوگ مراد ہیں جو آپؐ کے زمانہ اور آپؐ کے بعد آپؐ کے دینِ اسلام پر قائم ہوں۔ خواہ وہ آپؐ کے رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں۔ جو شخص آنحضورؐ کے دین پر نہ ہو وہ نہ آپؐ کی آل میں شامل ہے نہ آپؐ کے اہلِ بیت میں اگرچہ وہ آپؐ کا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ شیعہ روافض اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ آلِ رسولؐ صرف حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ آلِ رسول میں کسی اور کو شامل نہیں کرتے۔ شیعہ روافض کے خلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے " وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ " فرعون کے اتباع کو ہم نے غرق کر دیا۔ " اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ " فرعون کے تابع داروں کو سخت عذاب میں ڈال دو۔ یہاں اتباع اور تابعدار مراد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فرعون کی نہ کوئی اولاد تھی اور نہ باپ چچا اور بھائی تھا اور نہ کوئی اس کا عصبہ تھا۔ اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو شخص مومن موحد نہ ہو۔ وہ آلِ محمد میں داخل نہیں ہے اگرچہ وہ نسب میں آپ کا قریبی ہی کیوں نہ ہو اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ابولہب اور ابوجہل آنحضورؐ کے ساتھ رشتہ قرابت رکھنے کے باوجود آپ کے آل اور اہل میں شامل نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ وہ ان کے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ ایمان دار نہیں تھا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی آل صرف آپ کی ازواج اور اولاد ہیں۔ دلیل ان کی ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے۔ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کی کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ؟ آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ تو آپؐ نے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

[بخاری ص   مسلم ص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں ازواج اور ذریت کو آل محمد کے قائم مقام رکھا گیا ہے۔

امام شوکانی فرماتے ہیں۔

اِحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ طَائِفَةٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ عَلٰى اَنَّ الْاٰلَ هُمُ الْاَزْوَاجُ وَالذُّرِّيَّةُ۔ وَوَجْهُهٗ اَنَّهٗ اَقَامَ الْاَزْوَاجَ وَالذُّرِّيَّةَ مَقَامَ اٰلِ مُحَمَّدٍ فِيْ سَائِرِ الرِّوَايَاتِ الْمُتَقَدِّمَةِ [نیل الاوطار ص ۳۲۴ ج ۲]

اس عبارت کا خلاصہ اوپر آگیا ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ آل محمد سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ بنو ہاشم ہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے آل کی تفسیر آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عباس سے کی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ جانتا ہوتا ہے۔ لہذا حضرت زید بن ارقم کی تفسیر مذکورہ افراد کے تعین پر قرینہ ہے۔

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ آل سے مراد بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں۔ یہی رائے حضرت امام شافعیؒ کی بھی ہے۔ اور جمہور اہل بیت کا مذہب ہے کہ آپؐ کی آل صرف حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ ہیں۔ اور حدیث کساء جو صحیح مسلم میں ہے اس سے ان کا استدلال ہے۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آل سے مراد بلا تقیید آپ کے قرابت والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور بعض علماء آل سے مراد تمام امت لیتے ہیں۔ امام نوویؒ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ تمام اقوال سے زیادہ اظہر قول یہی ہے۔ اور ازہری وغیرہ محققین کا اختیار کردہ قول بھی یہی ہے۔

اور عبدالمطلب کے مندرجہ ذیل شعر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آل سے مراد آپؐ کے اتباع ہیں۔

وَانْصُرْ عَلٰى اٰلِ الصَّلِيْبِ وَعَابِدِيْهِ الْيَوْمَ اٰلِكَ

آج تو صلیب والوں اور اس کے پرستاروں پر اپنے لوگوں کو فتح مند کر۔

یہاں آل الصلیب سے مراد اس کے اتباع ہیں۔ اور قرآن پاک میں اللہ کا ارشاد ہے۔ "اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ"

اس آیت میں بھی آل سے مراد اتباع ہیں۔ اور اس حدیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے جسے طبرانی نے بیان کیا ہے۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سُئِلَ عَنِ الْاٰلِ قَالَ: اٰلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ۔

آپؐ سے جب آل کے بارے میں سوال ہوا تو آپؐ نے فرمایا آل محمد ہر متقی پرہیزگار آدمی ہے۔

لیکن اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہے۔ نیز لغت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو آل کے معنی ہی اہل خانہ اور اتباع کے ہیں۔ لغت کی مشہور کتاب قاموس میں آل کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَهْلُ الرَّجُلِ اَتْبَاعَهٗ [نیل الاوطار ص ۳۲۴ ج ۲]

آل کی اضافت ضمیر کی طرف

علماءِ نحو کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آل کی اضافت ضمیر کی طرف جائز ہے یا ناجائز۔

بعض جواز کے قائل ہیں۔ یہ رائے علامہ نحاس، کسائی اور زبیدی کی ہے۔ ان کے نزدیک اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدٍ وَّاٰلِهٖ کہنا غلط ہے۔ بلکہ درست یوں ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدٍ وَّ اَهْلِهٖ اور بعض قلت کے ساتھ جواز کے قائل ہیں۔ یہ رائے علامہ ابن السیدؒ کی ہے۔ اور صحیح بھی یہی ہے۔ اس کی مثال عبدالمطلب کے شعر میں پہلے گذر چکی ہے۔

[تفسیر قرطبی ص ۳۸۳ ج ۱]

آل اور اہل میں استعمال کے لحاظ سے فرق

آل اور اہل میں ازروئے استعمال یہ فرق ہے کہ آل کا مضاف الیہ خاص وہی شخص ہوتا ہے جس کو شرافتِ دارین یا شرافت دنیا حاصل ہو۔ جیسے آل موسیٰ آل ہارون، آل فرعون۔ اور اہل کا مضاف الیہ عام ہے۔ آل الحجام نہیں کہہ سکتے بلکہ اہل الحجام کہیں گے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

فَاِنَّ لفظَ الاهلِ یُضِیفُوْنَهٗ الی الجمادِ والی غیرِ المعظم کما یقولون اهل البیت واهل المدینة واهل الفقیر واهل المسکین واما الاٰلُ فاِنما یُضاف الی معظم من شأنه یؤول غیره او

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسُوسُه فيكون مَالُهُ اليه ومنه الايالة وهى السياسة فَآلُ الشخصِ هم من يؤوله ويؤول اليه ويرجع اليه

[فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ص ۴۶۳ ج ۲۲]

لفظ اہل کی اضافت بے جان اور غیر شان والی چیزوں کی ہوتی ہے جیسا کہ بولتے ہیں اہل البیت، اہل المدینۃ اہل الفقراء اہل المسکین لیکن اس کے مقابلہ میں آل کے لفظ کی اضافت کسی ایسی اہم شخصیت کی طرف ہوتی ہے جو دوسروں کے رجوع یا ان کے امور کی حفاظت و نگرانی کا مرکز بنے اور اسی آل سے لفظ الایالۃ بنا ہے جس کے معنی سیاست کے ہیں پس آل الشخص ان کو کہیں گے جو کسی کے پاس پناہ پکڑیں اور اس کی طرف رجوع کریں۔

امام رازی لکھتے ہیں:

قال صاحب الكشاف: اصل آلٍ أهل ولذلك يُصَغّر بأُهَيلٍ فابدلت هاؤه الِفًا وخص استعماله باولى الخطر والشأن كالملوك و أشباههم ولا يقال آل الحجام والاسكاف۔

قال عيسى: الاهل اعم من الآل يقال اهل الكوفة واهل البلد واهل العلم ولا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يقال آل الكوفة و آل البلد و آل العلم فكأنه قال ، الأهلُ هم خاصة الشئ من تغليبه عليهم والآل خاصة الرجل من جهة قرابة او صحبة [تفسیر کبیر ص ۶۷ ج ۳]

صاحب کشاف فرماتے ہیں ۔ کہ آل اصل میں اہل تھا اسی وجہ سے اس کی تصغیر اُہَیل آتی ہے پھر اس کی ہا کو الف سے بدلا تو آل بن گیا اور اس کا استعمال ان لوگوں کے لئے خاص ہے جو خصوصیت اور اہمیت کے حامل ہوں جیسے بادشاہ اور ان جیسے لوگ ۔ لہذا آل حجام اور آل اسکاف [موچی] نہیں کہا جاتا [کیونکہ یہ خصوصیت اور اہمیت رکھنے والے لوگ نہیں ہیں]

عینی کہتے ہیں کہ اہل آل کے مقابلہ میں عام ہے ۔ بولا جاتا ہے اہل الکوفہ ' اہل البلد ' اہل العلم لیکن آل الکوفہ آل البلد آل العلم نہیں کہا جاتا ۔ علامہ عینی گویا کہ یہ کہنا چاہتے ہیں : اہل ان لوگوں کو کہتے ہیں جو کسی چیز کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہوں اور وہ چیز ان پر غالب ہو اور آل آدمی کے خواص کو کہتے ہیں خواہ قرابت کی وجہ سے ہوں یا وہ صحبت کی وجہ سے ۔

مولانا عبد الرشید نعمانی لکھتے ہیں :

آل ، قوم ، گھر کے لوگ متبعین و دوست آل کی اصل کیا ہے ۔ اس کے متعلق اہلِ لغت میں اختلاف ہے ۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ دراصل " اَھْلُ "

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اسی بنا پر جب اس کی تصغیر کی جاتی ہے تو اصل کی طرف لوٹا کر اُہَیل کہتے ہیں چنانچہ ان کے نزدیک اس میں جو دوسرا لفظ ہے وہ "ہ" کے بدلے میں آیا ہے صاحب قاموس لکھتے ہیں کہ "ہ" ہمزہ سے بدلی گئی أءل ہوا۔ اب دو ہمزہ ایک ساتھ جمع ہوئے لہٰذا دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل لیا تو آل ہو گیا۔

دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ دراصل اَوَلْ تھا جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ واو کو الف سے بدلا گیا آل ہو گیا۔ اور جو شخص کہ کسی طرف قرابت اور دوستی میں لوٹے وہ آل سے موسوم ہوا۔ ابو الحسن بن الباذش اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اسی بنا پر یونس اس کی تصغیر اُوَیل بیان کرتے ہیں اور کسائی نے تو اہل عرب سے صراحۃً اُوَیل ہی نقل کیا ہے۔ علاوہ بریں سیبویہ جو عربیت اور نحو کے امام ہیں۔ حروف کی باہمی تبدیلی کے باب میں کہیں یہ ذکر نہیں کرتے کہ ہاء ہمزہ سے بدل جاتی ہے حالانکہ انہوں نے هرقت هيا۔ هرقت هياك کے متعلق لکھا ہے کہ یہاں ہمزہ ہائے سے بدل لیا گیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ دوسرے خیال کی تقویت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آل کی اضافت کسی قابلِ تعظیم شخص ہی کی طرف ہوتی ہے۔ چنانچہ آل القاضی بولتے ہیں اور آل الحجام نہیں بولتے۔ اس کے برخلاف لفظ اہل کے استعمال میں یہ چیز ملحوظ نہیں۔

اسی طرح بیشتر آل کی اضافت غیر ذوی العقول کی طرف بھی نہیں ہوتی۔ نیز اکثر علماء کے نزدیک ضمیر کی طرف بھی وہ مضاف نہیں ہوتا۔ گو بعض علماء کمی کے ساتھ اس کے استعمال کو روا رکھتے ہیں۔ چنانچہ عبد المطلب نے اصحاب الفیل کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصہ میں جو چند ابیات کہے تھے ان میں سے ایک شعر میں یہ اضافت ثابت بھی ہو چکی ہے۔

وانصر علیٰ اٰلِ الصلیبِ وعابدِیہ الیومَ اٰلِکَ

آج تو صلیب والوں اور اس کے پرستاروں پر اپنے لوگوں کو فتح مند کر۔

آل فلاں کا اطلاق کبھی تو صرف آل پر ہوتا ہے۔ اور کبھی آل اور مضاف الیہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جب صرف آل فلاں کہا جائے گا تو اس صورت میں مضاف الیہ بھی اس کے معنی میں داخل ہو گا۔ مگر یہ کہ کوئی قرینہ وہاں ایسا موجود ہو جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ مضاف الیہ مراد نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اِنَّا اٰلُ محمدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَۃُ [ہم آل محمدؐ کے لئے صدقہ حلال نہیں] یہ اسی کے شواہد میں ہے۔ کیونکہ یہاں آل محمدؐ کے مفہوم میں خود حضورؐ کی ذاتِ گرامی بھی داخل ہے۔ اور جب دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا جائے تو پھر مضاف الیہ اس کے مفہوم میں نہیں ہو گا۔ جیسے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدٍ وَّاٰلِ محمدٍ کہ یہاں آلِ محمدؐ کے لفظ میں ذات گرامی داخل نہیں ہو گی۔ غرض آل فلاں کا لفظ فقیر اور مسکین، ایمان اور اسلام، فسوق اور عصیان کی طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک بولا جائے گا تو دوسرا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہو گا۔ اور جب دونوں ایک ساتھ آئیں گے تو ایک دوسرے کے مفہوم میں داخل نہیں ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے کہ باعتبار لغت آل کے معنی میں قرابت دار، احباب اور پوری قوم داخل ہے۔ چنانچہ درود شریف والی حدیث میں آلِ محمد سے تمام صلحاءِ اُمت مراد ہیں۔ [لغات القرآن ص ۲۰۳ ج ۱]

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں

اَلْاٰلُ ۔ بعض کہتے ہیں کہ آل اصل میں اَھْلٌ تھا کیونکہ اس کی تصغیر اُھَیْلٌ آتی ہے مگر یہ لفظ ہمیشہ انسانوں سے کسی عَلَمْ کی طرف مضاف ہوتا ہے لہٰذا اسم نکرہ یا زمان و مکان کی طرف اس کی اضافت جائز نہیں اس بنا پر آلُ فُلَانٍ کا محاورہ تو استعمال ہوتا ہے لیکن اٰلُ رَجُلٍ، اٰل زَمَانٍ یا اٰلُ مَوْضِعٍ نہیں بولا جاتا اور نہ ہی اٰلُ الْخَیَّاطِ [درزی کا خاندان] بلکہ یہ ہمیشہ صاحب شرف اور افضل ہستی کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے اٰلُ اللّٰہِ وَ اٰلُ السُّلْطَانِ۔

مگر اھل کا لفظ ہر ایک کی طرف مضاف ہوتا ہے چنانچہ جس طرح اَھْلُ زَمَنِ کَذَا وَ بَلَدِ کَذَا اسی طرح اَھْلُ اللّٰہِ وَ اَھْلُ الْخَیَّاطِ بھی کہہ دیتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آلُ النبیؐ سے آپ کے رشتہ دار مراد ہیں اور بعض کے نزدیک اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہیں علم و معرفت کے لحاظ سے آپؐ کے ساتھ خصوصی تعلق ہو تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اھل دین دو قسم پر ہیں۔ ایک وہ جو علم و عمل کے لحاظ سے راسخ القدم ہوتے ہیں۔ ان پر اٰلُ النَّبِیِّ وَ اُمَّتُہٗ دونوں لفظ بولے جا سکتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جن کا علم سراسر تقلیدی ہوتا

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے انہیں اُمَّۃُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ تو کہا جاتا ہے لیکن آلِ محمد نہیں کہہ سکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اُمَّۃُ النبیِ و آلُہٗ میں عموم وخصوص کی نسبت ہے یعنی

كُلُّ آلِ لِلنَّبِيِّ اُمَّتُهٗ

وَ لَيْسَ كُلُّ اُمَّتِهٖ آلُ لَهٗ

حضرت جعفر صادقؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ لوگ تمام مسلمانوں کو آل النبی میں داخل سمجھتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ صحیح بھی ہے اور غلط بھی۔ سائل نے عرض کی یہ کیسے ؟ فرمانے لگے غلط تو اس لئے کہ تمام اُمت آل النبیؐ میں داخل نہیں ہے اور صحیح اس لئے کہ اگر وہ شریعت کے کما حقہٗ پابند ہو جائیں تو آل النبی کہا جا سکتا ہے۔ [مفردات القرآن۔ اردو ص ۷۰ طبع لاہور]

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے

آل ۔ آل النبیؐ میں ہاشم اور عبدالمطلب کی اولاد شامل ہیں۔ لیکن ادھر تو شیعوں نے اس لفظ کا مفہوم اتنا محدود کر دیا ہے کہ اس سے صرف آنحضرتؐ کے سب سے قریبی اعزّہ اور اخلاف مراد لئے اور ادھر اہل سنت نے اس قدر وسیع کر دیا کہ آپؐ کی تمام اُمت کو اس میں شامل کر دیا۔ بعد میں یہ لفظ کسی حکمران کے خاندان کے لئے استعمال ہونے لگا۔ مثلاً آلِ عثمان ۔ یعنی خاندان عثمان۔ آل بوسعید یعنی عمان اور زنجبار کے حکمرانوں کا خاندان۔ آل فیصل آل سعود جو عرب کے سعودی خاندان کا سرکاری لقب ہے۔

[اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد اول ص ۱۹۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کتاب کی تیسری جلد ص ۵۷ پر تحریر ہے کہ ابنِ خالویہ نے اپنی تصنیف "کتاب الآل" میں آل کے مفہوم میں پچیس [۲۵] اصناف کو شامل کیا ہے۔

مذکورہ تصریحات سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ لفظ آل ایک کثیر المعانی لفظ ہے اور اس سے صرف اولاد مراد لے کر ازواجِ مطہرات کو خارج قرار دینا جہالت و حماقت اور لغت عرب سے ناواقفی کی علامت ہے۔

لفظِ آل قرآن میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں "آل" کا لفظ تقریباً پچیس مرتبہ استعمال کیا ہے اور ہر مرتبہ کسی معروف و مشہور شخصیت کے ساتھ بطور مضاف استعمال ہوا ہے۔ لفظ آل چودہ مرتبہ فرعون کے ساتھ قرآنِ پاک کے مختلف مقامات پر آیا ہے۔

آل کا لفظ چار مرتبہ حضرت لوطؑ کے ساتھ آیا ہے۔

(۱) الحجر پ۱۴ - آیت ۵۹ (۲) الحجر پ۱۴ - آیت ۶۱ (۳) النمل پ۱۹ - آیت ۵۶ (۴) القمر پ۲۷ - آیت ۳۴

آل کا لفظ ایک مرتبہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ آیا ہے۔

(۱) آل عمران پ۳ - آیت ۳۳

آل کا لفظ دو مرتبہ حضرت یعقوبؑ کے ساتھ آیا ہے۔

(۱) یوسف پ۱۲ - آیت ۶ (۲) سورہ مریم پ۱۶ - آیت ۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آل کا لفظ ایک مرتبہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ آیا ہے۔

۱) البقرہ پ۲ - آیت ۲۴۸

ایک مرتبہ حضرت ہارونؑ کے ساتھ آیا ہے۔

۱) البقرہ پ۲ - آیت ۲۴۸

ایک مرتبہ حضرت داؤدؑ کے ساتھ آیا ہے۔

۱) سبا پ۲۲ - آیت ۱۳

اور ایک مرتبہ سیدہ مریم کے والد عمران کے ساتھ آیا ہے۔

۱) آل عمران پ۳ - آیت ۳۳

اہلِ تشیع کے ہاں بھی آل کا لفظ کثرت کے ساتھ بمعنی قوم اور پیروکار استعمال ہوا ہے۔ ملاں مقبول دہلوی " وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ "کا ترجمہ کرتا ہے کہ اور تمہارے دیکھتے دیکھتے فرعون والوں کو ڈبو دیا۔ [ترجمہ مقبول تحت آیت مذکورہ]

[اہل بیت رسول کون ہیں ص ۳۵]

ملاں فتح علی کاشانی " وَ اِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ " کے تحت لکھتا ہے۔ از اتباع و متعلقانِ فرعون۔ یعنی فرعون کے متبعین و متعلقین سے [تفسیر منہج الصادقین جلد ا ص ۱۸۲]

محولہ بالا تمام آیات میں سیاق و سباق اور شانِ نزول کی روشنی میں غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ " آل " کا مطلب گروہ، اتباع و انصار، جماعت، پیروکار، قوم اور طرفدار ہے۔ بعض مقامات پر اولاد کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اس میں شامل کیا گیا ہے۔ لیکن وہاں بھی اتباع و پیروکاری کا وصف نمایاں ہے اور کسی مقام پر بھی محض اولاد یا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے آل کا اطلاق نہیں کیا گیا ہے۔ اسی طرح لفظ آل میں بیوی بھی شامل ہے۔ کیونکہ قرآن نے واقعہ لوطؑ میں بیوی کو مستثنیٰ کردیا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا امْرَاَتَهٗ۔

[الحجر پ۱۴۔ آیت ۶۰-۵۹]

اگر بیوی "آل" میں شامل نہ ہوتی تو اس استثناء کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا [القصص پ۲۰۔ آیت ۸]

دریا سے سیدہ آسیہ نے حضرت موسیٰ کو نکالا تھا جو فرعون کی بیوی تھیں رب نے انہیں آل فرعون کہا۔ معلوم ہوا کہ قرآنی اصطلاح میں بیوی بھی آل ہے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید میں لفظ "آل" حضرت ابراہیم، حضرت لوط حضرت یعقوب۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت ہارون اور حضرت داؤد کے ساتھ تو استعمال کیا گیا ہے لیکن پورے قرآن میں کسی ایک مقام پر بھی اور کسی معنی میں بھی آنحضرتؐ کے اسم گرامی کے ساتھ استعمال نہیں کیا گیا۔ آل محمدؐ، آل نبیؐ یا آل رسولؐ قرآنی اصطلاح نہیں ہے۔ اس کا موجودہ مفہوم اور آل عباء و کساء کے ساتھ تخصیص عبداللہ بن سبا اور اس کی ذریت کی ایجاد ہے۔ جن صحیح احادیث اور روایات میں آنحضرتؐ سے اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال ثابت ہے ان میں ازواج مطہرات، مؤمنین مخلصین اور تمام فرزندانِ توحید شامل ہیں۔ رحمۃ للعالمین کے فیض عام کو کسی خاندان یا نسل کے لئے مخصوص کرنا اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ پیغمبر اسلام تا قیام قیامت تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ اللہ ہی کا دیا ہوا پیغام اُمّت تک پہنچاتے ہیں جو اس کو قبول کر لیتا ہے وہ اس کی آل میں داخل ہو جاتا ہے اور جو اس پیغام کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے وہ آل سے خارج ہو جاتا ہے خواہ اس کی صلبی اولاد ہی کیوں نہ ہو۔

[اہل بیت رسول کون ص ۳۹]

سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

رہا آل کا لفظ تو وہ محض حضورؐ کے خاندان والوں کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس میں وہ سب لوگ آجاتے ہیں جو آپؐ کے پیرو ہوں اور آپؐ کے طریقے پر چلیں، عربی لغت کی رو سے آل اور اہل میں فرق یہ ہے کہ کسی شخص کی "آل" وہ سب لوگ سمجھے جاتے ہیں جو اس کے ساتھی، مددگار یا متبع ہوں۔ خواہ وہ اس کے رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں اور کسی شخص کے اہل وہ سب لوگ کہے جاتے ہیں جو اس کے رشتہ دار ہوں خواہ وہ اس کے ساتھی متبع ہوں یا نہ ہوں۔ قرآن مجید میں چودہ مقامات پر آل فرعون کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ان میں سے کسی جگہ بھی آل سے مراد محض فرعون کے خاندان والے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ سب لوگ ہیں جو حضرت موسیٰ کے مقابلے میں اس کے ساتھی تھے پس آلِ محمدؐ سے ہر وہ شخص خارج ہے جو محمدؐ کے طریقے پر نہ ہو۔ خواہ وہ خاندان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالت ہی کا ایک فرد ہو اور اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو حضور کے نقشِ قدم پر چلتا ہو۔ خواہ وہ حضور سے کوئی دور کا نسبی تعلق نہ رکھتا ہو۔ البتہ خاندانِ رسالت کے وہ افراد بدرجۂ اولیٰ آلِ محمدؐ ہیں جو آپؐ سے نسبی تعلق بھی رکھتے ہیں اور آپؐ کے پیرو بھی ہیں۔ [تفہیم القرآن ص ۱۲۶ ج ۴]

لفظِ آل حدیث میں

آل کا لفظ جن وسیع معنوں میں قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح احادیثِ صحیحہ میں بھی زیادہ وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ان روایات سے محض اولاد مراد لینا اور ازواجِ مطہراتؓ کو خارج قرار دینا جہالت اور ان کی توہین کے مترادف ہے۔ چند روایات ملاحظہ ہوں۔

(۱) فَأَطَافَ بِآلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولٰئِكَ بِخِيَارِكُمْ۔

[ابوداؤد و ابن ماجہ۔ کتاب النکاح]

بہت سی عورتیں آلِ رسولؐ [یعنی ازواجِ مطہرات] کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے خاوندوں کی شکایتیں کرنے لگیں تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے گھر والیوں [آلِ محمدؐ] کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی زیادتی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکایت کر رہی ہیں [یاد رکھو اپنی بیویوں کو تنگ کرنے والے] اچھے آدمی نہیں ہیں۔

۲ ——— حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ

اِنَّا كُنَّا اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَمْكُثُ شَهْرًا مَّا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ اِنْ هُوَ اِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ۔

[صحیح مسلم۔ کتاب الزھد]

ہم آلِ محمدؐ کا یہ حال تھا کہ مہینہ مہینہ بھر تک آگ نہ سلگاتے صرف کھجور اور پانی پر گذارہ کرتے۔

۳ ——— حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ۔

مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ خُبْزِ بُرٍّ فَوْقَ ثَلَاثٍ۔

تین دن سے زیادہ آلِ محمدؐ گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے۔

۴ ——— ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔

مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [صحیح مسلم۔ کتاب الزھد]

آلِ محمدؐ دو دن تک برابر جَو کی روٹی سے سیر نہ ہوتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ ـــــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَیَالٍ تِبَاعًا حَتّٰی قُبِضَ

[صحیح مسلم ۔ کتاب الزھد]

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کی آل جب سے آپؐ مدینہ منورہ تشریف لائے کبھی تین دن برابر گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپؐ نے وفات پائی۔

۶ ـــــ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا ۔ [صحیح مسلم ۔ کتاب الزھد]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا اے اللہ! محمدؐ کی آل کو بقدر کفاف روزی دے۔

۷ ـــــ اِنَّ النَّبِیَّ لَمَّا سُئِلَ عَنِ الْاٰلِ قَالَ اٰلُ مُحَمَّدٍ کُلُّ تَقِیٍّ ۔

[فتح الملھم شرح صحیح مسلم ص ۴۷]

آنحضرتؐ سے جب آل کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا ہر متقی محمدؐ کی آل ہے۔

ان تمام روایات میں ازواج مطہراتؓ کے علاوہ اور کون مراد ہو سکتا ہے؟ "حتی قبض" کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ وہ کون سے گھر تھے جہاں آگ نہیں جلتی؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی ؟ آنحضرتؐ کی صاحبزادیاں تو اپنے اپنے گھروں میں رہائش پذیر تھیں حضرات حسنینؓ اپنے والدین کے ہمراہ رہتے تھے۔ یہ طرزِ زندگی عین قرآنی احکامات کے مطابق ہے جس کا ذکر سورۃ احزاب کی آیتِ تخییر میں ہے اور یہ احکام صرف ازواجِ مطہراتؓ کے ساتھ خاص تھے۔

۸ ——— جب ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس مالِ فئے سے اپنا حصہ لینے کے ارادہ سے بھیجنا چاہا تو حضرت عائشہؓ نے انہیں بتایا کہ پیغمبر کا کوئی ورثہ نہیں ہوتا جو وہ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔" اِنَّمَا یَاْکُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِیْ هٰذَا الْمَالِ فَانْتَهٰی اَزْوَاجُ النَّبِیِّ ۔

[بخاری ۔ کتاب المغازی]

البتہ محمدؐ کی آل اس میں سے کھا سکتی ہے۔ یہ سن کر ازواج النبیؐ نے حضرت عثمانؓ کو بھیجنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

۹ ——— حضرات صحابہ کرامؓ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ ہم آپؐ پر درود کیسے بھیجا کریں۔ آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ [متفق علیہ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ اپنی خاص رحمت فرما حضرت محمدؐ پر اور آپؐ کے گھر والوں پر جیساکہ تو نے رحمت فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر اور آپ کے گھر والوں پر بیشک تو حمد و ستائش کے لائق اور عظمت و بزرگی والا ہے۔ اے اللہ خاص برکتیں نازل فرما حضرت محمدؐ اور آپؐ کے گھر والوں پر جیسے تو نے برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے گھر والوں پر بے شک تو حمد و ستائش کے لائق اور عظمت و بزرگی والا ہے۔

مولانا منظور نعمانیؒ لکھتے ہیں کہ اس درود شریف میں آل کا لفظ چار دفعہ آیا ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ گھرانے والوں کیا ہے۔ عربی زبان اور خاص کر قرآن و حدیث کے استعمالات میں کسی شخص کی آل ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو ان لوگوں کے ساتھ خصوصی تعلق رکھتے ہوں۔ خواہ یہ تعلق نسب اور رشتے کا ہو جیسے اس کے بیوی بچے یا رفاقت اور عقیدت و محبت اور اتباع و اطاعت کا جیسے کہ اس کے مشن کے خاص ساتھی اور محبین و متبعین۔ اس لئے نفس لغت کے لحاظ سے یہاں آل کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں . . . . .

بہر حال اس عاجز کے نزدیک راجح یہی ہے کہ درود شریف میں آل محمدؐ سے آپؐ کے گھر والے یعنی ازواج مطہرات اور ذریت مراد ہے اور اسی طرح آل ابراہیمؑ سے حضرت ابراہیمؑ کے گھر والے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ مطہرہ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔

رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ - بلاشبہ آلِ ابراہیمؑ وہی ہیں جن کو اس آیت میں اہل البیت فرمایا گیا ہے

[معارف الحدیث جلد پنجم ص ۸۷ - ۳۸۵]

۱۰ ــــــــ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

[صحیح بخاری]

حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ سے عرض کیا گیا کہ ہم آپؐ پر درود کس طرح پڑھا کریں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو۔ اے اللہ اپنی خاص رحمت نازل فرما حضرت محمدؐ پر اور آپؐ کی ازواجِ مطہرات اور آپؐ کی نسل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی آلِ ابراہیمؑ پر اور خاص برکت نازل فرما حضرت محمدؐ اور آپؐ کی ازواجِ مطہرات پر اور آپؐ کی نسل پر جیسا کہ آپ نے برکتیں نازل فرمائیں آلِ ابراہیمؑ پر۔ بیشک تو حمد و ستائش کے لائق اور عظمت و بزرگی والا ہے۔

بخاری کی اس حدیث میں دونوں جگہ آلِ محمدؐ کی بجائے "وَاَزْوَاجِہٖ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ ذُرِّیَّتِہٖ " فرمایا گیا ہے۔ تو اس طرح آنحضرتؐ نے خود لفظ آل کی تشریح فرما دی کہ اس سے مراد اولاً ازواجِ مطہرات ہیں اور ثانیاً اولاد و ذریت۔

قاضی سلیمانؒ منصور پوری لکھتے ہیں کہ یہ لفظ [آل] ازواج کے لئے بھی آیا ہے۔ دیکھو ابو نعیم محمد کی حدیث میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ہے اور ابو حمیدؓ ساعدی کی حدیث میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَزْوَاجِہٖ ہے۔ یعنی حدیث دوم حدیث اوّل کی تفسیر کرتی ہے۔ [رحمۃ للعالمین ص ۱۳۹ ج ۲]

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ بعض محققین نے لکھا ہے کہ نمازوں میں جو درود شریف پڑھتے ہیں۔ اس کے الفاظ میں اس آیت سے اقتباس کیا گیا ہے [ھود پ۱۲۔ آیت ۷۳ تفسیر عثمانی]

اس لئے اس درود کو درود ابراہیمی کہا جاتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس میں آلِ ابراہیمؑ اور آل محمدؐ سے کیا مراد ہے۔ ہمارا درود شریف جس میں محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے لئے رحمت و برکت کی دعا کی جاتی ہے۔ اس کا اختتام " اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ " پر ہوتا ہے اور فرشتوں نے جو آل ابراہیمؑ کے لئے رحمت و برکت کی دعا کی ہے اس کا اختتام بھی " اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ " پر ہوتا ہے۔ آلِ ابراہیم سے مراد حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ کیونکہ فرشتے ان ہی سے مخاطب ہوکر رحمت و برکت کی دعا مانگ رہے ہیں۔ اگر اس سے حضرت ابراہیمؑ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمعہ رشتہ داریاں لئے بنائیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم مغضوب اور ملعون قوم [یہودیوں] کے لئے رحمت اور برکت کی دعا مانگ رہے ہیں کیونکہ وہ سب حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ازواج مطہرات بھی آل محمدؐ میں داخل ہیں۔ بلکہ اصل مقتضائے لغت یہ ہے کہ ازواج تو آل محمدؐ میں اصالۃً داخل ہوں اور ذریت تبعاً داخل ہو کیونکہ آل کہتے ہیں اہلِ بیت کو یعنی گھر والوں کو اور گھر والوں کے مفہوم میں بیوی سب سے پہلے داخل ہے پس یہ احتمال نہیں ہوسکتا کہ ذریت تو آل میں داخل ہو اور ازواج داخل نہ ہوں۔

[اشرف الجواب ص ۸۴۔ النسوان فی رمضان ص ۴]

۱۱ ــــــ اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

[صحیح مسلم باب تحریم الزکوٰۃ علی رسول اللہ وعلی آلہ وھم بنوھاشم وبنو المطلب دون غیرھم]

امام شافعی اور بعض مالکیہ کے نزدیک بنو ہاشم اور بنو المطلب پر صدقہ حرام ہے۔ امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ وہ صرف بنو ہاشم ہیں اور قاضی عیاضؒ نے کہا کہ بعض علماء کے نزدیک سب قریش اس میں داخل ہیں اور اصبغ مالکی نے کہا کہ وہ اولاد ہیں قصّی کی اور دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بنی ہاشم اور بنی المطلب ایک ہی ہیں اور آپؐ نے حصّہ ذوی القربیٰ کا ان ہی میں تقسیم کیا۔

بنی ہاشم اور بنی المطلب کے موالی میں بھی شافعیہ کے دو قول ہیں اور صحیح یہی ہے کہ ان پر بھی حرام ہے۔ کوفیوں اور ابو حنیفہ کا قول بھی یہی ہے کہ حرام ہے اور بعض مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں۔ اصحاب شافعیہ کے نزدیک بنی ہاشم اور بنی المطلب دونوں کے موالی پر حرام ہے اور ان میں کسی طرح کا فرق نہیں۔ [نووی شرح صحیح مسلم]

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَإِنَّ مَوَالِيَ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ [ترمذی ، ابوداؤد ، نسائی]

بے شک صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے اور کسی گھرانے کے آزاد کردہ غلام بھی ان ہی میں سے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جس طرح آنحضرتؐ کے اہل خانہ کے لئے زکوٰۃ حلال نہیں ہے اسی طرح آپؐ کے اور آپؐ کے خاندان والوں کے غلاموں کے لئے بھی حلال نہیں ہے۔ حتیٰ کہ آزاد ہونے کے بعد بھی وہ زکوٰۃ فنڈ سے کچھ نہیں لے سکتے۔

[اہل بیتِ رسول کون ص ۴۸]

اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی لکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلِ رسولؐ کی طرح اہل بیت کے صحیح مفہوم کو بھی مسخ کر دیا گیا ہے۔ دشمن نے بڑی عیاری اور منصوبہ بندی کے ساتھ اصلی، حقیقی اور قرآنی اہل بیت کو خارج کر کے صرف "پجارتن" کو اس کا مصداق ٹھہرا دیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تبعاً و فرعاً اور مجازاً اس کے اہل تھے۔

"اھلبیت" دو لفظوں سے مرکب ہے۔ (۱) اہل اور (۲) بیت

اس عربی ترکیب کا صحیح اور واحد ترجمہ یہ ہے "گھر والے" ظاہر ہے کہ اس ترکیب کا مفہوم متعین کرنے کے لئے کسی تجزیہ و تحلیل کی ضرورت نہیں۔ جس شخص کے اہل بیت کا ذکر ہو گا اسی کے گھر کے متعلقین اس سے مراد ہوں گے۔ اور ان میں ازواج [بیوی] بدرجہ اولیٰ شامل ہوں گی۔ ازواج کے بعد اس اولاد کا درجہ ہو گا جو والدین کے ساتھ رہائش پذیر ہو۔ دوسرے گھروں میں سکونت رکھنے والی اولاد یا افراد اس شخص کے اہل بیت میں شامل نہیں ہوں گے۔ پہلے "اہل" کی لغوی تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

اہل کی لغوی تشریح

لفظ "آل" کی لغوی تشریح میں گذر چکا ہے کہ یہ لفظ اصل میں أَهْلٌ تھا۔ ہا، ہمزہ سے بدل کر دو ہمزے ہوئے اور دوسرے ہمزے کو الف سے بدل کر آل بنا دیا گیا۔ اگر لفظ "اہل" کو اکیلے استعمال کیا جائے تو اس سے بیوی، مالک، متبعین اور حق دار مراد ہوتے ہیں۔ اگر لفظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل کو کسی اور اسم سے ملا کر مرکب بنایا جائے تو اس کا مطلب والا یا والے لیا جاتا ہے۔ جیسے اہل علم، اہل قرآن، اہل حدیث، اہل فقہ، اہلِ مکہ، اہل مدینہ، اہل کتاب، اہل وطن، اہل جنت، اہل دوزخ اور اہل دولت وغیرہ۔ لہذا اہل بیت کے معنی ہوئے گھر والے۔ گھر والوں میں خاندان کا سربراہ اس کی بیویاں، اولاد، داماد اور دیگر افراد بشمول ملازمین سب ہی شمار ہوتے ہیں۔ فارسی میں بھی بیوی کو اہل خانہ کہا جاتا ہے جو اہلِ بیت ہی کا فارسی میں ترجمہ ہے۔

چونکہ اسی لفظ اہل سے آل بنایا گیا ہے تو یہ بھی اہل ہی کے معنی میں ہے مگر اہل کی نسبت انسان، گھر، علم، دولت سب کی طرف ہو سکتی ہے۔ مگر آل کی نسبت صرف دنیاوی یا دینی عزت و وجاہت والے انسان کی طرف ہی ہوتی ہے۔

لغت عرب میں "أَهْلٌ" کا مفہوم

علامہ ابن منظور افریقی مصری "اہل" کے تحت لکھتے ہیں۔

أَهْلُ الْقُرْآنِ هُمْ أَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهُ وَأَهْلُ الْأَمْرِ وُلَاتُهُ وَأَهْلُ الْبَيْتِ سُكَّانُهُ وَأَهْلُ الرَّجُلِ أَخَصُّ النَّاسِ بِهِ وَأَهْلُ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجُهُ وَبَنَاتُهُ وَصِهْرُهُ وَقِيلَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلِّ نَبِيٍّ اُمَّتُهُ

[لسان العرب جلد ۱۱ - ص ۲۹ - بیروت]

اہل القرآن وہ لوگ ہیں جو اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔

اہل الامر سے مراد نظام سلطنت چلانے والے ہیں۔ اہل البیت گھر میں رہائش پذیر لوگ۔ اہل الرجل کسی آدمی کے خاص تعلق دار۔ اہل بیت نبیؐ آپؐ کی ازواج مطہرات آپؐ کی صاحبزادیاں اور آپؐ کے داماد۔ اور اہل بیت نبیؐ کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ صرف آپؐ کی ازواج مطہرات ہی ہیں اور ہر نبی کی اہل اس کی اُمّت ہے۔

تاج العروس للزبیدی :-

وَالْاَهْلُ لِلْمَذْهَبِ مَنْ يَّدِيْنُ بِهٖ وَ يَعْتَقِدُهٗ - وَالْاَهْلُ لِلرَّجُلِ زَوْجَتُهٗ وَ يَدْخُلُ فِيْهِ اَوْلَادُهٗ - وَالْاَهْلُ لِلنَّبِيِّ اَزْوَاجُهٗ وَ بَنَاتُهٗ وَ صِهْرُهٗ - وَاِنَّ اَهْلَ كُلِّ نَبِيٍّ اُمَّتُهٗ وَ اَهْلُ مِلَّتِهٖ -

اہل مذہب۔ اس مذہب کے ماننے والے اور اس پر اعتقاد رکھنے والے۔ اہل الرجل، اس کی بیوی اور اس میں اس کی اولاد بھی داخل ہے۔ اہل النبیؐ، نبی کی بیویاں، بیٹیاں اور داماد۔ اور ہر نبی کے اہل اس کی اُمّت اور اس کی ملت والے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصحاح للجوھری :-

اَھَّلَ فُلَانٌ ای تزوّج ۔ اَھَّلَکَ اللّٰہُ فِی الجَنَّۃِ

فلاں نے شادی کرلی ۔ اللہ تجھے جنّت میں بیوی عطا کرے ۔

اساس البلاغۃ :-

قال الزمخشری فی الاساس

تأھّل ، تزوّج واٰھّلک اللّٰہُ فِی الجَنَّۃ

تأھّل کے معنی نکاح کر لینے کے ہیں اور اسی سے یہ محاورہ ہے کہ اللہ تجھے جنّت میں زوجہ عطا کرے ۔

مقاییس اللغۃ :- وقال الخلیل

اَھْلُ الرَّجُلِ زَوْجُہٗ ۔ وَالتَّأَھُّلُ : التَّزَوُّجُ : وَاَھْلُ الرَّجُلِ ۔ اَخَصُّ النَّاسِ بِہٖ وَ اَھْلُ الْبَیْتِ سُکَّانُہٗ وَ اَھْلُ الْاِسْلَامِ مَنْ یَدِیْنُ بِہٖ ۔

[مقاییس اللغۃ لابی الحسین احمد بن فارس زکریا]

اور خلیل نے کہا ہے کہ اہل الرجل سے مراد اس کی بیوی ہے اور تأھل کے معنی ہیں شادی کرنا اور اہل الرجل ، کسی آدمی کے خاص تعلق دار اہل البیت ، گھر میں رہائش پذیر لوگ ۔ اور اہل الاسلام ، مسلمان قوم یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُمّتِ مسلمہ

القاموس :

اَھْلُ الْاَمْرِ وُلَاتُہٗ وَ لِلْبَیْتِ سُکَّانُہٗ وَ لِلْمَذْھَبِ مَنْ یَّدِیْنُ بِہٖ وَ لِلرَّجُلِ زَوْجَتُہٗ وَ لِلنَّبِیِّ اَزْوَاجُہٗ وَ بَنَاتُہٗ وَ صِھْرُہٗ

[القاموس ص ۳۳۲ ج ۳]

اہل الامر۔ نظامِ حکومت چلانے والے۔ اہل بیت، گھر کے اندر رہائش پذیر لوگ۔ اہل مذہب، مذہب کے پیروکار۔ اہل الرجل، مرد کی بیوی۔ اہل النبی، نبی کی ازواج، بیٹیاں اور داماد

المنجد ص ۸۳ :

الاھل۔ کنبہ رشتہ دار۔ اھل الرجل ۔ بیوی۔ اھل الامر۔ حکام۔ اھل المذھب۔ ہم مذہب

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ۔

اہل الرجل کے معنی ان لوگوں کے ہیں جو کسی کے ہم نسب یا ہم مذہب ہوں۔ یا ان سے کوئی اور رشتہ اور تعلق ہو۔ جیسے ایک گھر یا ملک یا شہر میں رہنا۔ یا کسی خاص صفت اور پیشہ میں شریک ہونا۔ اہل الرجل سے اصل میں تو وہ لوگ مراد ہوتے ہیں جو ایک مکان میں اس کے ساتھ رہتے ہوں۔ پھر مجازاً آدمی کے قریبی رشتہ داروں پر یہ لفظ بولا جانے لگا ہے

[مفردات القرآن ص ۳۷ طبع لاھور]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کو خوش آمدید کہنے کے لئے کہا جاتا ہے "اَھْلاً وَّ سَھْلاً"
اصل میں یہ کلام اس طرح ہے۔

صَادَفْتَ اَھْلاً لاَ غُرَبَاء
وَوَطِئْتَ سَھْلاً لاَ وَعْرَاء

یعنی تو نے اپنے ہی گھر والوں کو پایا نہ کہ اجنبیوں کو اور تو نرم زمین میں آیا نہ کہ سخت زمین میں۔

[اہل بیت رسول کون ص ۲۱۴]

اردو دائرہ معارف اسلامیہ :

اَلْاَھْلُ :- اھل الرجل واھل الدار

کسی شخص کے متعلقین یا گھر والے۔ صاحب محیط نے لکھا ہے کہ عبرانی زبان میں اہل کے بارے سے اوھل " OHEL " کے معنی خیمہ ہیں یعنی وہ لوگ جو کسی کے ساتھ ایک ہی خیمے میں رہتے ہوں۔ اسی طرح اھل الاسلام مسلمان۔ آنحضرتؐ کے ذکر میں اھل البیت کی ترکیب میں البیت سے آپؐ کا گھر مراد لے کر اس کے معنی ہوں گے۔ رسول اللہؐ کے گھر والے۔ اھل بمعنی مستحق اور سزاوار بھی ہے۔ اہل البیت یا اھل بیت النبیؐ سے مراد ہیں اَزْوَاجُہٗ وَ بَنَاتُہٗ وَصِھْرُہٗ۔ آنحضرتؐ کی بیویاں، بیٹیاں اور داماد۔ صاحب محیط نے لکھا ہے کہ اہل سے بالخصوص بیوی مراد ہوتی ہے۔ دین میں اشتراک کے لئے بھی یہ لفظ قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً حضرت نوحؑ کو ان کے بیٹے کے سلسلے میں کہا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ " یہاں اہل میں نہ ہونے کی وجہ سے دین اور طریق میں عدم اشتراک ہے۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا حقیقی معنوں میں تب اہل ہوتا ہے جب وہ دین اور طریق میں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتا۔ اہل کے معنی مالک، حصہ دار اور شایانِ شان کے بھی ہیں۔

[اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد ۳ ص ۵۷۵]

مذکورہ بالا کتب لغت کی رو سے یہ واضح ہوگیا ہے کہ لفظ آل کی طرح " اہل " بھی کثیر المعانی لفظ ہے۔ یہ دونوں لفظ الگ الگ استعمال ہونے کے باوجود تقریباً ایک ہی مفہوم کے حامل ہیں جس طرح آل کے مفہوم میں بیوی، قوم، پیروکار اور قرابت دار شامل ہیں اسی طرح اہل کے مفہوم میں بھی یہ لوگ داخل ہیں۔

لفظ اہل قرآن میں

آل کی طرح لفظ اہل بھی قرآن مجید میں مختلف معانی میں کثرت کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ مالک، وارث، حق دار، مکین، پیروکار، قوم، اُمت اور بیوی سب ہی اس سے مراد لیے گئے ہیں۔

۱ ـــــــ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ۔

[آل عمران پ۴ - آیت ۱۲۱]

اے پیغمبر مسلمانوں کے سامنے اس موقع کا ذکر کرو جب تم صبح سویرے اپنے گھر سے نکلے تھے۔ اور [اُحد کے میدان میں] مسلمانوں کو جنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے جا بجا مادر کر رہے تھے۔

یہاں " مِنْ اَهْلِكَ " سے حضرت عائشہؓ مراد ہیں۔ ان کے گھر سے آپؐ باہر نکلے تھے۔

شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی لکھتا ہے۔

[وَاِذْ غَدَوْتَ] یاد کن اے محمدؐ چوں بامداد بیروں شدی " مِنْ اَهْلِكَ " از منزل عائشہؓ

[تفسیر منہج الصادقین ص ۳۱۱ ج ۲ تہران]

اور یاد کیجئے اے محمدؐ جب صبح کے وقت آپؐ حضرت عائشہؓ کے گھر سے باہر تشریف لائے۔

۲ ــــــ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ [یوسف۔ پ ۱۲۔ آیت ۲۵]

اس عورت نے کہا کیا سزا ہے اس شخص کی جو تیری گھر والی پر نیت خراب کرے؟ اس کے سوا اور کیا سزا ہو سکتی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا اسے سخت عذاب دیا جائے۔

اس آیت میں بھی اہل سے مراد بیوی ہی ہے۔

۳ ــــــ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا ۔ [القصص پ ۲۰۔ آیت ۲۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حضرت موسیٰؑ نے مدت پوری کر دی اور وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر چلے تو طور کی جانب اُن کو ایک آگ نظر آئی تو اُنہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا ٹھہرو

یہاں دو بار " اہل " کا لفظ استعمال ہوا ہے اور دونوں سے مراد صرف بیوی ہے۔

شیعہ مفسر ابو علی فضل بن حسن طبرسی لکھتا ہے۔

[لِاَهْلِهٖ] وَهِيَ بِنْتُ شُعَيْبٍ كَانَ تَزَوَّجَهَا بِمَدْيَنَ۔ [تفسیر مجمع البیان ص۵ ج۴ تہران]

اہل سے مراد بنتِ شعیبؑ ہے جن سے حضرت موسیٰؑ نے مدین میں شادی کی تھی۔

شیعہ مفسر فیض کاشانی لکھتا ہے کہ۔

وَسَارَ بِاَهْلِهٖ [بِامْرَاَتِهٖ]

[تفسیر صافی ص۲۶۰ ج۲ تہران]

اپنی اہل یعنی بیوی کو لے کر روانہ ہوئے

۴ ——— وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا۔

[طٰہٰ پ۱۶ - آیت ۱۰-۹]

اور تمہیں کچھ موسیٰ کی خبر بھی پہنچی ہے؟ جب کہ اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ ذرا ٹھہرو۔

۵ ——— اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّیْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰنَسْتُ نَارًا

[النمل پ ۱۹ - آیت ۷]

جب موسیٰؑ نے اپنی بیوی سے کہا کہ مجھ کو آگ دکھائی دی ہے۔

مذکورہ دونوں آیات میں اہل سے مراد بیوی ہے۔

۶ ــــــ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا

[الکہف پ ۱۵ - آیت ۷۱]

حضرت موسیٰؑ نے کہا آپ نے اس میں شگاف ڈال دیا تاکہ سب کشتی والوں کو ڈبو دیں؟

ظاہر ہے کہ اہل کشتی وہی تھے جو کشتی میں سوار تھے۔ کنارے پر کھڑے یا گھر میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو تو اہل کشتی نہیں کہا گیا۔ لہٰذا اہل بیت وہ ہوتے ہیں جو گھر میں مستقل مقیم ہوتے ہیں اور اہل بیت نبی وہی ہوئے جو آنحضرتؐ کے گھر میں ہمیشہ مقیم تھے اور وہ آپؐ کی ازواج مطہراتؓ کے علاوہ اور کون ہے؟

۷ ــــــ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ٥

[النمل پ ۱۹ - آیت ۴۹]

انہوں نے آپس میں کہا خدا کی قسم کھا کر عہد کرو کہ ہم صالح اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے اور پھر اس کے ولی سے کہہ دیں گے کہ ہم اس کے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے۔ ہم بالکل سچ کہتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں اہل کا لفظ حضرت صالحؑ کی بیوی کے لئے استعمال ہوا ہے اور قریبی رشتہ داروں کو ولی کہا گیا ہے۔

۸ــــــ یَآ اَیُّھَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَھْلَنَا الضُّرُّ [یوسف پ۱۳۔ ایت ۸۸]

اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو [قحط کی وجہ سے] بڑی ہی تکلیف پہنچی۔

۹ــــــ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَھْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ [اعراف پ۸۔ ایت ۸۳]

پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہ گئی وہاں کے رہنے والوں میں۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

۱۰ــــــ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَاَھْلَهٗٓ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝

[الصّٰفّٰت پ۲۳۔ ایت ۱۳۵-۱۳۶]

جب نجات دی ہم نے اس [لوطؑ] کو اور اس کے سارے گھر والوں کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی رہ جانے والوں میں۔

یہاں اہل میں بیوی بھی شامل ہے اس لئے اسے مستثنیٰ کیا گیا۔

۱۱ــــــ وَنَجَّیْنٰهُ وَاَھْلَهٗ مِنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ [الصّٰفّٰت پ۲۳ - آیت ۷۶]

اور ہم نے نجات دی اس [نوحؑ] کو اور ان کے گھر والوں [متبعین] کو بڑی گھبراہٹ سے۔

۱۲ـــــ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ [مریم پ۱۶ - آیت ۵۵]

وہ اپنے اہل [متعلقین اور اتباع] کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔

یہاں بھی اہل سے مراد اہلِ ملّت و اہل مذہب ہیں۔

۱۳ـــــ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا [طٰہٰ پ۱۶ - آیت ۱۳۲]

اور حکم کر اپنے گھر والوں [متعلقین اور اتباع کو بھی] نماز کا اور خود بھی قائم رہ اس پر۔

۱۴ـــــ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا۔ [النساء پ۵ - آیت ۷۵]

جو کہتے ہیں اے رب ہمارے نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ۔

۱۵ـــــ وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ أَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ۔
البقرہ پ۱ - آیت ۱۲۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب کہا ابراہیمؑ نے اے میرے رب بنا اس کو شہر امن کا اور رزق دے اس کے رہنے والوں کو میوے

۱۶ ـــــ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ [النساء پ۵ - آیت ۵۸]

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں [مالکوں] کو پہنچا دو۔

محولہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے " اھل " کا لفظ بیوی کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ اسی سے بیوی کو " اہلیہ " کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اہل کا لفظ اکثر بیوی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور جہاں بیوی کے لئے قرینہ موجود ہو یا خطاب ہی بیوی سے ہو وہاں صرف بیوی ہی مراد لی جائے گی۔ [اہل بیت رسول کون ص ۲۲۲]

لفظ اہل حدیث میں

حدیث کی کتابوں میں بھی " اھل " کا اطلاق بیوی پر کیا گیا ہے۔ صرف چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

۱ ـــــ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحشؓ کی شادی کے بعد جب آنحضرتؐ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے تو سیدہ عائشہؓ نے عرض کیا۔ " کَیْفَ وَجَدْتَ اَھْلَکَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ " کہ آپؐ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو مبارک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائے۔ اس کے بعد آپؐ سے دیگر ازواجِ مطہرات نے بھی وہی بات کہی جو حفصہ عائشہ نے کہی تھی۔ [صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر تحت باب لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم]

۲۔۔۔ جب دشمنانِ اسلام نے سیدہ عائشہؓ پر تہمت لگائی تو آپؐ نے ایک خطبہ دیا۔

اَشِیْرُوْا عَلَیَّ فِیْ اُنَاسٍ اَبَنُوْا اَھْلِیْ وَایْمُ اللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَ اَبَنُوْھُمْ بِمَنْ وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْہِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا دَخَلَ بَیْتِیْ قَطُّ اِلَّا وَاَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ فِیْ سَفَرٍ اِلَّا غَابَ مَعِیْ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِہٖ وَفِیْہِ وَلَقَدْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْتِیْ فَسَاَلَ جَارِیَتِیْ [صحیح مسلم۔ باب فی حدیث الافک]

فرمایا۔ مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میرے گھر والوں پر تہمت لگائی۔ اللہ کی قسم میں نے اپنی گھر والی پر کوئی برائی نہیں جانی اور جس شخص سے انہوں نے تہمت لگائی اس کی بھی میں نے کوئی برائی کبھی نہیں دیکھی اور نہ کبھی وہ میرے گھر میں آیا مگر اسی وقت جب میں موجود تھا اور جب میں سفر میں گیا تو وہ بھی میرے ساتھ گیا اور بیان کیا سارا واقعہ حدیث کا اور اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ میرے گھر [بیت عائشہؓ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے اور میری لونڈی سے حال پوچھا۔

اس حدیث میں آنحضرتؐ نے دوبار "اھل" کا لفظ بیوی [سیدہ عائشہؓ] کے لئے استعمال فرمایا۔

۳ ـــــ صحیح بخاری میں بھی "اھل" کا لفظ بار بار بمعنی بیوی آیا ہے۔

افک عائشہؓ کے سلسلہ میں جب آنحضرتؐ نے اسامہ بن زیدؓ اور حضرت علیؓ سے مشورہ لیا " وَیَسْتَشِیْرُھُمَا فِیْ فِرَاقِ اَھْلِہٖ" تو اسامہ بن زیدؓ نے فرمایا " اَھْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا" آپؐ کی اہلیہ کے بارے میں ہم اچھائی کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے۔ پھر حضرت علیؓ اور بریرہؓ کے مشورے کے بعد آپؐ منبر پر تشریف لائے اور اعلان کیا " یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ یَعْذِرُنِیْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِیْ عَنْہُ اَذَاہُ فِیْ اَھْلِیْ وَاللہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا

[صحیح بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب حدیث الافک]

اے مسلمانو! اس شخص سے کون بدلہ لیتا ہے جس نے میری بیوی کے بارے میں مجھے اذیت دی ہے۔ اللہ کی قسم میں اپنی بیوی کو نیک اور پاکدامن ہی سمجھتا ہوں۔

۴ ـــــ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا اَشْبَعَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَھْلَهٗ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ حِنْطَةٍ حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا [صحیح مسلم۔ کتاب الزھد]

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے گھر والوں کو مسلسل تین دن گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں کیا۔ یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔

۵ــــــــ ایک دوسری روایت میں ابو حازم کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابوہریرہؓ بار بار اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کرتے اور کہتے۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ بِیَدِهٖ مَا شَبِعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَھْلُهٗ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ حِنْطَةٍ حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا [صحیح مسلم۔ کتاب الزھد]

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ اللہ کے نبیؐ اور ان کے گھر والے کبھی تین دن پے درپے گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔

۶ــــــــ صحیح مسلم ہی کی ایک روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔

اِنِّیْ لَاَنْقَلِبُ اِلٰی اَھْلِیْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰی فِرَاشِیْ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں اپنے گھر والوں کے لوٹتا ہوں تو اپنے بستر پر کھجور پڑی ہوئی پاتا ہوں۔

۷ ـــــ عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ۔

[متفق علیہ]

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا عشرہ اخیرہ شروع ہوتا تو آپؐ کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگا دیتے۔

ظاہر ہے کہ یہاں اہل سے مراد ازواجِ مطہرات ہی ہیں کیونکہ دیگر متعلقین تو اپنے اپنے گھروں میں مقیم تھے۔

۸ ـــــ جب حضرت عثمانؓ نے اپنی اہلیہ سیدہ رقیہؓ کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ " اِنَّ عُثْمَانَ اَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَى اللّٰهِ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ [رواہ الطبرانی]

بیشک عثمانؓ ان لوگوں میں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت لوطؑ کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کی۔

۹ ـــــ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ

[جامع ترمذی۔ باب فی فضل ازواج النبیؐ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرتؐ نے فرمایا تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہے اور میں اپنی ازواج کے لئے بہتر ہوں۔

امام ترمذی نے اس روایت کو ازواج النبیؐ کی فضیلت میں نقل کیا ہے۔

بہرحال ازروئے لغت، قرآن اور حدیث "اھل" کا اطلاق بیوی پر بھی ہوتا ہے۔ [اہل بیت رسول کون ص ۲۲۳]

شیعہ کتب میں آل اور اہل کا اطلاق اُمت کے عام نیک لوگوں پر

۱ ـــــ تفسیر قُمی صفحہ ۲۲۲ کے حوالہ سے آل فرعون سے مراد اصحاب فرعون کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۲ ـــــ اسی تفسیر کے صفحہ ۵۲۱ میں آیت تطہیر کی من مانی تفسیر کے بعد درج ہے کہ۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ کے بعد وَاذْکُرْنَ ..... الخ پھر ازواج محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کو خطاب ہے ما

پھر آلِ محمد کا بیان آجاتا ہے۔ یہ فقرہ لکھنے کے بعد صاحب تفسیر آیت مبارکہ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ..... الخ کی تفسیر شروع کر دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور عورتیں، قانت مرد اور عورتیں [الی آخر الآیۃ] سارے کے سارے صاحب تفسیر کے نزدیک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آل" صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۳ ـــــــــ مقبول ترجمہ قرآن مجید صفحہ ۳۶۶ میں ہے کہ ابراہیمؑ کے متعلق [سورۂ ہود میں جو] مذکور ہے۔ یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ۔ انہوں نے ہم سے لوط کی قوم کے متعلق جھگڑا کیا۔ یہ ساری قوم کو عذاب سے بچانے کے لئے جھگڑا نہ تھا۔ بلکہ قوم لوط کے ان لوگوں کے لئے تھا۔ جو مومن تھے۔

آخر پ۲ میں انہی کو اہلِ لوطؑ اور پ۲۷ [سورۂ قمر] میں آلِ لوط کہا گیا ہے۔

الغرض متن قرآن مجید اور ترجمہ مقبول دونوں سے ثابت ہوا کہ آل اور اہل کا اطلاق عام مؤمنین پر بھی ہوتا ہے۔

۴ ـــــــــ اسی ترجمہ کے صفحہ ۹۱ پر آیت اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ پر حاشیہ ہے۔

"مجمع البیان [مستند شیعہ تفسیر] میں منقول ہے کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء سے زیادہ خصوصیت رکھنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو ان احکام پر سب سے زیادہ عمل کریں جو وہ خدا کی طرف سے لائے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خصوصیت رکھنے والا وہ ہے جو خدا کا زیادہ مطیع ہے۔ گو قرابتِ نسبی میں اُن حضرت سے بُعد رکھتا ہو۔

۵ ـــــــــ پ۱۲ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ پر اس مقبول و مستند شیعہ حاشیہ کا صفحہ ۳۶۱ ملاحظہ فرمائیے۔ قابل دید حاشیہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس کا مطلب یہ ہے کہ جن کی نجات کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ وہ تمہارے تابعین ہیں۔ اور یہ تمہارے دین پر نہیں"

آگے چل کر مزید واضح کرتے ہوتے کہتے ہیں۔

جناب امام جعفرِ صادق سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نوح علیہ السلام سے یہ فرمایا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۔ یہ اس لئے فرمایا کہ وہ ان کا مخالف تھا اور جس نے ان کا اتباع کیا اس کو ان کا اہل قرار دیا گیا۔

۶ ـــــــ شیعہ کی مستند کتاب فروع کافی [۱/۱۲، ۶۰۹] میں ایک لمبی روایت ہے جس میں ایک سائل کو امام جعفر صادقؒ بتاتے ہیں کہ :۔

جہاد اور دعوت الی اللہ [تبلیغ] کا کام ہر کوئی نہیں کر سکتا بلکہ وہ جسے اللہ کی طرف سے اجازت [ماذون من اللہ] ہو۔ اس کے بعد امام صاحب فرماتے ہیں کہ ۔

اس امت اور اس کے صدرِ اول کے مہاجرین نے اہلِ مکہ اور کسریٰ و قیصر سے بحیثیت حالتِ مظلومیت جو جہاد کئے ہیں وہ اللہ کے حکم اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا کے تحت اور اللہ کے اذن کے مطابق ہیں۔ [ص ۶۱۱]

صحابہ کے حق میں امام صاحب نے نہ صرف ایمان کی شہادت دی ہے۔ اور ایمان کی شہادت دینے والی آیات ان پر چسپاں کی ہیں [ص ۶۱۰، ۶۱۱] بلکہ یہ بھی فرمایا ہے [ص ۶۰۹] کہ آیت تطہیر بھی انہی کے حق میں اتری۔

اب دیکھئے قرآن مجید پ ۲۲ فرماتا ہے۔ کہ تطہیر کا حکم اور خطاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اہل بیت" سے ہے۔ قطع نظر اس بات سے کہ ہمارے [اہل سنت کے] نزدیک یہاں اہل بیت سے کیا مراد ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جب امام جعفر صادق نے فرما دیا کہ تطہیر ان مہاجرین کے لئے ہے جنھوں نے نہ صرف اہل مکہ بلکہ کسریٰ و قیصر سے جہاد کیا اور قرآن کہتا ہے کہ تطہیر اہل بیت کے لئے ہے۔ تو متن قرآن اور امام صاحب کے قول؛ دونوں کو ملا کر نتیجہ یہ نکلا کہ امام جعفر صادق کے نزدیک بھی اہل بیت میں مہاجرین ، مؤمنین و مجاہدین حکماً شامل ہیں۔

آیتِ تطہیر کا صحیح مفہوم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۂ احزاب میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن [اہل بیت النبی ﷺ] کے حق میں ایک مستقل رکوع نازل فرمایا ہے۔ اس میں سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کے لئے آداب اور شرف و فضل اور مقام و مرتبہ کو ملحوظ رکھنے کا وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

فتوحاتِ کثیرہ کی بنا پر جب مسلمان آسودہ حال ہونے لگے تو ازواجِ مطہرات نے اپنی فقر و فاقہ کی حالت ختم کرنے کی خاطر اپنے خرچ و اخراجات میں اضافہ کا مطالبہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ کو دنیا کی طرف اس قدر التفات پسند نہیں آیا اور یہ آیات نازل ہوئیں اور پورا رکوع ان کے حق میں اتارا۔ آیتِ تطہیر انہی آیات میں سے ایک آیت ہے۔

شیعہ روافض نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس آیت کا ازواج النبی ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ "چار تن" اور آلِ کساء کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور اہل بیت سے یہی مراد ہیں۔ اس دعویٰ کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے پہلے یہاں اس رکوع کا مختصر خلاصہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ آیت مذکورہ کا مفہوم سیاق وسباق کے حوالہ سے معلوم ہو سکے۔

خلاصہ مفہوم

۱ ——— نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات دنیا کی آرائش اور زینت کی طالب نہیں تھیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا کو طلب کرنے والی تھیں اور دارِ آخرت کے درجاتِ عالیہ کا ارادہ رکھتی تھیں۔ ورنہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اچھے طریقے سے الگ کر دیتے جیساکہ ان کو حکمِ خداوندی تھا۔ لیکن ان کو چھوڑ کر الگ نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ ازواج نیک کردار و نیک اعمال اور نیک نیت تھیں۔ اور اللہ کریم نے ان کے لئے اجرِ عظیم تیار فرمایا ہے۔

۲ ——— ہر کارِ خیر اور عملِ صالح میں ازواجِ مطہرات کے لئے اگر بالفرض ان سے کوئی صریح بد اخلاقی یا نافرمانی کی کوئی بات صادر ہو جائے تو اس کی سزا بھی دگنی ہے اور یہ چیز ان کے بڑے درجہ اور مقام کی عظمت کو بیان کرتی ہے۔

۳ ——— [اس اُمّت کی] تمام عورتوں میں ان کے مرتبے کی کوئی عورت نہیں۔ اگر یہ پرہیزگاری اختیار کریں اور بوقتِ ضرورت مردوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں نرم لہجہ ہرگز اختیار نہ کریں تاکہ ان کے دل میں خیالِ فاسد کا طمع راہ نہ پا سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ ـــــــ ازواجِ مقدسہؓ کے لئے اپنے خانہ مبارک میں قرار پذیر رہنے کا حکم اور جاہلیت کے دور کے موافق زیب و زینت دکھلانے کے لئے باہر نکلنے پر پابندی ہے۔

۵ ـــــــ ازواجِ مطہراتؓ کے لئے حکم ہے کہ نماز [پنجگانہ] قائم کریں۔ زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت میں رہیں۔

۶ ـــــــ اللہ تعالیٰ اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے [اخلاق رذیلہ اور حُبِ مال وغیرہ] کی پلیدی دور کرنا چاہتے ہیں اور بحکم "ارادہ تشریعی" ان کو خوب پاک کرنا اور پاک رکھنا چاہتے ہیں۔

۷ ـــــــ تقویٰ و طہارت کی صفت ان کی دائمی ہے۔ اس بنا پر ان کو ازواجِ مطہرات کے مبارک لقب سے ہمیشہ یاد کیا جاتا ہے۔

۸ ـــــــ اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت و دانش کی باتیں جو ان کے پاک گھر میں ہمیشہ تلاوت کی جاتی ہیں ان کو خوب یاد رکھنے کا حکم فرمایا گیا ہے اس بنا پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانہ حکمت و دانش اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

۹ ـــــــ وحی الٰہی جیسی نعمتِ عظمیٰ صرف ازواجِ مطہراتؓ کے گھروں میں نازل ہوتی ہے۔ اور کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی۔

۱۰ ـــــــ مذکورہ آداب و فضائل کے ساتھ ساتھ ازواج مطہراتؓ کے لئے ایک خصوصی چیز جو ابتداء سورۃ ہذا میں بیان کی گئی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت کے لئے اس کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا لازم ہے وہ یہ ہے۔

فرمانِ خداوندی ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے ساتھ زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔ ان کی جانوں سے اور آں جناب کے ازواج [مقدس] مومنوں کی مائیں ہیں۔

ازواجِ مقدسہ کے حق میں "تمام مؤمنوں کی مائیں" ہونے کا یہ حال عالی رتبہ باقی فضائل کے ساتھ مسلّم و مشہور ہے۔ اور دائمًا اس کو ملحوظ کا حکم ہے۔

اس تمام رکوع پر نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں ازواج النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخاطب اور کلام شروع ہے۔ آداب و اخلاق سمجھانے کے ساتھ ساتھ ان کے شان کے مناسب فضائل و مراتب بیان فرمائے گئے ہیں جو ان کے علو مقام کے آئینہ دار ہیں۔

شیعہ کا استدلال

شیعہ لوگوں نے آیت مذکورہ میں سے نصف آیتِ تطہیر کو مسئلہ ذیل کے لئے اپنا مستدل بنایا ہے یہ پوری آیت کا قریبًا نصف حصہ ہے۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بیشک اللہ تعالٰی کا یہی ارادہ ہے کہ لے جائے تم سے اے نبی کے گھروالو رجس یعنی ناپاکی کو اور تم کو خوب پاک کر دے۔"

طرزِ استدلال

روایات میں آتا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت علیؓ کو بلایا ان پر اپنی چادر اوڑھائی اور فرمایا کہ ــــــ اے اللہ میرے یہ اہلِ بیت ہیں۔ اُن سے ناپاکی کو دُور فرما اور ان کو پاک کر دے۔

شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان چار حضرات [حضرت فاطمۃ الزہراؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت علیؓ] کو اپنی چادر میں داخل فرمایا تو اہلِ بیت یہی چار افراد ہیں جو قرآن مجید کی آیت بالا میں مذکور ہے۔ یعنی ازواج النبیؐ "اہلِ بیت" میں شامل نہیں ہیں۔ اور اس کا مصداق نہیں۔

شیعہ کے استدلال کی تردید کرنے کے لئے اس مقام میں چند ایک چیزیں پیش کی جاتی ہیں ان پر توجہ کرنے سے ان کی کمزوری استدلال پوری طرح نمایاں ہو جائے گی۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قرآن مجید کی آیتِ تطہیر میں اہلِ بیت کا مصداق اصل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ ہیں اور ان کو ہی اہل البیت سے تعبیر کیا گیا ہے اور باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو دعا کے ذریعہ بالتبع اہلِ بیت میں شامل کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم اس چیز پر ذیل میں چند شواہد پیش کرتے ہیں کہ اصل میں اہل البیت کی مصداق رسول اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات ہیں۔

۱ ـــــــ قرآن مجید کے دوسرے مقام میں اہل بیت کا لفظ "زوجہ" پر اطلاق کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ [حضرت سارہ] کو خطاب فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے کلام کرتے ہیں۔

قَالُوٓا أَتَعۡجَبِينَ مِنۡ أَمۡرِ ٱللَّهِۖ رَحۡمَتُ ٱللَّهِ وَبَرَكَٰتُهُۥ عَلَيۡكُمۡ أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِۚ [سورۃ ہود]

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں نے کہا اے سارہ!
کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ تعالیٰ کے امر سے اللہ کی رحمت اور برکات ہوں تم پر اے اہل البیت [یعنی اے گھر والو]

یہاں "اہل البیت" کا لفظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کے حق میں فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح دیگر آیات میں بھی اہل البیت کے لفظ کا اطلاق زوجہ پر ہوا ہے۔ مگر یہاں صرف اختصار کی خاطر صرف ایک آیت کے حوالہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۲ ـــــــ صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواجِ مطہرات پر "اہل البیت" کے لفظ کا اطلاق فرمایا ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح کیا اس موقع پر آپ نے دعوتِ ولیمہ فرمائی اور جب آپ دعوتِ ولیمہ سے فارغ ہوئے تو آنجنابؐ حضرت زینبؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر اس کے بعد حضرت زینبؓ کے گھر سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہر تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے پاس تشریف لے جا کر فرمایا۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَقَالَتْ وَ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. كَيْفَ وَجَدْتَ اَهْلَكَ؟ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ ..... الخ

یعنی اے اہل بیت تم پر سلام ہو ..... الخ

اس کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کے لئے اہل البیت کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اور" اہل البیت" کے الفاظ کا اطلاق گھر والوں پر کیا ہے [بخاری ص ۷۰۷ ج ۲]

مندرجہ بالا حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ اہل البیت کا اطلاق ازواج پر اور اپنے اہل خانہ پر درست ہے۔

۳ ——— آیتِ تطہیر کے ما قبل میں " فِي بُيُوتِكُنَّ" اور اس آیت کے مابعد میں " وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ" کے الفاظ میں ازواجِ مطہرات کے" بیوت" کا ہی ذکر خیر ہے اور یہ ازواج مطہرات کے ہی گھر ہیں۔ آیت میں انہی کو "بیت" اور ان کے مکینوں کو اہل البیت فرمایا گیا ہے۔ یہاں ازواجِ مطہرات کے ماسوا کسی دوسرے کو اہل البیت نہیں فرمایا گیا۔ بیوت کی اضافت جو کُنَّ کی طرف ہے اس سے یہ تخصیص واضح ہوتی ہے [علماء اس نکتہ کو خوب جانتے ہیں] چاہے یہ اضافت ملک کی یا اضافتِ سکنیٰ کی قرار دی جائے۔

اب کسی حدیث کے ذریعے یہاں اہل البیت کے مفہوم سے ازواجِ مطہراتؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو خارج نہیں کیا جا سکتا البتہ روایت کے ذریعے اہل البیت کے مفہوم میں اولاد شریفہ کو بالتبع شامل کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث کساء میں کیا گیا ہے۔

نیز لفظ "البیت" میں جو الف و لام استعمال ہوا ہے اسے قاعدۂ نحو کی رُو سے الف و لام عہد خارج کہا جاتا ہے جو اپنے استعمال کے اعتبار سے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیوت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ وہی بیوت ہیں جو اس آیت کے ما قبل میں "فی بیوتکن" میں ذکر ہو چکے ہیں اور لبعد میں "فی بیوتکن" میں دوبارہ مذکور ہیں۔

مفسرین کرام کے نزدیک آیت تطہیر کا مصداق

۱ ـــــ امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں کہ:

اِنَّهَا شَامِلَةٌ لِنِسَائِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ سِيَاقَ الْاٰيَةِ يُنَادِيْ عَلٰى ذٰلِكَ فَاِخْرَاجُهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ وَتَخْصِيْصُهٗ بِغَيْرِهِنَّ غَيْرُ صَحِيْحٍ

[تحفۃ الاحوذی جلد چہارم ص ۳۴۲]

آیت تطہیر آں حضرتؐ کی ازواج مطہرات کو شامل ہے کیونکہ آیت کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا ان کا آیت تطہیر سے اخراج اور ان کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ اس کی تخصیص غلط ہے۔

۲ ـــــ امام ابو عبداللہ قرطبی مالکی متوفی ۶۷۱ھ لکھتے ہیں کہ:

قَالَ عَطَاءٌ وَعِكْرِمَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ: هُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زَوْجَاتُهٗ خَاصَّةً

[جامع احکام القرآن ص ۱۸۲ ج ۱۴]

عطاء، عکرمہ اور حضرت ابن عباس نے فرمایا [اہل بیت] وہ محض ازواج مطہرات ہیں۔

۳ —— امام ابوالبرکات نسفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں کہ:

وَفِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ نِسَاءَهٗ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ

[تفسیر القرآن الجلیل ج ۴ ص ۱۶۷]

اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ کی بیویاں آپؐ کی اہل بیت ہیں۔

۴ —— امام بغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں کہ:

وَاَرَادَ بِاَهْلِ الْبَیْتِ: نِسَاءَ النَّبِیِّ لِاَنَّهُنَّ فِیْ بَیْتِهٖ

[معالم التنزیل ج ۳ ص ۵۲۸]

اہل بیت سے مراد آنحضرتؐ کی بیویاں ہیں کیونکہ وہی آپؐ کے گھر میں رہائش پذیر تھیں۔

۵ —— علامہ زمخشری متوفی ۵۳۸ھ لکھتے ہیں کہ:

وَفِیْ هٰذَا دَلِیْلٌ بَیِّنٌ عَلٰی اَنَّ نِسَاءَ النَّبِیِّ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ ثُمَّ ذَکَّرَهُنَّ اَنَّ بُیُوْتَهُنَّ مَهَابِطُ الْوَحْیِ وَاَمَرَهُنَّ اَنْ لَّا یَنْسَیْنَ مَا یُتْلٰی فِیْهَا مِنَ الْکِتَابِ الْجَامِعِ بَیْنَ اَمْرَیْنِ....

[تفسیر کشاف ص ۵۳۸ ج ۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپؐ کی بیویاں آپؐ کے اہل بیت ہیں پھر اللہ نے انھیں یہ بات یاد دلائی کہ ان کے گھر نزول وحی کے مقام ہیں اور ان کو حکم دیا کہ جو کتاب فلاح دارین کی جامع ہے اور ان کے گھروں میں پڑھی جاتی ہے اس کو فراموش نہ کریں۔

۶ ـــــ علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں کہ:

یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ رسول خدا کی بیویاں ان آیتوں میں اہل بیت میں داخل ہیں۔ اس لئے کہ یہ آیت ان ہی کے بارے میں اتری ہے۔ جس شخص کو نورِ معرفت حاصل ہو اور قرآن میں تدبر کرنے کی عادت ہو وہ یقیناً بیک نگاہ جان لے گا کہ اس آیت میں حضور کی بیویاں بلا شک وشبہ داخل ہیں۔ اس لئے کہ اوپر سے کلام ہی ان کے ساتھ اور انہی کے بارے میں چل رہا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر ص ۴۵۲ ج ۵]

۷ ـــــ جلال الدین محلی شافعی متوفی ۸۶۴ھ لکھتے ہیں کہ:

أَهْلَ الْبَيْتِ : أَيْ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [جلالین کلاں ص ۳۵۴]

اہل البیت سے آنحضرتؐ کی بیویاں مراد ہیں۔

۸ ـــــ امام شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں کہ:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعِكْرِمَةُ وَعَطَاءٌ وَالْكَلْبِيُّ وَمُقَاتِلٌ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: إِنَّ أَهْلَ بَيْتِ الْمَذْكُورِينَ فِي الْآيَةِ هُنَّ زَوْجَاتُ النَّبِيِّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَاصَّةً۔ قَالُوْا: وَالْمُرَادُ مِنَ الْبَيْتِ: بَيْتُ النَّبِيِّ وَ مَسَاكِنُ زَوْجَاتِهٖ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى "وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ" وَاَيْضًا السِّيَاقُ فِي الزَّوْجَاتِ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ الٰى قوله وَاذْكُرْنَ.. ....الخ

[تفسیر فتح القدیر ص ۲۷۰ ج ۴]

جناب ابن عباسؓ، عکرمہ، عطاء، کلبی، مقاتل اور سعید بن جبیر نے کہا کہ آیت میں مذکور اہل بیت سے مراد خاص ازواج مطہرات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بیت سے مراد نبیؐ کے گھر جن میں آپؐ کی بیویاں رہائش پذیر تھیں۔ جیسا کہ اس آیت سے پہلے اور بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔

۹ــــــ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں کہ:

اَهْلَ الْبَيْتِ: بَيْتُ النَّبِيِّ.... قَالَ عِكْرِمَةُ وَمُقَاتِلٌ: اَرَادَ بِاَهْلِ الْبَيْتِ نِسَاءَ النَّبِيِّ رَضِيَ عَنْهُنَّ لِاَنَّهُنَّ فِيْ بَيْتِهٖ۔

[تفسیر مظہری جلد ہفتم ص ۳۳۹]

اہل البیت میں بیت سے آنحضرتؐ کا گھر مراد ہے۔ عکرمہ اور مقاتل نے کہا ہے کہ اہل البیت سے آپؐ کی بیویاں رضی اللہ تعالیٰ عنہن مراد ہیں کیونکہ وہی ان کے گھر میں قیام پذیر تھیں۔

۱۰ــــــ علامہ محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَالْمُرَادُ بِاَهْلِهٖ نِسَاءُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُطَهَّرَاتُ لِلْقَرَائِنِ الدَّالَّةِ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ السَّابِقَةِ وَاللَّاحِقَةِ مَعَ اَنَّهٗ عليه الصلوٰةُ والسلامُ لَيْسَ لَهٗ بَيْتٌ يَسْكُنُهٗ سِوٰى سُكْنَاهُنَّ.... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ [اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ..... الخ] فِىْ نِسَاءِ النَّبِيِّ خَاصَّةً وَقَالَ عِكْرِمَةُ: مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِىْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ مَرْدُوْيَهِ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهٗ قَالَ فِى الْاٰيَةِ لَيْسَ بِالَّذِىْ تَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ اِنَّمَا هُوَ نِسَاءُ النَّبِيِّ وَرَوٰى ابْنُ جَرِيْرٍ اَيْضًا اَنَّ عِكْرِمَةَ كَانَ يُنَادِىْ فِى السُّوْقِ اَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ ..... الخ نَزَلَ فِىْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ [لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ] قَالَ يَعْنِىْ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ۔

[روح المعانی ص ۲۲/۱۳]

اہل سے مراد آں حضرتؐ کی بیویاں ہیں۔ سیاق و سباق کی آیات اس پر دال ہیں۔ ازواج مطہراتؓ کے گھروں کے علاوہ آپؐ کا کوئی گھر نہیں تھا جن میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ سکونت پذیر ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ آیت خاص طور پر آنحضرتؐ کی بیویوں کے لئے نازل ہوئی ہے۔ حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں کہ جو چاہے میں اس سے مباہلہ کر سکتا ہوں کہ یہ آیت ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مزید فرمایا جو تم اس سے مراد لے رہے ہو وہ نہیں ہے بلکہ اس سے صرف آنحضرتؐ کی بیویاں مراد ہیں۔ ابن جریر نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ عکرمہ بازار میں منادی کیا کرتے تھے کہ آیت تطہیر آپؐ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ابن سعد عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد ازواج النبیؐ ہیں۔

۱۱ ـــــــ حضرت مولانا عبدالحق حقانی

متوفی ۱۳۳۵ھ لکھتے ہیں کہ:

اہل البیت کے لغوی معنی گھر والے کے ہیں اور اصطلاح میں خصوصاً عرب کے عرف میں اس لفظ کا اطلاق خاص بیوی پر ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں اہل البیت کا لفظ خاص حضرت ابراہیمؑ کی بیوی پر بھی مستعمل ہوا ہے اور عرب بولتے ہیں کَیْفَ اَھْلُکَ یعنی گھر والی کی خیریت پوچھتے ہیں۔ ہمارے عُرف میں بھی اہلِ خانہ گھر والی بیوی کو کہتے ہیں۔ اسی لئے علمائے اسلام کا ایک جم غفیر اس کا قائل ہوا ہے کہ اس آیت میں اہل البیت سے مراد آنحضرتؐ کی بیویاں ہیں۔ جس کو قرآنی مذاق کچھ بھی ہے وہ سیاق و سباق میں نظر کر کے اس بات کو جلد تسلیم کر سکتا ہے۔ ابنِ عباس، عِکرمہ، عَطاء، مُقاتِل اور سعید بن جُبیر اسی کے قائل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اوّل میں بھی خطاب نبیؐ کی بیویوں سے ہے کَمَا قَالَ قُل لِّاَزْوَاجِكَ اور یہاں تک انہی کے متعلق احکام چلے آتے ہیں۔ گھر میں بیٹھنا وغیرہ اور بعد میں بھی ان ہی کی طرف خطاب ہے " وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِیْ بُيُوْتِكُنَّ " اور نیز " بیت " سے مراد آنحضرتؐ کا گھر ہے جو حضرت کی بیویوں کی رہنے کی جگہ ہے۔ جہاں آپؐ شب باش ہوتے تھے۔

[تفسیر حقانی حصہ ششم ص ۸۹ تحت آیت تطہیر]

۱۲ــــ علامہ شنقیطیؒ فرماتے ہیں :

وَالتَّحْقِيْقُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنَّهُنَّ دَاخِلَاتٌ فِی الْاٰيَةِ وَاِنْ كَانَتِ الْاٰيَةُ تَتَنَاوَلُ غَيْرَهُنَّ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ [اضواء البیان ص ۵۷۷ ج ۶]

محقق بات یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں۔

۱۳ــــــــ مولانا محمد عبد الرشید نعمانی فرماتے ہیں :

" آیتِ تطہیر " دراصل ازواجِ مطہراتؓ کے حق میں نازل ہوئی جیسا کہ آیت کا سیاق وسباق اس کے لئے شاہد عدل ہے۔ جس کے لئے نہ کسی تاویل کی حاجت اور نہ کسی توجیہہ کی ضرورت اوّل سے آخر تک خطاب ازواجِ مطہراتؓ کو ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ کو بھی اس حکم میں داخل فرمایا اور ان کو جمع کر کے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِیْ اَذْهِبْ عَنْهُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا ہ

اے اللہ ! یہ بھی میرے اہل بیت ہیں ان سے بھی گندگی کو دور فرما اور ان کو پاک کر۔ جس طرح آیت لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ دراصل مسجد قباء کے بارے میں نازل ہوئی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کو بھی اس حکم میں داخل فرمایا کیونکہ وہ بدرجہ اولیٰ اس کی مستحق ہے۔ اسی طرح یہ آیت تطہیر دراصل ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی مگر چونکہ آپ کی آل اولاد بدرجہ اتم اس کی مستحق تھی اس لئے آپ نے ان کو بھی اس میں شامل فرمایا۔ باقی ازواج تو پہلے ہی سے اہل بیت میں داخل ہیں ان کو علیٰحدہ داخل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان آیات کا نزول ہی ازواج کے بارے میں ہوا۔ آیات میں اول سے آخر تک خطابات ازواج مطہرات کو ہی ہیں بلکہ اصل مقتضائے لغت یہ ہے کہ ازواج اصالۃً داخل ہوں اور ذریت تبعاً کیونکہ اہل بیت کے معنی لغت میں گھر والوں کے ہیں اور گھر والوں کے مفہوم میں بیوی سب سے پہلے داخل ہے۔ قرآن مجید میں اہل البیت کے الفاظ دو جگہ استعمال کئے گئے ہیں اول سورہ ہود میں جبکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت اسحاق کی ولادت کی بشارت دی جاتی ہے اور وہ اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنی کبرسنی کا خیال کرتے ہوئے بے ساختہ اس بشارت کے متعلق کہہ اٹھتی ہیں اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ہ [یہ تو ایک عجیب بات ہے] اس پر فرشتے جواباً کہتے ہیں۔ اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تم امر الٰہی پر تعجب کرتی ہو تم پر اے گھر والو اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں۔

یہاں پر اہل بیت میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے داخل ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آیت میں خطاب خود ان ہی کی ذات سے ہے۔

دوسری جگہ سورۂ احزاب میں وارد ہے

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

یہاں اہل بیت سے کیا مراد ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ صرف ازواج مطہرات مراد ہیں کیونکہ خطاب ان ہی سے ہو رہا ہے اور سیاق آیات ان ہی کے متعلق ہیں يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ سے شروع ہو کر وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا پر ختم ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے خیال میں البیت سے بیت النبی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عزت کدہ مبارک مراد ہے جس میں ازواج مطہرات سکونت پذیر تھیں۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ [اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں] اور وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ [اور یاد کرو جس کی تلاوت کی جاتی ہے تمہارے گھروں میں] ازواج مطہراتؓ کے ان حجروں ہی کا ذکر ہے جو بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتے ہیں۔ پس اہل بیت سے مراد وہی ہونا چاہیئے جو اس مبارک گھر میں سکونت گزیں ہوں۔ ابن ابی حاتم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابن عساکر نے بروایت عکرمہ مسلم، ابن مردویہ نے بروایت سعید بن جبیر، حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آیتِ مذکورہ ازواجِ مطہراتؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عکرمہ کو اس پر اس قدر شدید اصرار تھا کہ فرماتے ہیں اس امر کے متعلق جو کوئی چاہے میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔

دوسری جماعت کا خیال ہے کہ آیت میں جن اہلِ بیت کا ذکر ہے ان سے مراد صرف حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، اور حضرت حسنینؓ رضی اللہ عنہم ہیں۔

ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی اس وقت گھر میں چاروں حضرات موجود تھے حضورؐ نے ان چاروں کو کمبل میں لے کر فرمایا کہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں (اے اللہ!) تو ان سے گندگی دور فرما اور ان کو خوب پاک صاف کر دے۔ ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

اس جماعت کا بڑا استدلال یہ ہے کہ آیت میں خطاب کے لئے جمع مذکر کی ضمائر استعمال کی گئی ہیں چنانچہ "عنکم" اور "لیطھرکم" فرمایا گیا اگر ازواجِ مطہرات مراد ہوتیں تو "عنکن" اور "لیطھرکن" ہونا چاہیئے تھا۔

علامہ قرطبی حافظ ابن کثیر اور ایک جماعت محققین کا قول ہے کہ اہلِ بیت میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ ساتھ یہ چاروں حضرات بھی داخل ہیں۔ ازواجِ مطہراتؓ کا داخل ہونا تو ظاہر ہے کہ وہی ان آیات کی اوّلین مخاطب ہیں جو بیت النبیؐ میں حقیقی معنی میں سکونت گزین تھیں اور حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کا شمار اس لئے اہلِ بیت میں ہے کہ وہ حضورؐ کی قرابت اور اہلِ بیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسب میں داخل ہیں۔

رہا یہ استدلال کہ اگر اہل بیت سے ازواج مطہرات مراد ہوتیں تو جمع مونث کی ضمیر آنی چاہیئے تھی نہ کہ جمع مذکر کی سو محض لغو ہے۔ کیونکہ "علیکم" اور "لیطھرکم" میں جمع مذکر کی ضمیر استعمال کی گئی ہے وہ محض لفظ اہل کی رعایت سے استعمال کی گئی ہے۔

سورۂ ہود کی آیت جس میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے خطاب کیا گیا ہے ابھی آپ کی نظر سے گذری۔ اہل عرب عموماً مونث سے تخاطب کرتے وقت جمع مذکر کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ حماسی شاعر اپنی بیوی کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔

ے فَلَا تَحْسَبِيْ اَنِّيْ تَخَشَّعْتُ بَعْدَكُمْ

[تو یہ خیال نہ کرنا کہ میں تیرے بعد ذلیل ہو گیا]

اسی طرح مخزومی اپنی اہلیہ سے کہتا ہے

ے فَاِنْ شِئْتِ حَرَّمْتُ النِّسَاءَ سِوَاكُمْ

[اگر تو چاہے تو میں تیرے سوا سب عورتوں کو [اپنے اوپر] حرام کر لوں]

خود قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے جبکہ وہ اپنی اہلیہ محترمہ کو خطاب کر رہے ہیں جمع مذکر حاضر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّيْ اٰنَسْتُ نَارًا۔

[پس کہا اپنی اہلیہ سے کہ ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔

حدیث شریف اور اشعار عرب میں اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ خود حضورؐ نے ازواج مطہراتؓ کو اہل بیت کے الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصہ میں منقول ہے

فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَقَالَتْ: عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ يَقُولُ لَهُنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ

[بخاری کتاب التفسیر باب قولہ لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر فرمایا السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ حضرت عائشہؓ نے جواب میں عرض کیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ آپ نے اپنی اہلیہ کو کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے تمام حجروں میں تشریف لے جا کر وہی الفاظ فرمائے جو حضرت عائشہؓ سے فرمائے تھے اور سب نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہؓ نے دیا تھا۔

بخاری کی اس حدیث سے اس بحث کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ آیا ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں یا نہیں کیونکہ اس میں صاف تصریح موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کو اہل بیت سے خطاب فرمایا ہے

[لغات القرآن ص ۳۰۲ ج ۱]

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَلْ هِیَ نَازِلَةٌ فِیْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ

آیتِ تطہیر ازواجِ مطہراتؓ ہی کے لئے نازل ہوئی ہے۔

[تفسیر مظہری ص ۴۴۱ ج ۷]

رافضی لوگ کہتے ہیں کہ اہل بیت کا لفظ صرف حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہی کے لئے بولا گیا ہے اور آپؐ کی ازواج اس میں شامل نہیں ہیں۔ مگر رافضیوں کا یہ دعوی سراسر باطل ہے کیونکہ اس آیت کا شانِ نزول ہی ازواج مطہرات کے لئے ہوا ہے۔ باقی افراد اس میں تبعاً داخل ہیں۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی فرماتے ہیں۔

وَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ وَنَحْوُهَا لَا تَدُلُّ عَلٰى تَخْصِيْصِ الْحُكْمِ بِهٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَيَأْبَاهُ مَا قَبْلَ الْاٰيَةِ وَمَا بَعْدَهَا وَيَأْبَاهُ الْعُرْفُ وَاللُّغَةُ لِاَنَّ الْاَصْلَ فِى اسْتِعْمَالِ اَهْلِ الْبَيْتِ لُغَةً النِّسَاءُ وَاَمَّا الْاَوْلَادُ وَغَيْرُهُمْ فَاِنَّهَا يُطْلَقُ عَلَيْهِمْ تَبَعًا

[تفسیر مظہری ص ۴۴۰ ج ۷]

مذکورہ احادیث اور ان جیسی دوسری اخبار سے آیت تطہیر کی حضرات اربعہ [حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ] کے ساتھ تخصیص ثابت نہیں ہوتی۔ ما قبل اور ما بعد کا کلام بھی اس تخصیص سے انکار کر رہا ہے اور عرف و لغت کی شہادت بھی اس کے خلاف ہے اصل میں اہل بیت کے لفظ کا اطلاق صرف اور صرف بیویوں پر ہوتا ہے۔ اولاد اور دوسرے گھر والے ذیلی طور پر اس میں آجاتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں۔

وَالَّذِیْ یَظْھَرُ مِنَ الْاٰیَۃِ اَنَّھَا عَامَّۃٌ جَمِیْعَ اَھْلِ الْبَیْتِ مِنَ الْاَزْوَاجِ وَغَیْرِھِمْ

[الجامع لاحکام القرآن ص ۱۸۳ ج ۱۴]

آیتِ تطہیر سے بظاہر یہی ثابت ہوتا ہے کہ گھر کے تمام افراد ازواج وغیرہ سب شامل ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ آیت تطہیر کے بارے میں لکھتے ہیں۔

نَصٌّ فِیْ دُخُوْلِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَھْلِ الْبَیْتِ ھٰھُنَا لِاَنَّھُنَّ سَبَبُ نُزُوْلِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَسَبَبُ النُّزُوْلِ دَاخِلٌ فِیْہِ قَوْلًا وَاحِدًا اِمَّا وَحْدَہٗ عَلٰی قَوْلٍ اَوْ مَعَ غَیْرِہٖ عَلَی الصَّحِیْحِ ثُمَّ قَالَ: وَقَالَ عِکْرِمَۃُ: مَنْ شَاءَ بَاھَلْتُہٗ اَنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ شَانِ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [ابن کثیر ص ۴۵۲ ج ۵]

یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہلِ بیت میں داخل ہیں اس لئے کہ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے آیت کا شانِ نزول تو آیت کے حکم میں داخل ہوتا ہی ہے۔ گو بعض کہتے ہیں کہ صرف وہی داخل ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں وہ بھی اور اس کے سوا بھی اور یہ دوسرا قول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی زیادہ صحیح ہے۔ حضرت عکرمہ تو بازاروں میں منادی کرتے تھے کہ یہ آیت ازواج مطہرات کے بارے میں ہی خاصۃً نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے بھی یہی قول منقول ہے اور حضرت عکرمہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ جو چاہے مجھ سے مباہلہ کرے۔ یہ آیت حضورؐ کی ازواجِ مطہرات ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

علامہ شنقیطی فرماتے ہیں۔

وَالتَّحْقِيْقُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنَّهُنَّ دَاخِلَاتٌ فِى الْاٰيَةِ وَاِنْ كَانَتِ الْاٰيَةُ تَتَنَاوَلُ غَيْرَهُنَّ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ [اضواء البیان ص ۵۷۷ ج ۶]

محقق بات یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ:

سیاق سے بالکل ظاہر ہے کہ اہل بیت سے مراد ازواج نبیؐ ہیں اور یہی مفہوم سلف سے منقول بھی ہے۔ اہلِ سنّت کا تو اس میں کوئی اختلاف ہی نہیں کہ آیت کا سببِ نزول ازواجِ نبی ہی ہیں۔ اور اہل بیت سے اولاً وہی مراد ہیں۔ البتہ گفتگو اس میں ہوئی ہے کہ آیا ان کے علاوہ بھی کوئی مراد ہے؟ سو محققین اہلِ سنّت کا فیصلہ ہے کہ لفظ کے عُموم میں اَزواجُ النبیؐ کے علاوہ بھی ہستیاں داخل ہیں۔ اہل بیت کے جو متعارف معنی اردو میں چلے ہوئے ہیں وہ بھی حدیث سے نکلتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہاں ذکر صرف اصطلاح قرآنی کا ہے۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ بھی اہل بیت کا لفظ ایک پیغمبر کی زوجہ محترمہ ہی کے لئے آیا ہے۔

[القرآن الحکیم مع ترجمہ و تفسیر ص ۸۴۸ تاج کمپنی]

ملا جیون فرماتے ہیں۔

شیعہ کا اہل بیت میں صرف حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ کو شمار کرنا ٹھیک نہیں آیت کے سیاق و سباق کے خلاف ہے حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات اہل بیت میں سے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی اور اہل بیت میں سے نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب بیضاوی کو بھی وہی قول پسند ہے جو ابو منصور ماتریدی نے لکھا ہے۔ کہ اس سے مراد ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد سبھی ہیں [تفسیرات احمدی ص ۲۴، ج ۲]

مولانا امین احسنؒ اصلاحی آیت تطہیر کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہونے کا شرف اصلاً آپ کی ازواج مطہرات کو حاصل ہے۔ یہ آیت اس باب میں نص قطعی کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن میں اس کی نظیریں بھی موجود ہیں۔ یہاں اہل بیت سے ازواج النبی کے سوا کسی اور کو مراد لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ دوسروں کی شمولیت اس میں ہو سکتی ہے تو اصلاً نہیں بلکہ تبعاً و ضمناً ہو سکتی ہے اس وجہ سے ان غالی فرقوں کی منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی جو اصل کے تو منکر ہیں لیکن فروع پر بڑا طوفان کھڑا کرتے ہیں۔

[تدبر قرآن ص ۲۲۳ ج ۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم آیتِ تطہیر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اوپر کی آیات میں نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب تھا اس لئے بصیغہ تانیث خطاب کیا گیا۔ یہاں اہلِ بیت میں ازواجِ مطہراتؓ کے ساتھ ان کی اولاد و آباء بھی داخل ہیں اس لئے بصیغہ مذکر فرمایا "عنکم و یطھرکم" اور بعض ائمہ تفسیر نے اہلِ بیت سے مراد صرف ازواجِ مطہراتؓ کو قرار دیا ہے۔ حضرت عکرمہ و مقاتل نے یہی فرمایا ہے اور سعید بن جبیرؒ نے حضرت ابنِ عباسؓ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے آیت میں اہلِ بیت سے مراد ازواجِ مطہرات کو قرار دیا اور استدلال میں اگلی آیت پیش فرمائی۔ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ [رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر] اور سابقہ آیات میں نساء النبی کے الفاظ سے خطاب بھی اس کا قرینہ ہے۔ حضرت عکرمہ تو بازار میں منادی کرتے تھے کہ آیت میں اہلِ بیت سے مراد ازواجِ مطہراتؓ ہیں کیونکہ یہ آیت انہی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور فرماتے تھے میں اس پر مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

لیکن حدیث کی متعدد روایات جن کو ابنِ کثیر نے اس جگہ نقل کیا ہے اس پر شاہد ہیں کہ اہلِ بیت میں حضرت فاطمہؓ اور علیؓ اور حضرت حسن و حسینؓ بھی شامل ہیں جیسے صحیح مسلم کی حدیث حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے اور اس وقت آپ ایک سیاہ رومی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حسنؓ بن علیؓ آگئے تو ان کو اس چادر میں لے لیا پھر حسینؓ آگئے ان کو بھی اسی چادر کے اندر داخل فرما لیا اس کے بعد حضرت فاطمہؓ پھر علی مرتضیٰؓ آگئے ان کو بھی چادر میں داخل فرما لیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آیت پڑھنے کے بعد فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي [رواہ ابن جریر]

ابن کثیرؒ نے اس مضمون کی متعدد احادیث معتبرہ نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ درحقیقت ان دونوں اقوال میں جو ائمہ سے منقول ہیں کوئی تضاد نہیں جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ آیت ازواج مطہراتؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اہل بیت سے وہ مراد ہیں یہ اس کے منافی نہیں کہ دوسرے حضرات بھی اہل بیت میں شامل ہوں اس لئے صحیح یہی ہے کہ لفظ اہل بیت میں ازواج مطہراتؓ بھی داخل ہیں کیونکہ شان نزول اس آیت کا وہی ہیں اور شان نزول کا مصداق آیت میں داخل ہونا کسی شبہ کا متحمل نہیں اور حضرت فاطمہ و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم بھی ارشاد نبوی علیہ السلام کے مطابق اہل بیت میں شامل ہیں اور اس آیت سے پہلے اور بعد میں دونوں جگہ نساء النبی کے عنوان سے خطاب اور ان کے لئے صیغے مؤنث کے استعمال فرمائے گئے ہیں۔ سابقہ آیات میں " فلا تخضعن بالقول" سے آخر تک سب صیغے مؤنث کے استعمال ہوئے ہیں اور آگے پھر " واذکرن ما یتلی" میں بصیغہ تانیث خطاب ہوا ہے۔ اس درمیانی آیت کو سیاق و سباق سے کاٹ کر بصیغہ مذکر عنکم اور یطہرکم فرمانا بھی اس پر شاہد قوی ہے کہ اس میں صرف ازواج مطہراتؓ ہی داخل نہیں کچھ رجال بھی ہیں۔

آیت مذکورہ میں جو یہ فرمایا ہے کہ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا ظاہر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان ہدایات کے ذریعہ اغواء شیطانی اور معاصی اور قبائح سے حق تعالیٰ اہل بیت کو محفوظ رکھے گا اور پاک کر دے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ تطہیر تشریعی مراد ہے۔ تکوینی تطہیر جو خاصۂ انبیاءؑ ہے۔ وہ مراد نہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ سب معصوم ہوں اور ان سے انبیاء علیہم السلام کی طرح کوئی گناہ سرزد ہونا ممکن نہ ہو۔ تکوینی تطہیر کا جو خاصہ ہے۔ اہل تشیع نے اس آیت میں جمہور اُمّت سے اختلاف کر کے اول تو لفظ اہل بیت کا صرف اولاد و عصبات رسولؐ کے ساتھ مخصوص ہونے اور ازواج مطہراتؓ کے ان سے خارج ہونے کا دعویٰ کیا۔ دوسرے آیت مذکورہ میں تطہیر سے مراد ان کی عصمت قرار دے کر اہل بیت کو انبیاءؑ کی طرح معصوم کیا جو انتہائی غلط بات ہے۔

[معارف القرآن ص ۱۳۹ ج ۷]

مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم لکھتے ہیں۔

اس مقام پر جو لفظ اہل بیت آیت تطہیر میں آیا ہے سیاق و سباق کے دیکھنے سے بالیقین اس کا مصداق ازواج مطہراتؓ ہیں چنانچہ ابن عباسؓ کا قول اسی آیت تطہیر میں ہے نَزَلَتۡ فِیۡ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ خَاصَّۃً اور عکرمہ کا قول ہے۔ مَنۡ شَاءَ بَاھَلۡتُہٗ اَنَّھَا نَزَلَتۡ فِیۡ اَزۡوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اور یہ بھی عکرمہ نے کہا لَیۡسَ بِالَّذِیۡ تَذۡھَبُوۡنَ اِلَیۡہِ اِنَّمَا ھُوَ نِسَاءُ النَّبِیِّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا كُلُّهُ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ۔ پس اس میں تو کوئی شبہ نہیں اور عنکم میں ضمیر مذکر یا تو باعتبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبنی بر تغلیب ہے یا باعتبار لفظ اہل کے ہے۔ قال لا هله امكثوا۔

اب رہا حضرات اہل عبا کا مصداق ہونا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ نے ان حضرات کو کملی میں لپیٹ کر فرمایا اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا ۝

یا ازواج مطہرات کا مصداق نہ ہونا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے بھی کملی میں آنا چاہا تو آپ نے فرمایا اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ اور ان کو داخل نہیں کیا۔ سو اس میں محقق بات یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں اہل بیت کا مفہوم متحد نہیں بلکہ حدیث میں تو عترت مراد ہے اور آیت میں تو عام مراد ہے جس کی ایک نوع تو آیت ہی کی مدلول ہے اور دوسری نوع کا مدلول ہونا آپ نے اپنے اس فعل سے ظاہر فرما دیا اور حضرت اُمّ سلمہؓ کا داخل نہ کرنا اس لئے ہوگا کہ تمہارا تو مدلولِ آیت ہونا ظاہر ہی ہے۔ جن کا خفی ہے ان کو ظاہر کرتا ہوں۔ پھر تم کو اس کا اہتمام کیا ضرور اور خیر سے یہی مدلول مراد ہوگی۔ اور یا آیت میں صرف حضرات ازواج مراد ہیں اس صورت میں عبا میں داخل فرمانا اور آیت پڑھنا یا آیت کے مناسب الفاظ سے دعا کرنا بطور علم اعتبار کے ہوگا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں آیت فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ پڑھ دی تھی۔ جس کا نزول مشرکین کے حق میں ہے۔ اور جیسا شاہ ولی اللہؒ نے مسئلہ قدر میں آپ کا آیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی الخ کا پڑھ دینا اسی پر محمول کیا ہے۔

کذا فی الفوز الکبیر

پس مطلب یہ ہوگا کہ اے اللہ ایک نوع اہلِ بیت کی یہ بھی ہے کہ ان کے لئے بھی میں دعا کرتا ہوں اور دعا میں اذہاب رجس اور تطہیر سے تطہیر تکوینی مراد ہونا اور یہ زیادہ مؤید ہے۔ اس دعوے کا کہ یہ ادخال بطور علم اعتبار کے ہے کیونکہ آیت میں تطہیر تشریعی مراد ہے۔ اور حدیث میں وہ مراد نہیں ورنہ اس دعا کے کوئی معنی محصل نہ ہوں گے۔ اور اس صورت میں " انکِ علیٰ خیر " سے یہ مقصود ہونا کہ تم اہل بیت سے نہیں ہو اصلاً محل اشکال نہیں یعنی اس نوع سے نہیں ہو جو اس وقت مراد ہے اور یہی مطلب ہے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا کہ اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ یعنی عترت جب ان سے اہل بیت کے معنی پوچھے گئے [رواہ مسلم] پس قرینہ سوال سے انہوں نے یہ معنی فرمائے باقی نہ ان سے آیتِ تطہیر کی تفسیر پوچھی گئی اور نہ انہوں نے آیت کے متعلق یہ ارشاد فرمایا پس ازواج کا اہلِ بیت نہ ہونا ان کے قول سے ثابت نہیں۔ چنانچہ اسی روایت میں یہ بھی انہی کا قول ہے " نساءہ من اھل بیتہ بلکہ معالم " تو بسند متصل حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے اس سوال پر کہ میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں خود ارشاد نبوی مروی ہے۔ بل انشاء اللہ تعالیٰ غرض لفظ اہل بیت کے دو مفہوم ہیں ایک ازواج دوسرے عترت اور خصوصیت قرائن سے کسی مقام پر ایک مفہوم مراد ہوتا ہے کہیں دوسرا اور کہیں عام بھی مراد ہو سکتا ہے پس آیت میں ظاہراً مفہوم اول مراد ہے اور مفہوم ثالث بھی محتمل ہے۔ اور حدیث ثقلین و حدیث صدقہ و حدیث عباء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ین دوسرا مفہوم مراد ہے پس اس تحقیق کے بعد نہ آیت میں اشکال ہے نہ کسی حدیث میں نہ باہم تعارض اور نہ اہل حق پر کسی کا کوئی شبہ وارد ہے اور نہ اہل حق کو کسی جگہ تکلف وتاویل کی حاجت ہے [بیان القرآن ص ۴۸ ج ۲]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

جس سیاق وسباق میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں اہل بیت سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں کیونکہ خطاب کا آغاز ہی " یا نساء النبی " کے الفاظ سے کیا گیا ہے اور ما قبل وما بعد کی پوری تقریر میں وہی مخاطب ہیں، علاوہ بریں " اہل بیت " کا لفظ عربی زبان میں ٹھیک انہی مضمون میں استعمال ہوتا ہے جن میں ہم " گھروالوں " کا لفظ بولتے ہیں اور اس مفہوم میں آدمی کی بیوی اور اس کے بچے شامل ہوتے ہیں۔ بیوی کو مستثنیٰ کرکے " اہل خانہ " کا لفظ کوئی نہیں بولتا۔ خود قرآن پاک میں بھی اس مقام کے سوا دو مزید مقامات پر یہ لفظ آیا ہے اور دونوں جگہ اس کے مفہوم میں بیوی شامل ہے بلکہ مقدم ہے۔ سورۂ ہود میں جب فرشتے حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں تو ان کی اہلیہ اسے سن کر تعجب کا اظہار کرتی ہیں کہ بھلا اس بڑھاپے میں ہمارے ہاں بچہ کیسے ہوگا۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں

أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ

کیا تم اللہ کے امر پر تعجب کرتی ہو؟ اس گھر کے لوگو، تم پر اللہ کی رحمت ہے اور اس کی برکتیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ قصص میں جب حضرت موسیٰؑ ایک شیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے گھر میں پہنچتے ہیں اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی انا کی تلاش ہوتی ہے جس کا دودھ بچہ پی لے تو حضرت موسیٰؑ کی بہن جا کر کہتی ہیں۔

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ

کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ دوں جو تمہارے لئے اس بچے کی پرورش کا ذمہ لیں۔

پس محاورہ اور قرآن کے استعمالات اور خود اس آیت کا سیاق وسباق، ہر چیز اس بات پر قطعی دلالت کرتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں آپ کی ازواجِ مطہرات بھی داخل ہیں اور آپ کی اولاد بھی بلکہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آیت کا اصل خطاب ازواج سے ہے اور اولاد مفہوم لفظ کے اعتبار سے اس میں شامل قرار پاتی ہے۔ اسی بنا پر ابنِ عباسؓ اور عروہ بن زبیرؓ اور عکرمہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اہل البیت سے مراد ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ "اہل البیت" کا لفظ صرف ازواج کے لئے استعمال ہوا ہے اور اس میں دوسرا کوئی داخل نہیں ہو سکتا تو یہ بات بھی غلط ہو گی۔ صرف یہی نہیں کہ "گھر والوں" کے لفظ میں آدمی کے سب اہل وعیال شامل ہوتے ہیں بلکہ نبی اکرمؐ نے خود تصریح فرمائی ہے کہ وہ بھی شامل ہیں۔ ابن ابی حاتم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔

تَسْاَلُنِىْ عَنْ رَّجُلٍ كَانَ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَتُهُ وَأَحَبِّ النَّاسِ إِلَيْهِ۔

تم اس شخص کے متعلق پوچھتے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور جس کی بیوی حضورؐ کی وہ بیٹی تھی جو آپ کو سب سے بڑھ کر محبوب تھی۔

اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ سنایا کہ حضورؐ نے حضرت علیؓ اور فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا اور دعا فرمائی۔

"اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِيْ فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا"

خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے گندگی کو دور کر دے اور انہیں پاک کر دے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا میں بھی تو آپ کے اہل بیت میں سے ہوں [یعنی مجھے بھی اس کپڑے میں داخل کر کے میرے حق میں دعا فرمائیے] حضورؐ نے فرمایا "تم الگ رہو، تم تو خیر ہو ہی" اس سے ملتے جلتے مضمون کی بکثرت احادیث مسلم، ترمذی، احمد، ابن جریر، حاکم، بیہقی وغیرہ محدثین نے ابو سعید خدریؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت انسؓ، حضرت امّ سلمہؓ، حضرت واثلہ بن اسقعؓ اور بعض دوسرے صحابہ سے نقل کی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کو اپنا اہل بیت قرار دیا۔ لہذا ان لوگوں کا خیال غلط ہے جو ان حضرات کو اس سے خارج ٹھہراتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ان لوگوں کی رائے بھی غلط ہے جو مذکورہ بالا احادیث کی بنیاد پر ازواجِ مطہرات کو اہل البیت سے خارج ٹھہراتے ہیں۔ اوّل تو جو چیز صراحۃً قرآن سے ثابت ہو اس کو کسی حدیث کے بل پر رد نہیں کیا سکتا دوسرے خود ان احادیث کا مطلب بھی وہ نہیں جو اُن سے نکالا جاتا ہے ان میں سے بعض روایات میں جو بات آئی ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُس چادر کے نیچے نہیں لیا جس میں حضورؐ نے ان چاروں اصحاب کو لیا تھا اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضورؐ نے ان کو "اپنے گھر والوں" سے خارج کر دیا تھا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیویاں تو اہلِ بیت میں شامل تھیں ہی، کیونکہ قرآن نے انہی کو مخاطب کیا تھا لیکن حضورؐ کو اندیشہ ہوا ان دوسرے اصحاب کے متعلق ظاہر قرآن کے لحاظ سے کسی کو غلط فہمی نہ ہو جائے کہ یہ اہلِ بیت سے خارج ہیں۔ اس لئے آپؐ نے تصریح کی ضرورت ان کے حق میں محسوس فرمائی نہ کہ ازواجِ مطہراتؓ کے حق میں۔

ایک گروہ نے اس آیت کی تفسیر میں صرف اتنا ہی ستم نہیں کیا ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ کو "اہل البیت" سے خارج کر کے صرف حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور ان کی اولاد کے لئے اس لفظ کو خاص کر دیا بلکہ اس پر مزید ستم یہ بھی کیا ہے کہ اس کے الفاظ "اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے" سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور ان کی اولاد انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ "گندگی" سے مراد خطا اور گناہ ہے اور ارشادِ الٰہی کی رو سے یہ اہل البیت اس سے پاک کر دیئے گئے ہیں حالانکہ آیت کے الفاظ یہ نہیں ہیں کہ تم سے گندگی دور کر دی گئی اور تم بالکل پاک کر دیئے گئے۔ بلکہ الفاظ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اللہ تم سے گندگی کو دور کرنا اور تمہیں پاک کر دینا چاہتا ہے۔

سیاق و سباق بھی یہ نہیں بتاتا کہ یہاں مناقب اہل بیت بیان کرنے مقصود ہیں، بلکہ یہاں تو اہل بیت کو نصیحت کی گئی ہے کہ تم فلاں کام کرو اور فلاں کام نہ کرو اس لئے کہ اللہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے۔ بالفاظ دیگر مطلب یہ ہے کہ تم فلاں رویہ اختیار کرو گے تو پاکیزگی کی نعمت تمہیں نصیب ہو گی ورنہ نہیں تاہم اگر "یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس .... ویطھرکم تطھیرا" کا مطلب یہ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معصوم کر دیا تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وضوء اور غسل اور تیمم کرنے والے سب مسلمانوں کو معصوم نہ مان لیا جائے کیونکہ ان کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یُرِیۡدُ لِیُطَهِّرَكُمۡ وَلِیُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَیۡكُمۡ

[المائدہ آیت ٦]

مگر اللہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے۔

[تفہیم القرآن [ص ۹۲ ج ۴]]

مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم لکھتے ہیں۔

اہلسنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت باجماع صحابہ کرام ازواج مطہرات رضی کے حق میں نازل ہوئی اور اس آیت میں اہل بیتِ نبی سے آپ کی بیبیاں مراد ہیں اور تطہیر سے تزکیہ نفس اور تہذیب باطن اور تصفیہ قلب مراد ہے۔ جو تزکیہ باطن کا وہ اعلیٰ ترین مقام مراد ہے جو کامل اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے جس کے حصول کے بعد گناہوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں مگر انبیاء کی طرح معصوم نہیں ہو جاتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعہ یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ اور فاطمۃ الزہرا اور حسنین کے بارہ میں نازل ہوئی اور اہلِ بیت سے یہی لوگ مراد ہیں۔ اس لفظ سے سوائے ان کے کوئی مراد ہو ہی نہیں سکتا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ خود اہلِ سنت کی صحیح ترین احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ اور فاطمۃ الزہرا اور حسنین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور اپنی کملی ان چاروں پر ڈال دی اور فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا

اے اللہ یہ چاروں میرے اہلِ بیت ہیں پس تو ان سے رجس یعنی گندگی اور ناپاکی کو دور کر دے اور خوب پاک کر دے۔

نیز اس آیت میں لفظ مِنْكُمْ اور وَيُطَهِّرَكُمْ میں جو ضمیریں مذکر کی موجود ہیں وہ صاف بتلا رہی ہیں کہ اس آیت میں خطاب ازواج کو نہیں معلوم ہوا کہ آیت میں لفظِ اہلِ بیت سے یہی چار اشخاص مراد ہیں۔

دوسری بات اہلِ تشیّع یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اذہاب رجس اور تطہیر سے گناہوں سے پاک کر دینا یعنی معصوم بنا دینا مراد ہے جس سے ان چار حضرات کی عصمت ثابت ہوتی ہے۔ شیعہ اہلِ بیت کی عصمت ثابت کرنے کے لئے آیتِ تطہیر کو استدلال میں پیش کرتے ہیں۔

جواب

اہلِ تشیّع کا یہ تمام استدلال دو باتوں پر مبنی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول ـــــــــ یہ کہ لفظ اہلِ بیت سے صرف چار اشخاص مراد ہیں۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم۔

دوم ـــــــــ یہ کہ اذہاب رجس اور تطہیر سے معصوم بنا دینا مراد ہے جب تک یہ دونوں باتیں ثابت نہ ہوں گی شیعوں کا استدلال صحیح نہیں ہو سکتا مگر آج تک شیعہ ان باتوں کو ثابت نہیں کر سکے۔

پہلی بات کا جواب

پہلی بات کے متعلق علماء اہلسنت یہ کہتے ہیں کہ لفظ اہلِ بیت اور لفظ آل لغتِ عربی میں دونوں ہم معنی ہیں لغت میں اہلِ بیت کے معنی اہلِ خانہ کے ہیں یعنی گھر والوں کے ہیں جو مستقل طور پر گھر میں رہتے ہوں جس سے ازواج اصالۃً داخل ہیں اور اولاد اور ذریت تبعاً داخل ہیں۔ خدمت گاروں اور لونڈی اور غلاموں پر اس لفظ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ عرف میں اور محاورہ میں جب لفظ اہلِ خانہ بولا جاتا ہے تو ہر کس و ناکس اس کا یہی مطلب سمجھتا ہے کہ جو لوگ گھر میں رہتے ہوں اور وہاں سے چلے جانے کا قصد نہ رکھتے ہوں اور ظاہر ہے کہ اس وصف میں اصل بیبیاں ہیں جو ہمیشہ گھر میں رہتی ہیں۔ بیٹوں اور بیٹیوں کا ہمیشہ گھر میں رہنا خلاف عادت ہے خاص کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں اور گھروں میں تو سوائے آپؐ کی ازواج کے کوئی نہیں رہتا تھا۔ شادی ہونے کے بعد بیٹے خود اپنا مکان بنا لیتے ہیں نکاح کے بعد باپ کا ذمہ اولاد کا نہ نان و نفقہ فرض رہتا ہے اور نہ مکان کا مکان اس کے ذمہ واجب رہتا ہے اور شادی ہونے کے بعد بیٹی داماد کے گھر چلی جاتی ہے چنانچہ حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمہؓ حضرت علیؓ کے گھر میں رہتی تھیں کہا جاتا ہے۔ تَاَهَّلَ الرَّجُلُ اِذَا تَزَوَّجَ۔ وَ اَهَّلَكَ اللّٰهُ فِي الْجَنَّةِ اور فُلَانٌ مُتَاَهِّلٌ اَيْ مُتَزَوِّجٌ۔

نیز قرآن کریم کا محاورہ بھی یہی ہے کہ اہل بیت کے مفہوم میں زوجہ اصالۃً داخل ہے حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے واقعہ میں کہ جب ملائکہ نے ان کو تولد فرزند کی بشارت دی اور پیرانہ سالی میں اس بشارت پر تعجب ہوا تو فرشتوں نے یہ کہا۔ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اور ظاہر ہے کہ اس آیت میں اہل بیت کے خطاب میں حضرت سارہ یقیناً داخل ہوئیں کیونکہ اصل خطاب انہی سے ہے اور فرشتوں نے حضرت سارہ ہی کو اہل البیت سے خطاب کر کے ان کو خدا کی رحمتوں اور برکتوں کی دعائیں دی ہیں۔ شاید حضراتِ شیعہ فرشتوں پر کوئی تنقید اور تبصرہ کریں کہ تم نے نبی کی زوجہ پر لفظ اہل البیت کا اطلاق کیسے کیا اور پھر تم نے مؤنث کے لئے مذکر کی ضمیر کیسے استعمال کی اور نبی کی زوجہ مطہرہ کو تم نے رحمۃ اللہ و برکاتہ، علیکم ضمیر مذکر کے ساتھ کیوں خطاب کیا تم کو چاہیئے تھا کہ علیکم کی بجائے علیکن کہتے۔

معلوم ہوا کہ اہل بیت میں ازواج بھی داخل ہیں اور اَتَعْجَبِيْنَ کا اصل خطاب حضرت سارہ کو ہے جو صیغہ مؤنث کا ہے لا۔ راس کے بعد رحمۃ اللہ و برکاتہ، علیکم اہل البیت میں اہل بیت کو بلفظ مذکر علیکم خطاب کیا اور علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ اظہارِ محبت و کرامت کے لئے عورتوں کے لئے مذکر کی ضمیریں لانا کلام عرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شائع اور ذائع ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

ع فَإِنْ شِئْتِ حَرَّمْتُ النِّسَاءَ سِوَاكُمْ

اور موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔ قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا ورنہ ظاہر کے مطابق امکثی یا امکثن ہونا چاہیئے تھا اس قسم کے مواقع میں صیغہ مذکر اور خطاب مذکر لفظ اہل کی رعایت سے لایا گیا ہے کہ وہ اصل میں مذکر ہے۔ اور علی ہذا لفظ آل کے مفہوم اور مدلول میں بھی ازواج داخل ہیں اس لیئے کہ آل کی اصل لغت میں اہل ہے لغت میں آل کا اطلاق اس شخص یا ان اشخاص پر آتا ہے جن کو کسی انسان سے ذاتی اختصاص حاصل ہو۔ خواہ قرابت قریبہ کی وجہ سے ہو یا کسی خصوصی موالاۃ یا دینی علاقہ کی وجہ سے ہو اور عرف میں اہلیہ بیوی کو کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا اے آلِ داوٗد اللہ کا شکر بجا لاؤ۔ یہاں لفظ آل میں ان کی ازواج اور اولاد سب ہی داخل ہیں وَقَالَ تَعَالٰى قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَسَارَ بِاَهْلِهٖ، وَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اس قسم کی آیات میں، لفظ اہل کے مفہوم میں بیوی یقیناً داخل ہے۔ وَقَالَ تَعَالٰى وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ یہاں آل فرعون سے وہ تمام اشخاص مراد ہیں جو فرعون سے تعلق رکھتے تھے۔ وَقَالَ تَعَالٰى فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے تابوت کو آلِ فرعون نے اٹھا لیا یہاں آلِ فرعون سے فرعون کے تمام اہل بیت مراد ہیں جن میں اس کی بیوی بھی داخل ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا اے اللہ آلِ محمد کا رزق بقدر قوت لا یموت کر دے اور قدر قوت وہ رزق ہے جس سے بقدر کفایت گذر ہو جاوے اور فاضل کچھ نہ بچ سکے اور اس میں شک نہیں کہ آلِ محمد میں ازواجِ مطہراتؓ بھی داخل ہیں اور یہ دعا ذریت کی طرح ازواج مطہرات کو بھی شامل ہے۔

اس دعا سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہرات کا سالانہ نفقہ قدر قوت سے زیادہ نہ تھا اور پھر ازواجِ مطہراتؓ سخی بھی تھیں۔ خصوصاً حضرت زینبؓ اور حضرت عائشہؓ کی سخاوت تو مشہور تھی اور بخیل تو آپ کی کوئی بی بی نہ تھی اور حضور تو سخی تھے ہی اور اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز بھی تھے پس اس سخاوت اور مہمان نوازی کے بعد تو زیادہ سامان بھی کفایت نہیں کر سکتا چہ جائیکہ قدر قوت اور قدر کفایت ان تمام ضروریات کے لئے مکتفی ہو جاتے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہرات کس قدر قانع اور تارک الدنیا اور نبی کریم کی محبِ صادق تھیں کہ باوجود فقر و فاقہ کے حضور کی زوجیت کو دنیا اور مافیہا سے بہتر اور لذیذ جانتی تھیں۔

فتح خیبر کے بعد ازواجِ مطہراتؓ نے یہ درخواست کی کہ جس طرح آپؐ دوسروں کو بے دریغ عطا فرماتے ہیں اسی طرح ہم کو بھی مالِ غنیمت میں سے کچھ عطا فرمایا جائے۔ حضورؐ نے انکار فرما دیا۔ ازواج مطہرات نے اصرار کیا اس پر آیتِ تخییر کا نزول ہوا جس میں ازواج مطہراتؓ کو اختیار دیا گیا کہ اگر وہ متاعِ دنیا کی طالب ہیں تو حضورؐ ان کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیں اور اگر اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کی طالب ہیں تو اسی حالت [فقر و فاقہ] پر راضی رہیں جس حالت کو اللہ کا رسول پسند کرتا ہے اور وہ آیتِ تخییر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اس آیتِ تخییر کے نزول کے بعد تمام ازواج نے حضور کو ہی اختیار کیا دنیا کو کسی بی بی نے بھی اختیار نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہرات کو حضور کے ساتھ کس درجہ محبت تھی کہ فقر و فاقہ اور تنگی میں رہنا منظور کیا مگر حضورؐ سے علیحدگی منظور نہیں کی چنانچہ اسی محبت کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان کو عذابِ جہنم وغیرہ کی دھمکی نہیں دی بلکہ اس سے ڈرایا کہ حضور تم کو اپنی زوجیت سے علیحدہ نہ کر دیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ازواجِ مطہرات کے بارہ میں اول آیتِ تخییر نازل ہوئی پھر جب ازواجِ مطہرات نے اللہ اور رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کر لیا تو ان کے بارہ میں دوبارہ آیتِ تطہیر نازل ہوئی جس سے ان کے شرف اور کرامت کو ظاہر کرنا مقصود ہے اور اس آیتِ تطہیر میں جو لفظ اہل البیت آیا ہے اس سے اصالۃً بلاشبہ و ریب قطعاً و یقیناً ازواجِ نبی مراد ہیں کیونکہ ان آیات کے سیاق و سباق میں از اول تا آخر صراحۃً ازواجِ مطہرات ہی کو خطاب ہو رہا ہے اور ایسا صریح ہے کہ جس میں ذرہ برابر تاویل کی گنجائش نظر نہیں آتی کیونکہ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ سے لیکر وَاَطِعْنَ اللّٰهَ بلکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والحکمۃ تک ازواجِ مطہراتؓ ہی کے متعلق کلام ہے اور از اوّل تا آخر خطاب میں مؤنث ہی کی ضمیریں لائی گئی ہیں۔ لَسْتُنَّ اور فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ۔ اور وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ تک یہ تمام خطابات بہ ضمائر مؤنث ازواجِ مطہراتؓ ہی کو ہیں بلکہ اگر شروع رکوع یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا٥ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۔ تک تمام صیغوں اور ضمیروں پر نظر ڈالی جائے تو اول سے لیکر آخر تک چھبیس صیغے اور ضمیریں سب مؤنث کی ہیں۔ جو کسی تردد اور تأمل کے بغیر صرف ازواج مطہرات کے لئے ہیں اور "یا نساء النبی" اور "قل لازواجک" کا لفظ تو اس قدر واضح ہے کہ اس میں حضرت علیؓ اور حسنینؓ اور حضرت فاطمہؓ کے دخول اور شمول کا عقلاً و نقلاً کوئی امکان ہی نہیں۔ اب حضرات شیعہ بتلائیں کہ اس کا کیا جواب ہے۔ کلام عرب میں اظہار محبت وعظمت کے لئے مؤنث کے لئے تو مذکر کا صیغہ استعمال ہو سکتا ہے مگر مذکر کے لئے مؤنث کا صیغہ اور مؤنث کی ضمیر کا استعمال کہیں سننے اور دیکھنے میں نہیں آیا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ فِیْ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ۔

[روح المعانی ص ۱۲ ج ۲۲]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت خاص ازواج مطہراتؓ کے حق میں نازل ہوئی اور عکرمہ یہ کہتے ہیں کہ جس کا جی چاہے وہ اس بارہ میں مجھ سے مباہلہ کر لے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کساء ایک شبہ اور اس کا ازالہ

مولانا اشرف علی تھانوی ؒ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں یہاں بعض لوگوں کو ایک حدیث سے شبہ ہو گیا ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حسنین کو اپنی عباء میں داخل کر کے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ۔

اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

اس سے بعض عقلمندوں نے یہ سمجھا کہ ازواج مطہراتؓ اہل بیت میں داخل نہیں حالانکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ یہ بھی میرے اہل بیت ہیں ان کو بھی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ کی فضیلت میں داخل اور شامل فرما اور ان کو بھی اس کرامت میں شریک فرما۔ آپ کا مقصود حصر نہ تھا کہ بس یہی اہل بیت ہیں اور ازواج مطہرات اہل بیت نہیں اور اس حدیث کے بعض طرق میں آیا ہے کہ حضور نے جب ان حضرات مذکورین کو عبا میں داخل کر کے دعا فرمائی تو ام المؤمنین ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے بھی ان کے ساتھ شامل فرما لیجیے۔ تو آپ نے فرمایا تم اپنی جگہ ہو۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہیں عبا میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں تم تو پہلے ہی سے اہل بیت میں داخل ہو۔

[کذا فی النسوان فی رمضان صہ ۲ وعظ چہارم از سلسلہ البلاغ]

کیونکہ ان تمام آیات کا نزول تمہارے ہی بارہ میں ہے اور ان آیات میں از اوّل تا آخر تمام خطابات ازواج مطہراتؓ ہی کو ہیں اور ازواج مطہراتؓ ہی ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطابات کی اولین مخاطب ہیں لہذا ان کے لئے اس قسم کے عمل کی اور کسی قسم کی تصریح کی ضرورت ہی نہیں ان کا اہل بیت ہونا تو قطعی اور یقینی ہے البتہ داماد اور داماد کی اولاد کے بارہ میں شبہ ہو سکتا ہے کہ ان کو حضور کا گھرانہ قرار دیا جائے یا ان کو مستقل اور علیحدہ گھرانہ سمجھا جائے اس لئے حضور نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لے کر یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ الخ تاکہ اس دعا کے ذریعہ یہ حضرات بھی ازواجِ مطہرات کے ساتھ اس وعدۂ نعمت وکرامت میں شریک ہو جائیں جو اللہ نے نبی کے گھرانہ کے لئے ارادہ فرمایا ہے اگر اس آیت کا اصل نزول حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے بارہ میں ہوتا تو آپ کو دعا کی ضرورت نہ ہوتی۔

غرض یہ کہ عبا میں داخل کر کے دعا کرنا ان لوگوں کے لئے تھا جن کے اہل بیت ہونے میں کسی قسم کا شبہ ہو سکتا تھا۔ اور ازواجِ مطہرات کا تو اہلِ بیت ہونا ایسا قطعی اور یقینی تھا کہ جس میں کسی قسم کے شبہ کا امکان ہی نہ تھا اس لئے ان کو عبا میں داخل کرنے اور اللھم کہنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ حضرت علیؓ، حضرت ام سلمہؓ سے اجنبی تھے اس لئے ان کے ساتھ ام سلمہؓ کو عبا میں کیونکر داخل کیا جا سکتا تھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حسنین کی دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ام سلمہ کو بلایا اور اپنی کسا میں داخل کر کے ان کے لئے دعا فرمائی [روح المعانی ص ۱۴ ج ۲۲] اور صواعق محرقہ ص ۸۶ روایت مذکورہ ان دونوں کتابوں میں مذکور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس طرح احادیث میں حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کو عبا میں داخل کر کے دعا کرنے کا ذکر آیا ہے اسی طرح بعض روایات میں حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد کے متعلق بھی آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عباسؓ کو اور ان کی اولاد کو اپنی کساء (کمبل) میں داخل کر کے یہ دعا فرمائی۔

ان مختلف دعاؤں سے آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ ازواج مطہرات کے ساتھ دوسرے اعزہ و اقارب بھی اس نعمت اور کرامت میں داخل ہو جائیں پس ان کو اس نعمت اور کرامت میں شریک کرنے کے لئے آپ نے یہ دعائیں فرمائیں یعنی آپ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو اور ان کی اولاد کو بھی اپنی دعا سے اس وعدہ میں داخل فرمایا۔ اگر یہ آیت انہی کے حق میں نازل ہوئی ہوتی تو دعا کی حاجت ہی کیا تھی اور آپ تحصیلِ حاصل کی کیوں دعا فرماتے اور جو بات حاصل تھی اس کے حاصل کرنے کی کیوں کوشش کرتے اسی لئے آپ نے پہلی بار ام المومنین ام سلمہؓ کو اس دعا میں شریک نہ فرمایا کیونکہ اس دعا کو ان کے حق میں تحصیل حاصل جانا کیونکہ آیت کا نزول ہی آپؐ کی بیبیوں کے بارہ میں ہوا البتہ حضرت علی کے لئے دعا سے فارغ ہو جانے کے بعد ام المومنین ام سلمہؓ کو بلا کر جو دعا کی وہ محض ان کی دلجوئی کے لئے فرمائی ورنہ آپ نے صراحۃً فرما دیا تھا کہ تو بلا شبہ میرے اہل میں سے ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ کی فضیلت اور کرامت کے بارہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں تو آنحضرت کو یہ خیال ہوا کہ یہ آیتیں اگر خاص ازواج ہی کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں اور آیت ہذا سے پہلے اور اس تمام رکوع میں جو خطابات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازواجِ مطہراتؓ ہی کو ہیں اور وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ میں اور وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ میں بیوت کی نسبت بھی انہی کی طرف کی گئی ہے جو اللہ کی خاص الخاص عنایات پر دلالت کرتی ہیں اس لئے آپ کا دل چاہا کہ اہلِ بیت کے عموم میں اپنی اولاد کو داخل کر کے اللہ تعالیٰ سے درخواست کروں کہ اے اللہ علی اور فاطمہ اور حسنین یہ بھی میرے اہلِ بیت ہیں ان کو بھی اس خاص رحمت اور کرامت اور عنایت میں شریک فرما۔

فائدہ:۔ حضرت خدیجہؓ سے حضور کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ رقیہؓ ، ام کلثومؓ زینب اور فاطمۃ الزہراؓ اول الذکر تین صاحبزادیاں اس آیت کے نزول سے پہلے وفات پا چکی تھیں صرف حضرت فاطمہ باقی تھیں اس لئے حضرت فاطمہ کو اس دعا کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ دیکھو تفسیر ابنِ کثیر ص ۴۹۳ ج ۳۔ اور ایسا ہی معاملہ آپ نے اپنے چچا حضرت عباس اور ان کی اولاد کے ساتھ کیا جیسا کہ بیہقی کی ایک صحیح روایت میں آیا ہے۔

مدعا آپؐ کا یہ تھا کہ لفظ اہلِ بیت کے ظاہری عموم میں اپنے ان خاص عزیزوں کو بھی داخل فرما دیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اے اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں ان کو بھی اذہابِ رجس اور تطہیر کی فضیلت اور کرامت میں شریک فرما۔ باقی رہیں ازواجِ مطہرات تو خطابِ قرآنی میں وہی از اول تا آخر ان کرامات اور عنایات کی اولین مخاطب تھیں اس لئے اس قسم کے اظہار اور تصریح کی ان کے لئے ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ نے ازواجِ مطہراتؓ کے لئے اپنے ارادہ کو ظاہر کیا ہے اب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے وقوع میں کسی شک وشبہہ کی گنجائش ہی نہیں رہی۔

اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ بادشاہ کرم اپنے کسی مقرب اور مصاحب سے یہ کہے کہ میرے پاس اپنے اہل خانہ اور اپنے گھر والوں کو حاضر کرو میں انہیں خاص خلعت دینا چاہتا ہوں اور میرا ارادہ یہ ہے کہ میں ان پہ خاص نوازش کروں اس مقرب اور مصاحب نے عالی ہمت بادشاہ کے لطف وکرم پر نظر کر کے اپنے اہلِ خانہ کے سوا کچھ دیگر اعزہ اور اقارب بھی بارگاہِ شاہی میں لا حاضر کیے اور کہنے لگا کہ حضور یہ سب میرے اہلِ خانہ ہیں جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ اَعِزّہ اور اَقارِب بھی شاہی خلعت اور نوازش سے بہرہ مند ہوں اور ظاہر ہے کہ اس مقرب اور مصاحب کا اس عرض کرنے سے کہ حضور یہ سب میرے اہلِ خانہ اور اہلِ بیت ہیں یہ مقصد نہیں ہوتا کہ اس کے اہل خانہ اس میں داخل نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اہلِ خانہ کے ساتھ یہ اعزہ بھی شاہی خلعت اور عنایت سے بہرہ مند ہو جائیں اور بادشاہ نے جس لطف و انعام کا میرے اہلِ خانہ کے لئے ارادہ فرمایا ہے اس میں میرے ان اعزہ و اقارب کو بھی داخل کر لیا جائے اور یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بجائے اہلِ خانہ کے میرے داماد کو اور اس کی اولاد کو اس خلعت سے نواز دیا جائے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک اہلِ بیت کے مفہوم عام میں حضور ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ، ذُرّیت اور اولادِ نبیؐ سب داخل ہیں اور سب اس بشارت اور کرامت میں شریک اور داخل ہیں کیونکہ قاعدہ مُسلّمہ ہے اَلْعِبْرَۃُ لِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا لِخُصُوْصِ السَّبَبِ یعنی اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوص سبب کا۔ آیت کا نزول اِصالۃً اگرچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازواجِ مطہرات کے بارہ میں ہوا ہے مگر عموم لفظ کی وجہ سے اور حضورؐ کی دعا کی وجہ سے تمام اہل بیت کو شامل کیا گیا ہے۔ البتہ اہل تشیع کے نزدیک سوائے حضرت خدیجہؓ کے حضورؐ کی کوئی بی بی اہل بیت میں داخل نہیں اور حضور کی اولاد میں سے سوائے فاطمۃ الزہرا کے اور کوئی صاحبزادی اہلِ بیت کے مفہوم میں داخل نہیں۔ حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم اور حضرت زینب کا آپ کی صاحبزادیاں ہونا حدیث اور تاریخ اور اجماع سے ثابت ہے مگر شیعہ لوگ ان کو حضور کی صاحبزادیاں نہیں سمجھتے اور ان کو حضور کے نسب سے خارج سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ حضورؐ کی متعدد صاحبزادیاں تھیں۔ يَآ يُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنَاتِكَ الآیۃ بَنَاتِكَ صیغہ جمع ہے جس کا ادنیٰ درجہ تین ہیں جیسا کہ ازواج صیغہ جمع کا ہے اور آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ متواترہ سے قطعی طور پر یہ ثابت ہے کہ حضور کی متعدد بیبیاں تھیں مگر شیعہ سوائے حضرت خدیجہؓ کے کسی اور زوجہ کے قائل نہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ قرآن کریم کی جن آیتوں میں يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ اور يَآ يُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ، وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ۔ يَآ يُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ ..... الآیات آیا ہے جن میں صراحۃً لفظِ نساء اور لفظ ازواج موجود ہے اور صیغہ جمع ہے اور صراحۃً ازواج کے متعدد ہونے پر دلالت کرتا ہے پس یہ تمام آیتیں مدنی ہیں حضرت خدیجہ کی وفات کے عرصہ بعد نازل ہوئی ہیں معلوم ہوا کہ ان آیات میں ازواج سے حضرت خدیجہ کے سوا اور دوسری بیبیاں مراد ہیں اور اہلِ تشیع یہ نہیں دیکھتے کہ اس تمام رکوع میں از اول تا آخر تمام خطاباتِ خداوندی ازواجِ مطہراتؓ ہی کو ہیں اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکوع میں صرف ایک مرتبہ لفظ اہل البیت آیا ہے باقی دوسری جگہ بیوت کی نسبت بھی ازواج مطہرات ہی کی طرف کی گئی ہے۔ فِی بُیُوْتِکُنَّ اور وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِی بُیُوْتِکُنَّ بیوت بھی صیغہ جمع کا ہے اور کُنَّ بھی ضمیر جمع کی ہے معلوم ہوا کہ اصل اہل بیت اور نبی کے اہل خانہ آپ کی بیبیاں ہیں قرآن کریم میں جا بجا بیوت کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے۔ وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ - وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا۔ مگر نا معلوم کہ شیعوں کی آنکھوں پر کیا پٹی بندھی ہے کہ باوجود ان صریح آیتوں کے ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج سمجھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ۔

شیعوں کی دوسری بات کا جواب

ابتداء کلام میں ہم نے آیت تطہیر کے متعلق شیعوں کی دو باتیں ذکر کی تھیں پہلی بات تو یہ تھی کہ یہ آیت حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ اور حسنینؓ کے بارہ میں نازل ہوئی اور لفظ اہل بیت سے صرف یہی چار حضرات مراد ہیں ازواج مطہرات مراد نہیں۔ بحمد اللہ شیعوں کی اس بات کا جواب مفصل گذر گیا۔ شیعوں کی دوسری بات اس آیت کے متعلق یہ تھی کہ اس آیت میں اذہاب رجس اور تطہیر سے یعنی گندگی دور کرنے سے اور پاک کرنے سے اہل بیت کو معصوم بنانا اور ان کو عصمت عطا کرنا مراد ہے۔

اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ اذہاب رجس اور تطہیر سے معصوم بنانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عصمت عطا کرنا مراد نہیں بلکہ ازالۂ معاصی و نقائص مراد ہے جس کو تزکیۂ نفس اور تحلیہ اور تجلیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تطہیر سے تجلیہ باطن اور تنویر قلب مراد ہے علامہ آلوسی روح المعانی صفحہ ۱۲ جلد ۲۲ میں لکھتے ہیں۔

والمعنی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الذُّنُوْبَ وَالْمَعَاصِیَ وَیُحَلِّیَکُمْ بِالطَّاعَۃِ وَالتَّقْوٰی تَحْلِیَۃً بَلِیْغَۃً فِیْمَا اَمَرَکُمْ۔

اور اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے خطاؤں اور گناہوں کی گندگی دور کر دے اور طاعت اور تقویٰ سے تم کو خوب مزین اور آراستہ کر دے کہ اللہ نے تم کو جو حکم دیا ہے اس میں کمی نہ ہو۔

مطلب یہ ہے کہ ان ہدایتوں اور نصیحتوں سے اللہ کا منشا یہ ہے کہ نبی کے گھر والے ان احکام پر عمل کر کے بالکل پاک اور صاف اور ستھرے ہو جائیں اور ان کا ظاہر و باطن ایسا معطر اور مطہر اور منور ہو جائے کہ جو نبی کے گھرانہ کے مناسب اور شایانِ شان ہو اور ان کی صفائی اور ستھرائی اوروں سے ممتاز اور فائق ہو پس اگر تم نے ہماری ان ہدایتوں اور نصیحتوں پر عمل کیا تو تم برائیوں سے بالکل پاک اور صاف ہو جاؤ گے۔

اور اگر بالفرض بقول شیعہ اذہاب رجس اور تطہیر سے عطاء عصمت یعنی کسی کو معصوم بنانے کے معنی مراد لئے جائیں تو پھر اس سے تو صحابہ بدریین کا بھی معصوم ہونا ثابت ہو جائے گا کیونکہ یہ لفظ صحابہ کرام کے لئے بھی آیا ہے۔ وَلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ اور حاضرین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ بدر کے لئے بھی یہ لفظ آیا ہے۔ وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ۔

پس اگر شیعوں کے نزدیک آیۂ تطہیر اہل بیت کی عصمت کی دلیل ہے تو مذکورہ بالا دو آیتیں تمام صحابہ کی اور خصوصًا صحابہ بدریین کی عصمت کی دلیل بنیں گی بلکہ مزید براں ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے لئے اِتمام نعمت یعنی نعمت پورا کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ اِتمام نعمت کا مضمون اذہاب رجس اور تطہیر سے بڑھ کر ہے۔ نیز گذشتہ آیت میں یعنی وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ میں اہل بدر کے لئے شیطان کے شر سے محفوظ ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور شیطان کے شر سے محفوظ رکھنا بدوں عطاء عصمت کے ممکن نہیں اور اتمام نعمت اس پر مزید اضافہ ہے۔ اس لئے کہ اِتمام نعمت کا لفظ تمام فضائل اور کمالات کو حاوی ہے۔ پس شیعوں کو چاہیئے کہ صحابہ کرام کی عصمت کے عمومًا اور اہل بدر کی عصمت کے خصوصًا قائل ہوں۔

جواب دوم نیز اگر آیت تطہیر شیعوں کے نزدیک صرف اہل بیت کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ آیت ان کی عصمت کی دلیل ہے تو آیت اَلطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ بالاجماع عائشہ صدیقہ کی شان میں نازل ہوئی ہے جس کا شیعہ بھی انکار نہیں کر سکتے اور ظاہر ہے کہ لفظ "الطیبات" جس قدر پاکیزگی پر دلالت کرتا ہے اور لفظ "یذہب ویطہر" تجدد اور حدوث پر دلالت کرتے ہیں۔ جس سے اس درجہ پاکیزہ ہونا ثابت نہیں ہوتا جتنا کہ صفت مشبہ کے صیغہ سے ثابت ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پھر کیا وجہ ہے کہ آیت تطہیر کے بھروسہ پر اہل بیت کو معصوم مانا جائے اور آیت الطیبات سے حضرت عائشہؓ اور دیگر ازواج مطہراتؓ کو معصوم نہ مانا جائے کیونکہ آیت الطیبات کا مورد اگرچہ خاص ہے مگر الفاظ تو عموم پر دلالت کرتے ہیں اور ناظرین کرام کو چاہیئے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کی براءت اور نزاہت کے بارہ میں جو سورۂ نور کی آیتیں نازل ہوئیں ان پر ایک نظر ڈال لیں کہ عائشہ صدیقہؓ کی براءت اور نزاہت اور عصمت اور طہارت میں شک اور تردد کرنے والوں کے حق میں کیا تہدید اور وعید آئی ہے جو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ ازواج مطہرات کی طہارت میں شک اور تردد ایمان کے منافی ہے۔

۳ ——— نیز اگر غور سے دیکھا جائے تو عجب نہیں کہ آیت تطہیر سے عدم عصمت ثابت ہو جائے اس لئے کہ جو پہلے سے معصوم اور طاہر ہو اس کی تطہیر کے ارادہ کے کیا معنی۔ تحصیلِ حاصل کا ارادہ بھی عقلاً بیتح ہے۔

۴ ——— نیز اس آیت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ نزولِ آیت کے وقت تک ائمہ کو عصمت حاصل نہ تھی بلکہ بعد نزولِ آیت آیندہ زمانہ میں ان کو عصمت حاصل ہو گی کیونکہ آیت میں صیغہ مضارع کا مستعمل ہوا ہے جو حال یا استقبال میں وقوع پر دلالت کرتا ہے ماضی سے متعلق نہیں اور شیعوں کے نزدیک ائمہ وقت ولادت سے لیکر وقت موت تک کسی بھی عصمت سے خالی نہیں ہوتے ہاں اگر آیت میں بجائے صیغۂ مضارع کے صیغہ ماضی ہوتا اور کلام اس طرح ہوتا۔ اَذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَطَهَّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ اے اہلِ بیت اللہ نے تم سے گندگی کو دور کر دیا اور تم کو بالکل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک کر دیا تو شاید شیعوں کا کچھ کام چل جاتا۔

۵ــــــ نیز یہ لفظ شیعوں کی حدیثوں میں بھی صحابہ کے لئے بھی مستعمل ہوا ہے لہٰذا شیعوں کو چاہیئے کہ وہ صحابہ کو بھی معصوم سمجھیں کیونکہ شیعوں کی ایک حدیث میں یہ فضیلت صحابہ کے لئے بصیغہ ماضی وارد ہوئی ہے اور وہ حدیث طویل ہے جو فروع کافی کلینی جلد اوّل مطبوعہ نول کشور کتاب الجہاد میں صفحہ ۶۰۹ سے لے کر صفحہ ۶۱۳ تک منقول ہے۔ یہ حدیث امام جعفر صادق سے مروی ہے جو مہاجرین صحابہ کے فضائل اور محامد پر مشتمل ہے جس میں صحابہ کے متعلق ایک جگہ یہ کہا گیا ہے کہ۔ اَلَّذِیْنَ اَخْبَرَ عَنْھُمْ فِیْ کِتَابِہٖ اَنَّہٗ اَذْھَبَ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھَّرَھُمْ تَطْھِیْرًا۔ یعنی ان لوگوں کے متعلق اللہ نے اپنی کتاب میں یہ بیان کیا ہے کہ اللہ نے ان سے ناپاکی کو دور کر دیا اور ان کو خوب پاک کر دیا۔ بعد ازاں امام جعفر صادق نے مہاجرین کو آیہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ اور آیت قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ....الخ اور آیت اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ اور آیت یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ کا مصداق قرار دیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مہاجرین اور خلفاء ثلاثہ ظالم و فاسق نہ تھے۔

حضرات شیعہ کو اس صریح اور واضح حدیث میں جب تاویل کی کوئی گنجائش نہ ملی تو اس کو تقیہ پر محمول کیا لیکن سوال یہ ہے کہ تقیہ کے لئے بھی کوئی موقع اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محل چاہیئے کہ جو خوف اور ڈر کی بنا پر کیا جاتا ہے یہاں امام جعفر صادق کو کیا خوف لاحق تھا جس کی بنا پر آیاتِ قرآنیہ کا حوالہ دے کر مہاجرین کے فضائل بیان کرنے پر مجبور ہوتے۔ نیز شیعوں کے نزدیک امام جعفر صادق کے لئے تقیہ ممنوع تھا۔ پھر انھوں نے کیسے تقیہ کی بنا پر مہاجرین کے یہ فضائل بیان کئے۔ ہاں اصول شیعہ پر ایک تاویل ممکن ہے وہ یہ کہ اللہ کو بداواقع ہوا پہلے تو صحابہ پر اللہ کا ارادہ اہل بیت کی تطہیر کا تھا بعد میں بدل گیا۔

[معارف القرآن ص ۲۹۲ ج ۵]

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اہل بیت سے کون مراد ہیں؟ اس کی تعیین میں کچھ اختلاف ہے بعض نے ازواجِ مطہرات کو مراد لیا ہے۔ جیسا کہ یہاں قرآن کریم کے سیاق سے واضح ہے۔ قرآن نے یہاں ازواجِ مطہرات ہی کو اہلِ بیت کہا ہے۔ قرآن کے دوسرے مقامات پر بھی بیوی کو اہلِ بیت کہا گیا ہے۔ مثلاً سورۂ ہود آیت ۷۳ میں۔ اس لئے ازواجِ مطہرات کا اہلِ بیت ہونا نصِ قرآنی سے واضح ہے۔ بعض حضرات نصِ کی رو سے اہلِ بیت کا مصداق صرف حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسن اور حضرت حسین کو مانتے ہیں اور ازواجِ مطہرات کو اس سے خارج سمجھتے ہیں جبکہ اول الذکر ان اصحاب اربعہ کو اس سے خارج سمجھتے ہیں۔ تاہم اعتدال کی راہ اور نقطۂ متوسطہ یہ ہے کہ دونوں ہی اہلِ بیت ہیں۔ ازواجِ مطہرات تو اس نصِ قرآنی کی وجہ سے اور داماد و اولاد ان روایات کی رو سے جو صحیح سند سے ثابت ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی چادر میں لے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں جس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ بھی میرے اہلِ بیت سے ہیں۔ یا یہ دعا ہے کہ یا اللہ ان کو بھی ازواجِ مطہرات کی طرح میرے اہلِ بیت میں شامل فرما دے۔ اس طرح تمام دلائل میں بھی تطبیق ہو جاتی ہے۔ [تفسیر احسن البیان ص ۵۵۲]

مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

نظم قرآن میں تدبر کرنے والوں کو ایک لمحہ کے لئے اس میں شک و شبہ نہیں ہو سکتا کہ یہاں اہلِ بیت کے مدلول میں ازواجِ مطہرات یقیناً داخل ہیں کیونکہ آیت ہذا سے قبل اور بعد پورے رکوع میں تمام تر خطابات ان ہی سے ہوئے ہیں اور بیوت کی نسبت بھی پہلے وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ میں اور آگے وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ میں ان کی طرف کی گئی ہے اس کے علاوہ قرآن میں یہ لفظ عموماً اسی سیاق میں مستعمل ہوا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سارہ کو خطاب کرتے ہوئے ملائکہ نے فرمایا۔

اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ [سورہ ھود۔ رکوع ۷]

مطلقہ عورت باوجودیکہ نکاح سے نکل چکی مگر عدت منقضی ہونے سے پہلے بیوت کی نسبت اسی کی طرف کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ [الطلاق۔ رکوع ۷] حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں "بیت" کو زلیخا کی طرف منسوب کیا۔ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا [یوسف۔ رکوع ۳] بہرحال اہل بیت میں اس جگہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازواجِ مطہرات کا داخل ہونا یقینی ہے۔ بلکہ آیت کا خطاب اولاً ان ہی سے ہے لیکن چونکہ اولاد و داماد بھی بجائے خود اہلِ بیت میں شامل ہیں اس لئے آپ کا حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ اور حسنینؓ کو ایک چادر میں لے کر " اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ " وغیرہ فرمانا یا حضرت فاطمہؓ کے مکان کے قریب گذرتے ہوئے " اَلصَّلٰوةَ اَهْلَ الْبَيْتِ، يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ ۔۔۔ الخ سے خطاب کرنا اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ گو آیت کا نزول بظاہر ازواج کے حق میں ہوا اور انہی سے مخاطب ہو رہا ہے مگر یہ حضرات بھی اس لقب اور فضیلتِ تطہیر کے اہل ہیں۔ باقی ازواجِ مطہراتؓ چونکہ خطاب قرآنی کی اولین مخاطب تھیں اس لئے ان کی نسبت اس قسم کے اظہار اور تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی گئی [تفسیر عثمانی ص ۵۶۱]

خلاصہ آیتِ تطہیر کی تشریح و تفسیر کے بارے میں ائمہ مفسرین اور علماء کرام کے جو اقوال نقل کئے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اہلِ بیت میں ازواجِ مطہرات اصالۃً داخل ہیں کیونکہ اولین مخاطب وہی ہیں باقی جن افراد کو آپ نے چادر کے نیچے لیا اور دعا فرمائی وہ اہلِ بیت میں تبعاً داخل ہیں اصالۃً نہیں لہٰذا شیعہ روافض کا ازواجِ مطہراتؓ کو اہلِ بیت سے خارج کرنا حقیقت کا منہ چڑانے کی بات ہے۔

پھر ازواجِ مطہراتؓ جس طرح اہلِ بیت میں داخل ہیں اسی طرح آپؐ کی آل میں بھی داخل ہیں مگر شیعہ روافض ان کو آلِ رسولؐ سے بھی خارج کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت تطہیر میں مذکر کی ضمائر کا استعمال

سورۃ احزاب کا چوتھا رکوع کل سات آیات پر مشتمل ہے اور اول سے آخر تک ازواجِ مطہرات ہی کے بارے میں ہے۔ ان سات آیتوں میں ازواجِ مطہرات کے لئے ستائیس ۲۷ مرتبہ مؤنث کے صیغے اور ضمیریں استعمال ہوئیں، دو مرتبہ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ اور ایک بار قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ کہا گیا تو اس طرح اس رکوع میں کل تیس ۳۰ مرتبہ بتکرار مؤنث کے صیغے استعمال ہوئے۔ اس کے برعکس پورے رکوع میں صرف دو بار ["عَنْكُمْ" اور "یُطَهِّرَكُمْ"] مذکر کی ضمیریں استعمال ہوئیں جس سے بعض حضرات غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے۔ دراصل عربی زبان میں کبھی لفظ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور کبھی معنیٰ کو۔ جیسے " مَنْ " لفظ کے لحاظ سے مفرد ہے اور معنی کے اعتبار سے جمع

۱ ـــــ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۝

اس آیت میں لفظ " مَنْ " کے لئے ایک جگہ بہ رعایت لفظ صیغہ واحد " یَقُوْلُ " لایا گیا ہے اور دوسری جگہ معنی کی رعایت کرتے ہوئے " هُمْ " ضمیر جمع لائی گئی ہے۔

آیت تطہیر [احزاب نمبر ۳۳] سے پہلے آیت نمبر ۳۱ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

۲ ـــــ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس میں بالاتفاق ازواج مطہراتؓ مراد ہیں۔ لیکن "مَنْ" کی رعایت سے "یَقْنُتْ" مذکر کا صیغہ استعمال ہوا۔ اصولاً اسے "مَنْ تَقْنُتْ" ہونا چاہیئے تھا۔

کلام عرب میں اگر مخاطب صرف عورتیں ہوں تو اظہارِ عظمت یا اظہارِ محبت کے طور پر مذکر کے صیغے اِستعمال ہوتے ہیں۔

۳ ـــــ امام قرطبی لکھتے ہیں کہ جب کسی سے پوچھا جائے "کَیْفَ أَھْلُکَ؟" أی امرأتُکَ و نِساءُکَ" کہ آپ کے گھر والے یعنی بیوی یا بیویاں کیسی ہیں؟ تو جواباً کہا جاتا ہے "ھُمْ بِخَیْرٍ" وہ بخیریت ہیں۔ یہاں ھُمْ جو مذکر کی ضمیر ہے مؤنث کے لئے استعمال ہوئی ہے۔

[تفسیر قرطبی ۱۴/۱۸۳]

۴ ـــــ آنحضرتؐ جب غارِ حراء سے واپس گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ کے علاوہ گھر میں کوئی مرد نہ تھا تو آپؐ نے سیدہ خدیجہؓ سے فرمایا "زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ" مجھے چادر اوڑھا دو۔ یہاں بھی مؤنث کے لئے جمع مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

۵ ـــــ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ازواجِ مطہراتؓ سے فرمایا۔ "فَقَالَ ھُوَ عَلَیْھَا صَدَقَةٌ وَ لَکُمْ ھَدِیَّةٌ فَکُلُوْہُ" یعنی وہ چیز [بریرہ] پر صدقہ ہے اور تمہارے لئے ہدیہ ہے پس تم اسے کھا سکتے ہو۔

اس قول میں مؤنث کے لئے مذکر کی ضمیر اور صیغہ استعمال کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶ ـــــ ایک دفعہ آنحضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا " هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْئٌ ؟ قَالَتْ لَا إِلَّا أَنَّ نُسَيْبَةَ بَعَثَتْ إِلَيْنَا " کہ تمہارے پاس [کھانے کے لئے] کوئی چیز ہے تو انہوں نے جواب دیا اور تو کوئی چیز نہیں مگر نسیبہ نے جو کچھ بھیجا ہے وہ موجود ہے۔

[صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ - باب اباحۃ الھدیۃ]

یہاں بھی سیدہ عائشہؓ کے لئے جمع مذکر کی ضمیر استعمال ہوئی۔

۷ ـــــ آنحضرتؐ نے ایک مخنث کے بارے میں ازواجِ مطہرات سے فرمایا۔ " لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُمْ " یہ آپ کے پاس نہ آیا کرے۔

یہاں مخاطب عورتیں تھیں لیکن آپؐ نے " عَلَيْكُنَّ " کی بجائے " علیکم " جمع مذکر کی ضمیر استعمال فرمائی۔

۸ ـــــ مرضِ وفات میں جب آپؐ تیز بخار میں مبتلا ہوئے تو ازواجِ مطہرات سے فرمایا " هَرِيقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ " [صحیح بخاری - باب مرض النبیؐ] کہ مجھ پر سات لبریز مشکیزے انڈیل دو۔

یہاں مخاطب عورتیں تھیں لیکن مؤنث کے صیغے " هَرِقْنَ " کی بجائے " هَرِيقُوا " جمع مذکر کا صیغہ استعمال کیا۔

۹ ـــــ آپؐ نے ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کی عیادت کرتے ہوئے ان سے پوچھا " كَيْفَ تِيكُمْ ؟ " آپ کا کیا حال ہے [جامع ترمذی]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں آپ نے حضرت عائشہؓ کے لئے جمع مذکر کی ضمیر استعمال کی۔

۱۰ ـــــ ایک شاعر اپنی محبوبہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔

فَاِنْ شِئْتِ حَرَّمْتُ النِّسَاءَ سِوَاكُمْ
وَاِنْ شِئْتِ لَمْ اَطْعَمْ نُقَاخًا وَلَا بَرْدًا

فَاِنْ تَنْكِحِيْ اَنْكِحْ وَاِنْ تَتَاَيَّمِيْ
وَاِنْ كُنْتُ اَفْتٰى مِنْكُمْ اَتَاَيَّمُ

ان دو شعروں میں شاعر نے مؤنث کے لئے دو بار جمع مذکر کی ضمیر "سِوَاكُمْ، مِنْكُمْ" استعمال کی ہے۔

۱۱ ـــــ اکثر اوقات ایک عورت کو تعظیماً جمع مذکر کے صیغہ سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ ایک آدمی اپنی اہلیہ کے بارے میں کہتا ہے "فَعَلُوْا كَذَا" انہوں نے ایسا کیا۔ اس سے مقصود اس کے پردے کا بلیغ اہتمام ہوتا ہے۔

یہاں بھی مؤنث کے لئے جمع مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

۱۲ ـــــ اہل تشیع نے بھی مؤنث سے خطاب کے لئے جمع مذکر کا صیغہ استعمال کرنے کو درست تسلیم کیا ہے۔ شیخ طوسی نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر ازواج مطہراتؓ سے فرمایا۔ "هَيِّئُوْا لِابْنَتِيْ وَابْنِ عَمِّيْ" میری بیٹی اور میرے چچا کے بیٹے کے لئے زفاف کی تیاری کرو۔

اس قول میں بھی مؤنث کے لئے مذکر کا صیغہ استعمال ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا مثالوں سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ اگر مخاطب صرف عورتیں ہوں تو اظہار عظمت ومحبت کے طور پر ان کے لئے مذکر کے صیغے استعمال ہوسکتے ہیں۔ آیت تطہیر میں مذکر کی ضمیریں استعمال کرنے کی وجہ لفظ "اھل" ہے۔ "اھل" چونکہ مذکر ہے۔ اس لئے اس کی رعایت سے مذکر کا صیغہ ہی لانا پڑے گا۔ قرآن مجید، حدیث اور کلام عرب میں جہاں بھی لفظ "اھل" استعمال ہوا ہے تو اس کے لئے جمع مذکر ہی کی ضمیر لائی گئی ہے۔ خواہ وہ واحد ہو، تثنیہ ہو، جمع ہو، مذکر ہو یا مؤنث ہو لفظ "اھل" کی رعایت سے ہمیشہ جمع مذکر ہی کی ضمیر آئے گی۔

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ:

وَالْوَجْهُ فِیْ تَذْکِیْرِ الْخِطَابِ فِیْ قَوْلِهٖ لِیُذْهِبَ عَنْکُمْ وَیُطَهِّرَکُمْ بِاعْتِبَارِ لَفْظِ الْاَهْلِ [تحفۃ الاحوذی جلد چہارم ص ۳۴۲]

اللہ تعالیٰ کے قول لِیُذْهِبَ عَنْکُمْ وَیُطَهِّرَکُمْ میں بصیغہ تذکیر خطاب کی وجہ لفظ "اھل" ہے۔ [اور لفظ اہل مذکر ہے]

امام ابو عبداللہ قرطبی لکھتے ہیں کہ:

وَالصَّحِیْحُ اَنَّ قَوْلَهٗ "وَاذْکُرْنَ" مَنْسُوْقٌ عَلٰی مَا قَبْلَهٗ وَقَالَ "عَنْکُمْ" لِقَوْلِهٖ "اَهْلَ" فَالْاَهْلُ مُذَکَّرٌ [تفسیر قرطبی ص ۱۸۳/۱۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بات یہ ہے کہ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِیْ بُيُوْتِكُنَّ ماقبل سے متصل ہے اور لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ میں عَنْكُمْ ضمیر مذکر لانے کی وجہ لفظ "اھل" ہے۔ اور اہل مذکر ہے۔

علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ:

وَاَوْرَدَ ضَمِيْرَ جَمْعِ الْمُذَكَّرِ فِیْ [عَنْكُمْ وَ يُطَهِّرَكُمْ] رِعَايَةً لِلَفْظِ الْاَهْلِ، وَالْعَرَبُ كَثِيْرًا مَّا يَسْتَعْمِلُوْنَ صِيَغَ الْمُذَكَّرِ فِیْ مِثْلِ ذٰلِكَ رِعَايَةً لِلَّفْظِ.... وَلَعَلَّ اعْتِبَارَ التَّذْكِيْرِ هُنَا اَدْخَلُ فِی التَّعْظِيْمِ. وَقِيْلَ الْمُرَادُ هُوَ صلی الله عليه وسلم وَنِسَاءُهُ الْمُطَهَّرَاتُ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ، وَضَمِيْرُ جَمْعِ الْمُذَكَّرِ لِتَغْلِيْبِهٖ عليه الصلاة والسلام عَلَيْهِنَّ

[روح المعانی ص ۱۳ ج ۲۲]

یہاں جمع مذکر کی ضمیر لفظ اہل کی رعایت کی وجہ سے وارد ہوئی ہے اور عرب ایسے مواقع پر کثرت کے ساتھ لفظ کی رعایت کرتے ہوئے مذکر کے صیغے استعمال کرتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "اہلبیت" میں چونکہ آنحضرت ﷺ بھی داخل ہیں اس لئے تغلیباً مذکر کی ضمیر استعمال ہوئی ہے لفظ "اھل" کی رعایت سے مذکر کے صیغوں کے استعمال کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ ـــــ وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا [طٰهٰ پ ۱۶ آیت ۹،۱۰]

یہاں اہل سے مراد حضرت موسیٰ کی بیوی ہے لیکن ان کے لئے "امکثوا" جمع مذکر کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

۲ ـــــ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖ اِنِّيْ اٰنَسْتُ نَارًا ط سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ [النمل پ ۱۹ آیت ۷]

یہاں بھی "اہل" کی رعایت سے تین بار مذکر کے صیغے [ساٰتیکم، او اٰتیکم، تصطلون] استعمال ہوئے ہیں۔

۳ ـــــ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ [القصص پ ۲۰ آیت ۲۹]

اس آیت میں "اہل" کی رعایت سے حضرت موسیٰ کی بیوی کے لئے تین صیغے [امکثوا، اٰتیکم، تصطلون] جمع مذکر کے صیغے استعمال ہوئے ہیں۔

۴ ـــــ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ۔۔۔

[سورہ ھود پ ۱۲ آیت ۷۳]

اس آیت میں فرشتے حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سیدہ سارہ سے مخاطب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور واحد مؤنث حاضر کے صیغے سے مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ۔ کیا تو اللہ کے حکم میں تعجب کرتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسی جملے میں جب لفظ اہل بیت سے مخاطب کرتے ہیں تو اسی وقت صیغہ بدل جاتا ہے۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ۔ عَلَيْكِ نہیں فرمایا بلکہ مؤنث [بیوی] کے لئے جمع مذکر کی ضمیر ہی استعمال کی ہے۔

۵ــــ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ ۝

[القصص ۲۰ - آیت ۱۲]

اس آیت میں اہل بیت سے عمران کی بیوی [ام موسیٰ] مراد ہیں۔ لیکن ان کے لئے " اہل " کی رعایت سے " یَكْفُلُوْنَ " صیغہ جمع مذکر اور " هُمْ " ضمیر جمع مذکر استعمال ہوئی ہے۔

۶ــــ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

[الاحزاب ۲۲ - آیت ۳۳]

اسی طرح اس زیر بحث آیت میں بھی " اہل بیت " سے مراد ازواج مطہرات ہیں لیکن لفظ " اہل " کی رعایت سے [عنکم، یطھرکم] جمع مذکر کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔

۷ــــ قرآن مجید میں " اہل " کے ذکر کے بغیر بھی مؤنث کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع مذکر کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِيْنَ ۝

[یوسف پ ۱۲ آیت ۲۹]

اس آیت میں خاطئین جمع مذکر ہے جو زلیخا کے لئے استعمال ہوا ہے

۸ ــــ آنحضرتؐ سیدہ زینبؓ بنت جحش کے ساتھ شادی کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے گھر تشریف لائے تو فرمایا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ"

[صحیح بخاری]

یہاں "اہل" کی رعایت سے جمع مذکر کی ضمیر "علیکم" استعمال ہوئی ہے۔

۹ ــــ مُلّا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ:

آنحضرتؐ حضرت خدیجہؓ کو ان الفاظ سے سلام کیا کرتے تھے۔
"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ" [حیات القلوب]

یہاں بھی مؤنث کے لئے جمع مذکر کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔

۱۰ ــــ شیخ اکبر ابن عربی کی طرف منسوب اشعار میں "اہلبیت" کا استعمال:

فَلَا تَعْدِلْ بِاَهْلِ الْبَيْتِ خَلْقًا
فَاَهْلُ الْبَيْتِ هُمْ اَهْلُ السِّيَادَةِ
فَبُغْضُهُمْ مِنَ الْاِنْسَانِ خُسْرٌ
حَقِيْقِيٌّ وَحُبُّهُمْ عِبَادَةٌ !!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اشعار میں "اہل" کی رعایت سے جمع مذکر کی ضمیر "ھُم" تین مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔

۱۱ ـــــ امام شافعی کی طرف منسوب اشعار میں "اہل بیت" کا استعمال

يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ حُبُّكُمْ
فَرْضٌ مِّنَ اللهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ
كَفَاكُمْ مِّنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ أَنَّكُمْ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهُ

یہاں بھی ان اشعار میں لفظ "اہل" کی رعایت سے جمع مذکر کی ضمیر "کُم" چار مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔

الغرض قرآن مجید، حدیث اور کلامِ عرب سے پیش کردہ مذکورہ بالا ناقابلِ تردید دلائل سے یہ ثابت ہو گیا کہ:

۱ ـــــ ایک یا زیادہ عورتوں کو اظہارِ عظمت و محبت کے طور پر مذکر کے صیغے سے مخاطب کیا جا سکتا ہے۔

۲ ـــــ لفظ "اہل" چونکہ مذکر ہے اس لئے اس کی رعایت سے ہمیشہ جمع مذکر ہی کی ضمیر یا صیغہ استعمال ہوگا۔ خواہ مخاطب واحد ہو، تثنیہ ہو، جمع ہو، مذکر ہو یا مؤنث ہو۔

۳ ـــــ "اہل بیت" کی ترکیب پورے قرآن میں تین مرتبہ استعمال ہوئی ہے اور تینوں مقامات پر مخاطب عورتیں ہیں اور ان مواقع پر بھی "اہل" کے لفظ کی رعایت سے جمع مذکر کی ضمیریں اور صیغے ہی استعمال ہوئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز از روئے لغت، حدیث اور قرآن مجید یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ "اہل بیت" کے لفظ کی مدلولِ حقیقی صرف ازواج مطہراتؓ یعنی اُمّہات المومنینؓ ہیں۔ [اہل بیت رسول کون ص ۲۹۹]

اہل البیت کا مفہوم

یہ دو لفظوں سے مرکب ہے۔ اہل اور بیت

"اہل" کی اضافت جب گھر یا آدمی کی طرف کی جائے تو اس سے مراد اس کی بیوی ہوتی ہے۔ جیسے اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَھْلِہٖ جب موسیٰؑ نے اپنی بیوی سے کہا۔ وَسَارَ بِاَھْلِہٖ اپنی بیوی کو لے کر چلے۔ مَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ بِاَھْلِكَ سُوْءً جو بری بیوی کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے اس کی کیا سزا ہے؟ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ اور جب آپؐ اپنی گھر والی کے پاس سے نکلے۔ اور وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا [الحدیث] اللہ کی قسم میں اپنی بیوی کے بارے میں خیر کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا۔ اَھْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا آپؐ کی بیوی کے بارے میں ہم خیر کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے۔ اور کَیْفَ وَجَدْتَ اَھْلَكَ آپؐ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟

"البیت" اصل میں بیت کے معنیٰ النسان کے رات کے ٹھکانے کے ہیں۔ کیونکہ بَاتَ کا لفظ رات کو کسی جگہ اقامت کرنے پر بولا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ لیکن اس کے بعد یہ لفظ مطلق مسکن اور مکان کے معنوں میں استعمال ہونے لگا ہے۔ عام اس سے کہ وہ مٹی یا پتھر سے بنایا گیا ہو یا اون اور بالوں سے

[مفردات القرآن ص ۱۳۴]

بیت النبیؐ سے مراد آنحضرتؐ کے وہ گھر ہیں جن میں آپؐ ازواج مطہرات کے ہمراہ رہائش پذیر تھے۔ "اہل" کی "البیت" کی طرف اضافت کرنے سے اس کا معنی ہوگا۔ گھر والے۔ چونکہ گھر سے بیوی کو خاص تعلق ہوتا ہے اس لئے اسے اہل بیت یعنی گھر والی کہا جاتا ہے۔ لفظ اہل بیت ہر زبان میں بیوی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ فارسی میں اہل خانہ بیوی کو کہا جاتا ہے۔ ہندی میں گھر والی کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ روزمرہ کی بول چال میں بھی بیوی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ "گھر سے کیسے ہیں"؟ یا گھر سے گھر میں سلام"۔ جب کسی کی شادی ہوتی ہے تو عربی میں کہتے ہیں "تَاَهَّلَ فُلَانٌ" فلاں گھر والا یا بیوی والا ہوگیا۔ اردو میں یوں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے گھر بسا لیا یا لڑکی اپنے گھر کی ہوگئی۔ کیونکہ ماں باپ کا گھر اس کا اصلی گھر نہیں ہوتا۔ اس کا اصل گھر وہ ہوتا ہے جہاں وہ شوہر کے ساتھ رہتی ہے۔ جو اس کی زندگی کا محور و مرکز ہوتا ہے۔ جب بیٹی کی شادی ہوگئی تو اب یہ اپنے شوہر کی اہل بیت ہوگئی۔ اور بیٹی کی اولاد [نواسے، نواسیاں] اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب ہوں گی۔ یہاں تک کہ نواسوں کی ذات قوم بھی بدل جاتی ہے۔ اگر ایک سید یا قریشی کی لڑکی غیر سید یا غیر قریشی کے ساتھ بیاہی گئی تو اس کی اولاد سید یا قریشی نہیں کہلائے گی۔ آنحضرتؐ کے جو نواسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواسیاں [از بطن سیدہ زینبؓ و سیدہ رقیہؓ] یا حضرت ابو العاصؓ اور حضرت عثمانؓ سے پیدا ہوئے وہ اموی کہلاتے ہیں نہ کہ ہاشمی کیونکہ ان کے والد کا تعلق بنو امیہ سے تھا۔ لہذا اہل بیت نبیؐ سے مراد اصلاً و حقیقتاً ازواجِ مطہراتؓ ہیں اور قرآن سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ صرف مجازاً، تبعاً و فرعاً اولاد، اقارب اور متبعین پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ آپؐ کے صاحبزادے تو بچپن ہی میں انتقال کر گئے اور صاحبزادیاں بالغ ہوئیں اور شادی کے بعد اپنے شوہروں کے گھروں میں منتقل ہو گئیں تو اس طرح سیدہ زینبؓ اہل بیت ابی العاصؓ ہیں۔ سیدہ رقیہؓ و سیدہ ام کلثومؓ اہل بیت عثمانؓ اور سیدہ فاطمہؓ اہلِ بیت علیؓ ہیں۔ کیونکہ ان کے لئے گھروں کی فراہمی کی ذمہ داری ان کے شوہروں پر ہی عائد ہوتی ہے۔ شرعاً ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کو نان و نفقہ اور رہنے کے لئے مکان دے۔ بیٹیوں کے لئے نکاح کے بعد نان و نفقہ اور مکان شرعاً باپ کے ذمہ فرض نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص جس مکان میں ہمیشہ رہنے والا ہوتا ہے وہی اس کا "اہل" کہلاتا ہے نہ کہ وہ شخص جو بطور مہمان چند دن کے لئے کسی کے گھر رہے۔ مثلاً اہل مصر اس شخص کو کہیں گے جو مصر میں مستقل رہائش پذیر ہو وہ نہیں جو تفریح یا تعلیم کے لئے وہاں عارضی طور پر گیا ہو۔ اسی طرح اہل بیت اس کو کہیں گے جو ہمیشہ کے لئے اس گھر کا رہنے والا ہو اور ہمیشہ کے لئے کسی کے بیت [گھر] میں رہنے والا اس کی بیوی کے علاوہ رسماً و عادتاً و شرعاً اور کوئی نہیں ہے لہذا بیویوں کے علاوہ اہل بیت کا حقیقی و اصلی مصداق کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک بیت النبیؐ یا بیوت النبیؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تعلق ہے وہ آنحضرتؐ نے اپنی ازواجِ مطہراتؓ کی مستقل سکونت کے لئے تعمیر فرمائے۔ ہر زوجہ مطہرہ کے لئے علیحدہ بیت کا اہتمام کیا تو اس طرح ہر زوجہ مطہرہ اہلِ بیت نبیؐ کی حقیقی مصداق ہو گئیں۔ کیونکہ جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اہل بیت کا لفظ بنیادی طور پر اور حقیقت کے اعتبار سے بیوی کے لئے مستعمل ہے مگر تبعاً، فرعاً اور مجازاً وہ اولاد بھی جو اس وقت والدین کے ساتھ رہائش پذیر ہو اہل بیت میں شامل سمجھی جائے گی۔ اس لئے کہ بیوی اصالۃً اہل بیت ہے اور اولاد فرعاً۔ ان دونوں کا فرق یہ ہے کہ فرع کے بغیر اصل کا وجود ہو سکتا ہے لیکن اصل کے بغیر فرع کا تصور بھی ناممکن ہے۔ اولاد کے بغیر بیوی کا وجود ہو سکتا ہے لیکن بیوی کے بغیر اولاد ممکن نہیں۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ جس آیت تطہیر کی رو سے "اہل بیت" کی اصطلاح مشہور ہوئی اس کے نزول کے وقت یا نزول کے بعد آنحضرتؐ کے صرف ایک صاحبزادے جناب ابراہیمؓ موجود تھے جو بعمر اٹھارہ ماہ فوت ہوئے اور صاحبزادیوں میں تو اس وقت کوئی بھی بیت النبیؐ میں رہائش پذیر نہیں تھی۔ یہ سب ہی شادی کے بعد اپنے اپنے شوہر کے گھر منتقل ہو گئی تھیں اور موت تک حضرت ابوالعاصؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے گھروں کو ہی رونق بخشی اور ان ہی گھروں سے ان کے جنازے اٹھائے گئے۔ اگر سیدہ فاطمہؓ مجازاً اہل بیت نبیؐ میں شامل ہیں تو ان کی دوسری بہنوں کے لئے اس بیت النبیؐ کے دروازے کو کون بند کر سکتا ہے؟ اسی طرح اگر حضرت علیؓ پر مجازاً اہل بیت کا اطلاق ہو سکتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو آپؐ کے دوسرے دامادوں حضرت ابوالعاصؓ اور حضرت عثمانؓ پر اس کا اطلاق کیوں نہیں ہوسکتا؟ اگر حضرات حسنینؓ مجازاً اہل بیت ہیں تو علیؓ بن ابی العاصؓ اور عبداللہ بن عثمانؓ کیوں اہل بیت نہیں؟ اگر سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ زینبؓ دختران علیؓ اہل بیت میں شامل ہیں تو اُمامہؓ بنت ابی العاصؓ کو کیوں خارج کیا جاتا ہے؟

اگر "چار تن" اہل بیت ہیں تو جن ہستیوں کے لیے وہ گھر تعمیر ہوئے تھے جو مستقل طور پر ان گھروں میں مقیم رہیں جو مجازاً، فرعاً و تبعاً نہیں بلکہ اصلاً حقیقتہً اور قرآناً اہل بیت نبیؐ ہیں ان پر اس اصطلاح کا اطلاق کیوں نہیں کیا جاتا؟ قرآن مجید میں ازواج مطہراتؓ کے گھروں کو آنحضرتؐ کے گھر قرار دیا گیا اور یہ حکم دیا کہ لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ نبی کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہونا اور ان ہی کے گھروں کو "حجرات" کا بھی نام دیا گیا۔ [اس نام سے قرآن مجید میں ایک مستقل سورت بھی ہے] جن کے احترام کے پیش نظر باہر سے بلند آواز سے پکارنے کی بھی ممانعت کردی گئی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ [الحجرات پ۲۶ آیت۴]

اس کے برعکس اہل تشیع بیت النبیؐ اور بیوت النبیؐ میں فرق کرتے ہوئے ازواج مطہرات کو اہل بیت نبیؐ سے خارج قرار دے رہے ہیں۔ ایک شیعہ محقق ناصر حسین فیض آبادی [ناروال] لکھتا ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازواج النبیؐ اہل بیت نہیں ہیں بلکہ اہل البیوت ہیں۔ آیت تطہیر میں اہل البیت خاص بیت کا ذکر ہے۔ ایک خاص بیت صرف قرآن میں اہل بیت نبیؐ کے لئے استعمال ہوا ہے وہ خاص بیت جناب سیدہ طاہرہ کا ہے جس کا دروازہ صحن مسجد کا حصہ ہے۔ ازواج کی وجہ سے نبیؐ بھی گھروں والے تھے۔ نبیؐ کے لئے بھی بیوت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ سند تطہیر الرجس سے پاک اہل البیت خاص گھر والے ہیں۔ ازواج نبیؐ کسی حیثیت سے صاحب تطہیر نہیں ہیں۔ کیونکہ ان میں رجس ہے ازواج النبیؐ میں رجس واضح ہے۔

[دعوت غور و فکر متعلق اہلبیت پنجتن ص ۲۸۔ ادارہ درس عمل اندرون موچی گیٹ لاہور]

اس ظالم محقق نے ازواجِ مطہرات کے ساتھ بغض کی بنا پر سید الانبیاء کو بھی رجس سے آلودہ بیت اور ناپاک گھر کا رہائش پذیر کہہ دیا کیونکہ نبیؐ کے تو وہی گھر ہیں جن میں ازواجِ مطہراتؓ کی اقامت ہے اور نبیؐ ان میں باری باری قیام فرماتے ہیں سرورِ کائنات اور ازواج مطہراتؓ کی شان میں گستاخی مذکورہ عبارت سے واضح ہے۔

دراصل اہل بیت کا لفظ اسم جنس ہے جس کا اطلاق قلیل و کثیر پر ہوتا ہے۔ آیت تطہیر میں تمام گھروں کو بوجہ حضورؐ کے ایک گھر سمجھا گیا تو اہل بیت فرمایا اور جب گھر ہر زوجہ مطہرہ کا ہے تو اضافت ازواج مطہرات کی طرف کر دی "فی بیوتکن" ظاہر ہے کہ ہر بیوی کا گھر دراصل حضورؐ ہی کا گھر ہے تو اس طرح تمام بیویوں کے گھروں کو حضورؐ کے گھر قرار دے دیا گیا "لاتدخلوا بیوت النبی" [اہل بیت رسول کون ؟ ص ۲۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ آپؐ کی آل اور اہلِ بیت میں ازواجِ مطہراتؓ سب سے پہلے داخل ہیں اس لئے ہم نمبردار اپنی ان مقدس ماؤں کا ذکر کرتے ہیں۔

ازواجِ مطہراتؓ کی تعداد اور ترتیبِ نکاح

آپؐ کی ازواجِ مطہراتؓ گیارہ تھیں جن میں سے دو نے آپؐ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی انتقال کیا ایک حضرت خدیجہؓ دوسری حضرت زینبؓ بنت خزیمہ اور نو بیبیاں حضورؐ کی وفات کے وقت موجود تھیں۔ اور یہ باجماع صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ اُمت کے لئے چار سے زائد عورتیں ایک وقت بصورتِ نکاح جمع کرنا جائز نہیں اس خصوصیت کی بعض وجوہ آگے آئیں گی۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مَا تَزَوَّجْتُ شَيْئًا مِّنْ نِّسَائِي وَلَا زَوَّجْتُ شَيْئًا مِّنْ بَنَاتِي إِلَّا بِوَحْيٍ جَاءَنِي بِهِ جِبْرَئِيْلُ عَنْ رَّبِّي عَزَّوَجَلَّ
[عیون الاثر ص ۳۰۰ ج ۲]

اُمّ المومنین خدیجہ بنت خُویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بالاجماع آپؐ کی پہلی بیوی ہیں اور بالاجماع پہلی مسلمان ہیں کوئی مرد اور عورت اسلام لانے میں آپؐ سے مقدم نہیں۔ حضرت خدیجہ قبیلہ قریش سے تھیں والد کا نام خُویلد اور ماں کا نام فاطمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنت زائدہ تھا۔ سلسلہ نسب قریش تک اس طرح پہنچتا ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ قصی پر پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔ [الاصابہ ص ۲۸۱ ج ۴]

چونکہ حضرت خدیجہؓ جاہلیت کے رسم ورواج سے پاک تھیں اس لئے بعثت نبویؐ سے پیشتر وہ طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں۔

آپ کا پہلا نکاح ابوہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا۔ جن سے ہند اور ہالہ دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ہند اور ہالہ دونوں مشرف باسلام ہوئے دونوں صحابی ہیں۔ ہند بن ابی ہالہ نہایت فصیح وبلیغ تھے۔ حلیۂ نبویؐ کے متعلق مفصل روایت انہی سے مروی ہے۔

ابوہالہ کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ مخزومی کے نکاح میں آئیں جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ہند تھا۔ ہند بھی اسلام لائیں اور صحابیت کے شرف سے مشرف ہوئیں۔ مگر ان سے کوئی روایت منقول نہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد عتیق کا بھی انتقال ہوگیا اور حضرت خدیجہ پھر بیوہ کی بیوہ رہ گئیں۔

[زرقانی ص ۲۲۰ ج ۳]

نفیسہ بنت منیہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ بڑی شریف اور مال دار عورت تھیں۔ جب بیوہ ہوگئیں تو قریش کا ہر شریف آدمی ان سے نکاح کا متمنی تھا۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کا مال تجارت لے کر سفر میں گئے اور عظیم نفع کے ساتھ واپس ہوئے تو حضرت خدیجہ آپؐ کی طرف راغب ہوئیں اور مجھے آپؐ کا عندیہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ میں آپؐ سے آکر ملی اور کہا کہ آپؐ کو نکاح سے کیا چیز مانع ہے آپؐ نے فرمایا میرے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ میں نے کہا اگر آپ اس فکر سے کفایت کئے جائیں اور مال و جمال اور کفایت کی طرف آپؐ کو دعوت دی جائے پھر تو کوئی عذر نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا وہ کون ہے۔ میں نے کہا خدیجہ آپ نے قبول کیا۔ [الاصابہ ص ۲۸۲ ج ۴]

اصل وجہ یہ ہے کہ جوں جوں زمانہ نبوت اور بعثت کا قریب ہوتا جاتا تھا اسی قدر آپ کی کرامتیں اور آپ کے ظہور کی بشارتیں ظاہر ہوتی جاتی تھیں کبھی علمائے توریت اور انجیل کی زبان سے اور کبھی کاہنوں سے اور کبھی ہواتف اور غیبی آوازوں سے توریت اور انجیل کا جو عالم آپ کو دیکھتا تھا یہی کہتا کہ یہی نونہال اور یہی نوجوان وہ پیغمبر آخر الزماں ہونے والا ہے جس کی حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے پیشین گوئی کی ہے۔

حضرت خدیجہؓ کو ان واقعات کا خوب علم تھا۔ ابھی اپنے غلام میسرہ سے سفرِ شام کے واقعات اور راہب کا قصہ سن چکی تھیں۔ بحیرا راہب کا قصہ اس سے پیشتر پیش آچکا تھا۔ ادھر ان کے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل توریت و انجیل کے زبردست عالم تھے۔ نبی آخر الزماں کے ظہور کے منتظر تھے۔ ان واقعات کی وجہ سے حضرت خدیجہ کے دل میں آپ سے نکاح کا شوق پیدا ہوا۔ اور اسی اثناء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ جاہلیت کی ایک عید میں مکہ کی عورتیں جمع ہوئیں ان میں حضرت خدیجہ بھی تھیں۔ دیکھتی کیا ہیں کہ یکایک ایک شخص نمودار ہوا اور باآواز بلند یہ ندا دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهٗ سَیَکُوْنُ فِیْ بَلَدِکُنَّ نَبِیٌّ یُقَالُ لَهٗ اَحْمَدُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُنَّ اَنْ تَکُوْنَ زَوْجَةً لَّهٗ فَلْتَفْعَلْ فَحَصَبْتُهٗ اِلَّا خَدِیْجَةَ فَاَغْضَتْ عَلٰی قَوْلِهٖ۔ رَوَاهُ الْمَدَائِنِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ

[زُرقانی ص ۲۲۰ ج ۳]

اے عورتو! تمہارے شہر میں عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا جس کا نام احمد ہوگا۔ جو عورت تم میں سے اس کی بیوی بن سکے تو وہ اس کو ضرور کر گذرے۔ سب عورتوں نے اس ندا دینے والے کو سنگریزے مارے مگر حضرت خدیجہؓ نے کوئی سنگریزہ نہیں مارا۔ بلکہ سن کر خاموش ہوگئیں۔

حضرت خدیجہ کا قلب پہلے ہی سے اس سعادت کے حصول میں تمناؤں اور آرزوؤں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا مگر اس ہاتفِ غیبی کی آواز نے اور آتشِ شوق کو بھڑکا دیا۔

ابن اسحٰق کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ جب سفر شام سے واپس آئے اور تمام حالات و واقعات اور نسطورا راہب کی گفتگو بیان کی تو حضرت خدیجہؓ نے سن کر یہ فرمایا۔ اِنْ کَانَ مَا قَالَ الْیَھُوْدِیُّ حَقًّا مَا ذَاکَ اِلَّا ھٰذَا۔ اگر اس یہودی کاہن کی بات سچی ہے تو پھر اس کا مصداق آپ ہی ہیں۔ [زُرقانی ص ۲۰۰ ج ۱]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید میں عورتوں کے جمع ہونے کا واقعہ میسرہ کی واپسی سے بیشتر کا ہے۔ حضرت خدیجہ کا نام طاہرہ رکھا نہیں گیا۔ بلکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منجانب اللہ لوگوں سے ان کو طاہرہ کہلوایا گیا تھا۔ تاکہ ان کی طہارت و نزاہت مشہور ہو جائے۔ جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امین کہلوایا گیا تاکہ آپ کی امانت اور دیانت مسلّم ہو جائے اور کسی کو اس میں کلام کی گنجائش نہ رہے۔ ایسے ہی موقع کے لئے کہا گیا ہے کہ زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ چونکہ حضرت خدیجہ اپنے زمانہ کی مریم تھیں اس لئے حضرت مریم کی طرح ان کو بھی وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ سے خاص حصّہ ملا اور طاہرہ کے نام سے مشہور ہوئیں۔ اب ظاہر ہے کہ ایسی طاہرہ اور مطہرہ خاتون کا میلان کسی طاہر اور مطہر ہی کی طرف ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور اس سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے۔

اَلطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ

سب کو معلوم ہے کہ نبوت و رسالت کوئی بادشاہت نہیں۔ دنیا کی عیش و عشرت سے اسے ذرہ برابر تعلق نہیں۔ درہم و دینار کی یہ مجال نہیں کہ پیغمبر کے گھر میں کوئی شب گذار سکے۔ اِلّا یہ کہ کسی قرض خواہ کے انتظار میں ایک آدھی شب ٹھہر جائے۔ اگر مانند شبے دیگر نمی ماند ہفتے اور مہینے گذر جائیں کہ دن میں چولہا نہ سلگے اور راتیں گذر جائیں کہ گھر میں چراغ روشن نہ ہو اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ مال و دولت عیش و عشرت زر اور زیور کی محبّت عورتوں کی فطرت میں داخل ہے۔

مگر بایں ہمہ حضرت خدیجہؓ کا تمام اشراف اور رؤسا مکّہ کو باوجود ان کی تمنّا اور آرزو کے چھوڑ کر آنحضرتؐ کی طرف مائل ہونا آپ کی طہارت اور

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزاہت کی روشن دلیل ہے اور اسی سے حضرت خدیجہ کے فہم اور فراست کا اندازہ ہو سکتا ہے پیغمبر کی زوجیت کی خواہش اور تمنا کرنا معمولی عقل کا کام نہیں؛ انتہائی دور بین اور دور اندیش عقل اس تمنا پر آمادہ کر سکتی ہے۔ کیونکہ عقل بتلاتی ہے کہ پیغمبر کی زوجیت میں جانے کے لئے یہ شرط ہے کہ دنیا سے ہاتھ دھوئے اور فقر و فاقہ کے لحاف اور بچھونے کو کمخواب اور زربفت کے لحاف بچھونے سے زیادہ بہتر سمجھے۔ پیغمبر کی زوجیت کی تمنا فقر و فاقہ کی تمنا ہے اور مصائب و آلام کو دعوت دینا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ مرنے کے بعد میرا مال اعقل الناس (سب سے زیادہ عاقل اور سمجھدار) کو دیا جائے تو مرنے کے بعد اس شخص کو دیا جائے کہ جو دنیا میں سب سے زیادہ زاہد ہو

[کذا فی تنبیہ المغترین للشعرانی ص ۵۰]

اس لئے کہ سب سے زیادہ عاقل وہی ہے کہ جو فانی کو چھوڑ کر باقی کو اختیار کرے اس سے زیادہ کون احمق ہوگا کہ جس نے آخرت کی لازوال نعمتوں کو دے کر ایک جیفہ اور مردار کو خرید لیا ہو

فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

حضرت خدیجہؓ نے یہ سب جان بوجھ کر اور خوب سوچ سمجھ کر اپنی طرف سے پیام کی ابتداء کی۔ اور رؤسا مکہ کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا۔ بھلا جس مبارک خاتون نے دنیا ہی کے ٹھکرانے کا عزم بالجزم کر لیا ہو تو وہ ابناء دنیا کو کہاں نظر میں لا سکتی ہے جب مال ہی سے کوئی علاقہ نہیں رہا تو پھر اس کے فرزندوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کیا علاقہ کسی شریف اور رئیس کی ثروت اس خاتون کو اپنی طرف کب مائل کر سکتی ہے کہ جو اپنی ہی دولت کو خدا کی راہ میں لٹانے کے لئے تیار بیٹھی ہو۔

آپؐ نے اپنے شفیق چچا ابوطالب کے مشورہ سے اس پیام کو قبول کیا حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد کا پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن ان کے چچا عمر بن اسد نکاح کے وقت زندہ تھے وہ اس تقریب میں شریک ہوئے تاریخ معین پر ابوطالب مع اعیانِ خاندان کے جن میں حمزہ بھی تھے حضرت خدیجہ کے مکان پر آئے اور شادی کی رسم ادا ہوئی۔ ابوطالب نے خطبۂ نکاح پڑھا اور پانچسو درہم مہر مقرر ہوا۔ [زرقانی ص ۲۲۰ ج ۳]

نکاح کے وقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال کی اور آنحضرت کی عمر ۲۵ سال تھی۔

مجلسِ عقد میں ورقہ بن نوفل بھی تھے ابوطالب جب خطبۂ نکاح سے فارغ ہوئے تو ورقہ بن نوفل نے مختصر سی تقریر کی جو زرقانی میں مذکور ہے۔

[زُرقانی ص ۲۲۱ ج ۳]

ولیمہ

بعض روایات میں مذکور ہے کہ ایجاب وقبول کے بعد حضرت خدیجہ نے ایک گائے ذبح کرائی اور کھانا پکوا کر مہمانوں کو کھلایا۔ [زُرقانی ص ۲۲۱ ج ۳]

الحاصل

حضرت خدیجہ کی تمنا اور آرزو کا ابتدائی مرحلہ طے ہوا لیکن منزل مقصود [یعنی بعثتِ نبوی] ابھی دور ہے اور امید و بیم کی کشمکش اور انتظار کی بے چینی ہنوز بدستور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس گئے۔ حضرت خدیجہؓ دیکھتے ہی آپؐ کو لپٹ گئیں اور سینہ سے لگا لیا۔ اور کہا

بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ وَاللّٰهِ مَا اَفْعَلُ هٰذَا لِشَیْءٍ وَ لٰكِنِّیْ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ اَنْتَ النَّبِیَّ الَّذِیْ سَتُبْعَثُ فَاِنْ تَكُنْ هُوَ فَاعْرِفْ حَقِّیْ وَ مَنْزِلَتِیْ وَادْعُ الْاِلٰهَ الَّذِیْ یَبْعَثُكَ لِیْ قَالَتْ. فَقَالَ لَهَا، وَاللّٰهِ لَئِنْ كُنْتُ اَنَا هُوَ قَدِ اصْطَنَعْتِ عِنْدِیْ مَالَا اُضِیْعُهٗ اَبَدًا وَاِنْ یَّكُنْ غَیْرِیْ فَاِنَّ الْاِلٰهَ الَّذِیْ تَصْنَعِیْنَ هٰذَا الْاَجَلَ لَا یُضَیِّعُكِ اَبَدًا

[فتح الباری ص ۱۰۰ ج ۷ باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ و فضلها]

"میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اس فعل سے میری کوئی غرض نہیں مگر یہ مجھ کو یہ امید ہے کہ شاید آپ ہی وہ نبی ہوں جو عنقریب مبعوث ہونے والے ہیں۔ پس اگر آپ ہی وہ نبی ہوئے تو بعثت کے بعد میرے حق کو یاد رکھیں اور جو خدا آپ کو نبوت سے سرفراز فرمائے اس سے میرے لئے دعا فرمائیں آپ نے جواب دیا اگر وہ نبی میں ہی ہوا تو جان لے کہ تو نے میرے ساتھ وہ احسان کیا ہے کہ جس کو میں کبھی نہیں بھول سکتا اور اگر میرے سوا کوئی اور ہوا تو سمجھ لے کہ جس خدا کے لئے تو یہ عمل کر رہی ہے وہ کبھی تیرے عمل کو ضائع نہ کرے گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبیر بن بکار راوی ہیں کہ حضرت خدیجہ بار بار ورقہ بن نوفل کے پاس جاتیں اور آپ کے متعلق دریافت کرتیں۔ ورقہ یہ جواب دیتے۔

مَا اُرَاهُ اِلَّا نَبِیَّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الَّذِیْ بَشَّرَ بِهٖ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی

"میرا گمان یہ ہے کہ یہ وہی نبی ہیں کہ جن کی حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خدیجہ نے ورقہ سے جا کر آپ کا حال بیان کیا تو ورقہ نے ایک قصیدہ کہا جس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

هٰذِیْ خَدِیْجَةُ تَأْتِیْنِیْ لِاُخْبِرَهَا
وَمَا لَنَا بِخَفِیِّ الْغَیْبِ مِنْ خَبَرٍ

بِاَنَّ اَحْمَدَ یَأْتِیْهِ فَیُخْبِرُهٗ
جِبْرِیْلُ اَنَّكَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْبَشَرِ

"یہ خدیجہ بار بار میرے پاس آتی ہے کہ میں اس کو خبر دوں اور مجھ کو غیب کی خبر نہیں کہ جبریل آپ کے پاس اللہ کا پیام لے کر آئیں گے کہ آپ لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔"

فَقُلْتُ عَلَی الَّذِیْ تُرَجِّیْنَ یُنْجِزُهٗ
لَكِ الْاِلٰهُ فَرَجِّی الْخَیْرَ وَانْتَظِرِیْ

ورقہ کہتے ہیں میں نے خدیجہؓ کو جواب دیا کہ عجب نہیں کہ جس کی تو امید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے اللہ اس کو پورا کرے تو اللہ سے خیر کی امید لگائے رکھ اور اس کی منتظر رہ [اصابہ ترجمہ ورقہ بن نوفل]

ورقہ کے یہ اشعار مستدرک میں بھی مذکور ہیں۔ حافظ ذہبی نے اس پر سکوت کیا ہے۔

ورقہ کے اور بھی قصائد ہیں جن سے ورقہ کے اشتیاق اور انتظار کا پتہ چلتا ہے۔ [الروض الانف ص ۱۲۵ ج ۱]

اولاد انہیں کے بطن سے آپؐ کے چار صاحبزادیاں زینبؓ ورقیہ اور ام کلثوم وفاطمہ اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اولاد ذکور صغر سنی ہی میں انتقال کر گئی البتہ صاحبزادیاں بڑی ہوئیں اور بیاہی گئیں۔

وفات جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہیں اس وقت تک آپ نے دوسرا عقد نہیں کیا سنہ۱۰ نبوی میں ہجرت سے تین سال پیشتر مکہ میں انتقال کیا اور حجون میں دفن ہوئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبر میں اتارا نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی۔ پچیس سال آپؐ کی زوجیت میں رہیں پینسٹھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

فضائل ومناقب ۱ ——— بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبریل امین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ خدیجہ آپ کے لئے کھانا لئے آ رہی ہیں جب آپ کے پاس آئیں تو ان کے پروردگار کی طرف سے اور پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری طرف سے ان کو سلام کہہ دیجئے اور ان کو جنت کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے جو ایک ہی موتی کا بنا ہوا ہوگا اور اس محل میں نہ کوئی شور و غل ہو گا اور نہ کسی قسم کی مشقت اور تکلیف ہو گی۔ یہ بخاری اور مسلم کی روایت تھی۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہ نے سُن کر یہ جواب دیا۔

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ وَعَلٰی جِبْرِیْلَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

وزاد ابن السنی من وجہٍ آخَرَ وَ عَلٰی مَنْ سَمِعَ السَّلَامَ اِلَّا الشَّیْطَان۔

"تحقیق اللہ تعالیٰ تو خود ہی قدوس اور سلام ہیں یعنی اللہ پر کیا سلام بھیجا جائے البتہ اے جبریل آپ پر سلام ہو اور یا رسول اللہ آپ پر بھی اللہ کا سلام ہو اور اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں (کہ جن کے سبب سے) مجھ پر یہ رحمتیں اور برکتیں نازل ہو رہی ہیں۔ ابن سُنّی کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے کہ اس پر بھی سلام ہو جو اس کو سن رہا ہو سوائے شیطان کے"۔

طلبۂ حدیث اگر اس حدیث کے لطائف و معارف معلوم کرنا چاہیں تو فتح الباری صفحہ ۱۰۵ جلد ۷ باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ و فضلھا اور زرقانی شرح مواہب صفحہ ۲۲۲ جلد ۳ کی مراجعت کریں۔ چونکہ ان لطائف و معارف کا تعلق عربیت اور بلاغت سے ہے اس لئے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا کسی کو سلام کہلا کر بھیجنا یہ وہ فضیلت اور منقبت ہے کہ جس میں حضرت خدیجہؓ کا کوئی شریک اور سہیم نہیں۔

۲ ــــــ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورتوں میں سب سے افضل یہ تین عورتیں ہیں حضرت خدیجہؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ان تین میں سے کون افضل ہے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ کی ایک مرفوع روایت سے یہ اشکال حل ہو جاتا ہے وہ روایت یہ ہے۔

سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ مَرْیَمُ، ثُمَّ فَاطِمَۃُ، ثُمَّ خَدِیْجَۃُ، ثُمَّ آسِیَۃُ، قَالَ: وَھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ یَرْفَعُ الْاِشْکَالَ

"تمام عالم کی عورتوں کی سردار مریمؑ ہیں پھر فاطمہ پھر خدیجہ اور پھر آسیہ امرأۃ فرعون ابن عبدالبر کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے جس سے اشکال اٹھ جاتا ہے"

تفصیل اگر درکار ہو تو زرقانی شرح مواہب اور فتح الباری اور تفسیر روح المعانی کی مراجعت کریں۔

[سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۸۲ ج ۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲

ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے کچھ روز بعد حضرت سودہؓ آپؐ کے نکاح میں آئیں یہ بھی اشراف قریش میں سے تھیں ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

سودہ بنتِ زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدِ وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لُوّیؒ [سیرۃ ابن ھشام وعیون الاثر]

لُوّی بن غالب پر پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلۂ نسب مل جاتا ہے والدہ کا نام شموس بنت قیس بن عمرو بن زید انصاریہ ہے۔

انصار میں سے قبیلہ بنی نجار کی تھیں۔ ابتداء نبوت میں مشرف باسلام ہوئیں پہلا نکاح ان کے چچازاد بھائی سکران بن عمرو سے ہوا۔ صحابہ نے جب دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کی تو سودہ اور سکران بھی ان مہاجرین میں تھے جب مکہ واپس ہوئے تو راستہ میں سکران کا انتقال ہو گیا ایک بیٹا عبدالرحمان نامی یادگار چھوڑا عبدالرحمان مشرف باسلام ہوئے اور جنگِ جلولا میں شہید ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ خدیجہؓ کے انتقال سے نہایت غمگین اور پریشان تھے۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بھائی تھے ان کی بیوی حضرت خولہؓ بنت حکیم ایک دن آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ کو خدیجہؓ کے نہ ہونے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریشان دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں بال بچوں کی پرورش اور گھر کا انتظام سب اسی سے تھا۔ خولہؓ نے کہا کیا میں آپؐ کے لئے کہیں پیغام نہ دوں آپؐ نے فرمایا مناسب ہے اور عورتیں ہی اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کس جگہ پیغام دینے کا خیال ہے۔ خولہؓ نے کہا اگر کنواری سے نکاح کرنا چاہیں تو آپؐ کے نزدیک تمام مخلوق میں جو سب سے زیادہ محبوب ہے اس کی بیٹی عائشہؓ سے نکاح فرمائیں اور اگر بیوہ سے چاہیں تو سودہؓ بنت زمعہ موجود ہے جو آپؐ پر ایمان لائی اور آپؐ کا اتباع کیا۔ آپؐ نے فرمایا دونوں جگہ پیام دے دو۔ خولہ اول سودہؓ کے پاس گئیں اور کہا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا پیام دے کر بھیجا ہے۔ سودہؓ نے کہا مجھ کو کوئی عذر نہیں۔ مگر میرے باپ سے اس کا تذکرہ کر لو۔ اور جاہلیت کے طریقہ پر ان کو سلام کرنا خولہ کہتی ہیں کہ میں ان کے باپ کے پاس پہنچی اور جاہلیت کے طریقہ پر " انعم صباحًا " کہا۔ پوچھا کون ہے! میں نے کہا خولہ ہوں۔ آپ نے مرحبا کہہ کر دریافت کیا کہ کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کا آپ کی بیٹی سے پیام لے کر آئی ہوں۔ آپ نے سن کر کہا ہاں بلیشک وہ شریف کفو ہیں لیکن معلوم نہیں کہ سودہؓ کی کیا رائے ہے میں نے کہا وہ بھی آمادہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آنحضرتؐ تشریف لے گئے اور نکاح پڑھا گیا۔

حضرت سودہؓ کے بھائی عبداللہ بن زمعہ کو جو اس وقت مشرف باسلام نہ ہوئے تھے جب ان کو اس کا علم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی۔ جب مشرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باسلام ہوئے تو اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوئے اور جب کبھی اس کا خیال آجاتا تو یہ کہتے کہ میں اس روز بڑا ہی نادان تھا کہ جس روز میں نے اپنے سر پر اس وجہ سے خاک ڈالی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بہن سے نکاح فرمایا۔ اس حدیث کو امام احمد نے سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔ سند اس کی حسن ہے۔ [زرقانی ص ۲۲۷ ج ۳]

چونکہ حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ کا نکاح قریب ہی ہوا ہے اس لئے علمائے سیر میں اختلاف ہے کہ کونسا نکاح پہلے ہوا۔ صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ حضرت سودہؓ کا نکاح پہلے ہوا اور چار سو درہم مہر قرار پایا [زرقانی ص ۲۲۷ ج ۳]

ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہؓ کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت سودہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اپنی زوجیت میں رہنے دیجئے میری تمنا یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ کو آپ کی ازواجؓ میں اٹھائے اور چونکہ میں بوڑھی ہو گئی ہوں اس لئے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو ہبہ کئے دیتی ہوں۔ آپؐ نے اس کو منظور فرمایا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے طلاق دے دی تھی بعد میں رجوع فرمایا۔

[الاصابہ ص ۳۳۸ ج ۴]

شکل وصورت

حضرت سودہؓ کا قد لانبا اور بدن بھاری تھا مزاج میں ظرافت تھی کبھی کبھی آنحضرتؐ کو ہنساتیں۔

ماہ ذی الحجہ ۲۳ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت عمرؓ کے اخیر زمانہ خلافت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وفات پائی ۔ "رواہ البخاری فی تاریخہ بسند صحیح"

بعض کہتے ہیں کہ ۵۴ھ میں وفات پائی۔ واقدی نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم [الاصابہ ص ۳۳۹ ج ۲ - سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۹۱ ج ۳]

۳

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابو بکرؓ کی صاحبزادی ہیں والدہ ماجدہ کا نام زینب اور ام رُومان کنیت[1] تھی۔ حضرت عائشہ کے خود کوئی اولاد نہیں ہوئی لیکن اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے نام سے ام عبداللہ اپنی کنیت رکھی۔ حضرت سودہؓ کے بعد یا متصل ماہ شوال سنہ ۱۰ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔

خولہ بنت حکیم نے آپ کی طرف سے جاکر پیام دیا [جیسا کہ پہلے گزرا] ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ مُطعِم بن عَدِیّ نے اپنے بیٹے جُبَیر سے عائشہ کا پیام دیا تھا جس کو میں منظور کر چکا ہوں۔

---

[1] ام رومان قدیم الاسلام ہیں اسلام لائیں اور آنحضرتؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور جب صدیق اکبر ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے تب ام رومان عبداللہ بن ابی بکر کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ گئیں۔ مشہور قول یہ ہے کہ ۶ھ میں وفات پائی اور آنحضرتؐ ان کی نعش کو اتارنے کے لئے قبر میں اترے اور ام رومان کیلئے دعائے مغفرت کی۔ تفصیل کے لئے اصابہ ص ۴۵۰ ج ۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰہِ مَا اَخْلَفَ اَبُوْبَکْرٍ وَعْدًا قَطُّ

"اور خدا کی قسم ابو بکر نے کبھی کوئی وعدہ خلافی نہیں کی۔"

ابو بکر صدیق یہ کہہ کر سیدھے مطعم کے گھر پہنچے اور مُطعم سے مخاطب ہو کر کہا کہ نکاح کے متعلق کیا خیال ہے۔ مُطعم کی بیوی بھی سامنے تھی مُطعِم نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے مُطعم کی بیوی نے ابو بکرؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارے یہاں نکاح کرنے سے مجھ کو قوی اندیشہ ہے کہ کہیں میرا بچہ صابی یعنی بے دین نہ ہو جائے اور اپنا آبائی دین چھوڑ کر تمہارے دین میں نہ داخل ہو جائے۔ ابو بکر صدیق مطعم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے مطعم تم کیا کہتے ہو۔ مُطعم نے کہا میری بیوی نے جو کہا وہ آپ نے سُن لیا۔ جس عنوان سے مطعم اور اس کی بیوی نے متفقہ طور پر انکار کیا ابو بکرؓ اس کو سمجھ گئے اور یہ محسوس کر لیا کہ وعدہ کی ذمہ داری اب مجھ پر باقی نہیں رہی۔ ابو بکرؓ وہاں سے اُٹھ کر گھر آئے اور خولہ سے کہہ دیا کہ مجھ کو منظور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت چاہیں تشریف لے آئیں۔ چنانچہ آپؐ تشریف لائے اور نکاح پڑھا گیا۔ چار سو درہم مہر مقرر ہوا۔

ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال سنہ ۱۰ نبوی میں نکاح ہوا آپ کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ ہجرت کے سات آٹھ مہینہ بعد شوال ہی کے مہینہ میں رخصتی اور عروسی کی رسم ادا ہوئی اس وقت آپ کی عمر نو سال اور کچھ ماہ کی تھی۔ ۹ سال آنحضرتؐ کی زوجیت میں رہیں۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ اڑتالیس سال آپؐ کے بعد زندہ رہیں۔ اور ۵۸ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور وصیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق دیگر ازواجِ مطہراتؓ کے پہلو میں رات کے وقت بقیع میں دفن ہوئیں وفات کے وقت ۶۶ سال کی عمر تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ قاسم بن محمد اور عبداللہ بن عبدالرحمان اور عبداللہ بن ابی عتیق اور حضرت زبیر کے دونوں صاحبزادے عُروہ اور عبداللہ ان لوگوں نے آپ کو قبر میں اتارا۔ [زُرقانی ص ۲۲۹ ج ۳]

ابوسعید خدریؓ کی روایت قریب میں گذر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کسی عورت سے اس وقت تک نکاح نہیں کیا جب تک جبریلِ امین اللہ عزوجل کی طرف سے وحی لے کر نہ آگئے ہوں چنانچہ عائشہ صدیقہ کے نکاح میں بھی یہی صورت ہوئی۔ جامع ترمذی میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اللہ عزوجل نے آپ کا نکاح ابوبکر کی بیٹی سے کر دیا اور جبریل کے ساتھ عائشہ کی ایک تصویر بھی تھی جو مجھ کو دکھائی اور کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں یہ مضمون صحیحین کی روایتوں میں بھی آیا ہے۔ [زرقانی ص ۲۳۴ ج ۳]

حضرت عائشہؓ اپنے باپ ابوبکرؓ کی بیٹی تھیں۔ باپ کے فہم و فراست اور مقامِ صدیقیت سے خاص حصہ پایا تھا۔ امِ رُومان آپ کی والدہ تھیں جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص حُورِ عین کو دیکھنا چاہے وہ اُمِ رُومان کو دیکھ لے۔ کما رواہ البخاری فی تاریخہ۔ [زُرقانی ۲۲۹ ج ۳]

اس لئے خداوندِ ذوالجلال کی مشیت اور عنایت اس کی داعی ہوئی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے پیغمبر کے یار غار اور محب جاں نثار کی دختر نیک اختر کو لڑکپن ہی سے پیغمبر کی زوجیت اور تربیت میں دے دیا جائے کیونکہ لوحِ قلب ہنوز بالکل پاک اور صاف ہے کوئی باطل نقش ابھی تک اس پر نہیں کھینچا گیا خود کا زمانہ تو معصومیت کا زمانہ ہے۔ ماں باپ کی طرف سے بھی کسی نقشِ باطل کا امکان نظر نہیں آتا۔ باپ تو صدیق ہے۔ رشکِ ملائک ہے۔ اللہ جل جلالہ کی دائمی معیت اس کو حاصل ہے۔ ماں ہے کہ وہ حورِ عین کا نمونہ ہے ایسی صاف و شفاف لوح پر علم نبوت کا جو بھی نقش ہو گا وہ ایسا محکم اور پائیدار ہو گا کہ کبھی نہ مٹ سکے گا۔ چنانچہ ۹ سال کی مدت میں ایسا وسیع اور عمیق علم حاصل ہوا کہ آپؐ کی وفات کے بعد اکابر صحابہؓ کو جب کوئی اِشکال پیش آتا تو حضرت عائشہؓ کی طرف رجوع کرتے۔ عہدِ صحابہؓ میں حضرت عائشہؓ کا علم اور تفقہؓ اور تاریخ دانی مسلّم تھی۔ یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ احکامِ شرعیہ کا چوتھائی حصہ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔

ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کو جب کسی مسئلہ میں کوئی اِشکال پیش آتا تو حضرت عائشہؓ سے دریافت کرتے۔ آپ کے یہاں ضرور اس کے متعلق کوئی علم دستیاب ہوتا۔ [رواہ الترمذی وصححہ]

علم

زہریؒ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہؓ کے علم کا تمام امہات المومنین اور تمام عورتوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم سب سے بڑھا رہے گا۔ اصابہ ترجمہ عائشہ صدیقہؓ

فصاحت و بلاغت کا یہ عالم تھا کہ حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی خطیب کو حضرت عائشہؓ سے زیادہ فصیح و بلیغ نہیں دیکھا [رواہ الطبرانی]
عرب کی تاریخ اور واقعات ازبر تھے۔ اشعار بکثرت زبانی یاد تھے جب کوئی بات پیش آتی تو کوئی شعر ضرور سنا دیتیں۔
[کما رواہ ابوالزناد وغیرہ۔ زرقانی ص ۲۲۴]

زُہد یہ تو علم کا نمونہ تھا اب ایک واقعہ زُہد کا بھی سن لیجئے کیونکہ تمام فضائل و کمالات کا سرچشمہ دو ہی چیزیں ہیں ایک علم اور دوسرا زُہد یعنی دنیا سے بے تعلقی جس طرح دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اسی طرح زُہد، تمام نیکیوں اور بھلائیوں کی جڑ ہے۔

اَللّٰهُمَّ زَهِّدْنَا فِى الدُّنْيَا وَرَغِّبْنَا فِى الْاُخْرٰى اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

وہ واقعہ یہ ہے کہ۔

اُمِّ دُرّہ حضرت عائشہؓ کے پاس آتی جاتی تھیں۔ امّ درہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن زبیر نے دو بوریوں میں روپے بھر کر حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا جو تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار درہم تھے۔ حضرت عائشہؓ اسی وقت ان کو تقسیم کرنے کے لئے بیٹھ گئیں۔ جب شام ہوئی تو ایک درہم بھی نہ باقی نہ تھا۔ روزے سے تھیں جب شام ہوئی تو خادمہ سے افطاری منگائی خادمہ نے روٹی اور زیتون کا تیل لاکر رکھ دیا۔ ام درہ نے کہا اگر آپ ایک درہم کا گوشت منگا لیتیں تو اچھا ہوتا۔ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا اگر یاد دلاتی تو منگا لیتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عُروہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ عائشہ صدیقہؓ ستّر ستّر ہزار درہم تقسیم کر دیتی تھیں اور کرُتی میں پیوند لگا ہوا تھا۔ [صفوۃ الصفوہ ص ۱۴ ج ۲]

انہی فضائل و کمالات کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حضرت عائشہؓ سے محبّت رکھتے تھے۔ اگر محض باکرہ ہونے کی وجہ سے محبّت ہوتی تو حضرت خدیجہؓ کو بھول جاتے۔ مگر آپؐ کا حال یہ تھا کہ ہمیشہ حضرت خدیجہؓ کا ذکر کیا کرتے تھے اور جب کبھی کوئی جانور ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہؓ کی ہم نشین عورتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کے پاس ہدیّۃً گوشت بھیجتے۔ جب تک وہ زندہ رہیں کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا۔ اور حضرت عائشہؓ کے ہوتے ہوتے آپؐ نے آٹھ نکاح فرمائے۔ اور سب بیواؤں سے معاذ اللہ اگر کوئی نفسانی خواہش ہوتی تو ایک بیوہ سے بھی نکاح نہ فرماتے۔ نیز حضرت ام سلمہؓ اور حضرت صفیہؓ حسن و جمال میں حضرت عائشہؓ سے کہیں بڑھ کر تھیں۔ متعدد نکاح کرنے سے آپ کا مقصد صرف دین کی تعلیم تھا کہ جو مسائل اور احکام عورتوں سے متعلق ہیں وہ ازواجِ مطہراتؓ کے توسّط سے امت کی عورتوں تک پہنچ جائیں۔ ازواجِ مطہراتؓ کیا تھیں حقیقت میں مدرسۃ النسواں کی طالبات تھیں مسجد نبوی میں مردوں کو تعلیم دی جاتی تھی اور گھر میں ازواجِ مطہرات کو کیونکہ یہی ازواجِ مطہرات آئندہ چل کر امّت کی عورتوں کی معلّمات بننے والی ہیں۔ ہر بیوی نے اپنی اپنی استعداد کے موافق علم حاصل کیا مگر عائشہ صدّیقہؓ علم و فضل میں سب عورتوں سے سبقت لے گئیں۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا اور ام المومنین خدیجہ رض کے بعد تمام عورتوں میں عائشہ صدیقہ رض سب سے افضل اور برتر مانی گئیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اوّل یہ محاسن اور کمالات عائشہ صدیقہ رض کی فطرت میں ودیعت رکھے اور پھر اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ اس کو اپنی زوجیت میں لیں تاکہ آپ کی صحبت اور تربیت سے وہ فطری کمالات ظہور میں آئیں اور ان کے علم وفضل سے دنیا استفادہ کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اکابر صحابہ آپ سے مستفید ہوئے۔

سیدنا فاروق اعظم اور عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ اور ابوموسی اشعری اور عبداللہ بن عباس وغیرہم نے آپ سے روایت کی ہے۔ اکابر تابعین سعید بن مسیب، عمرو بن میمون، علقمہ بن قیس مسروق، عبداللہ بن عکیم، اسود بن یزید، ابوسلمہ بن عبدالرحمان وغیرہم نے آپ کی شاگردی کی۔

کیا ان حالات اور واقعات کے بعد بھی کسی طاعن اور معترض کے لئے یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ معاذاللہ یہ نکاح کسی نفسانی خواہش سے کیا گیا۔ خواہشِ نفسانی سے نہیں بلکہ حکم ربانی اور وحی آسمانی سے کیا گیا۔

قصۂ افک و بہتان سنہ ۶ھ میں بعض منافقین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض پر ایسی تہمت گھڑی تھی اور تقلیداً بعض مسلمان بھی اس کا تذکرہ کرنے لگے تھے۔ یہ معاملہ تمام مسلمان پاکدامن عورتوں کے معاملہ سے کہیں اشد تھا۔ اس لئے قرآن کریم حضرت عائشہ صدیقہ رض کی براءت اور پاکی کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور آیت ۱۱ تا ۲۲ کی دس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیتیں نازل فرمائیں جن میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت و نزاہت کا اعلان اور ان کے معاملہ میں جن لوگوں نے افتراء و بہتان میں کسی طرح کا حصہ لیا تھا ان سب کو تنبیہ اور دنیا و آخرت میں اُن کے وبال کا بیان ہے۔ یہ بہتان بندی کا واقعہ قرآن و حدیث میں واقعۂ افک کے نام سے مشہور ہے۔

افک کہتے ہیں بدترین قسم کے جھوٹ و افتراء و بہتان کو صحیحین اور دوسری کتب حدیث میں یہ واقعہ غیر معمولی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی المصطلق میں جس کو غزوہ مُرَیسیع بھی کہا جاتا ہے ۵ھ میں تشریف لے گئے تو امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ جس پر ان کا ہَودَج [پردہ دار شُغدُف] ہوتا تھا اور چونکہ اس وقت پردہ کے احکام نازل ہو چکے تھے تو معمول یہ تھا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے ہودج میں سوار ہو جاتیں پھر لوگ اس ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے تھے غزوہ سے فراغت اور مدینہ منورہ کی طرف واپسی میں ایک روز یہ قصہ پیش آیا کہ ایک منزل میں قافلہ ٹھہرا۔ آخر شب میں کوچ سے کچھ پہلے اعلان کیا گیا کہ قافلہ روانہ ہونے والا ہے تاکہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر تیار ہو جائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو قضاءِ حاجت کی ضرورت تھی۔ اس سے فراغت کے لئے جنگل کی طرف چلی گئیں وہاں اتفاق سے ان کا ہار ٹوٹ گیا اس کی تلاش میں ان کو دیر لگ گئی۔ جب واپس اپنی جگہ پہنچیں تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے۔ ادھر ان کے اونٹ کا قصہ یہ ہوا کہ جب کوچ ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا تو عادت کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا ہودج یہ سمجھ کر اونٹ پر سوار کر دیا گیا کہ حضرت عائشہؓ اس میں موجود ہیں۔ اٹھاتے وقت بھی کچھ شبہ اس لئے نہ ہوا کہ اس وقت حضرت صدیقہ کم عمر اور بدن میں نحیف تھیں۔ کسی کو یہ اندازہ ہی نہ ہوا کہ ہودج خالی ہے چنانچہ اونٹ کو ہانک دیا گیا۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی جگہ واپس آکر قافلہ کو نہ پایا تو بڑی ہی دانشمندی اور وقار و استقلال سے کام لیا کہ قافلے کے پیچھے دوڑنے یا ادھر اُدھر تلاش کرنے کے بجائے اپنی جگہ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئیں اور خیال کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رفقاء کو یہ معلوم ہوگا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں تو مجھے تلاش کرنے کے لئے یہاں پہنچیں گے اگر میں اِدھر ادھر کہیں اور گئی تو ان کو تلاش میں مشکل ہوگی اس لئے اپنی جگہ پر چادر میں لپٹ کر بیٹھ رہیں آخر رات کا وقت تھا نیند کا غلبہ ہوا وہیں لیٹ کر آنکھ لگ گئی۔

دوسری طرف قدرت نے یہ سامان کیا کہ حضرت صفوان بن مُعطّل صحابیؓ نے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خدمت کے لئے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ قافلہ کے پیچھے رہیں اور قافلہ روانہ ہونے کے بعد گری پڑی کوئی چیز رہ گئی ہو تو اس کو اٹھا کر محفوظ کر لیں۔ وہ صبح کے وقت اس جگہ پہنچے ابھی روشنی پوری نہ تھی اتنا دیکھا کہ کوئی آدمی پڑا سو رہا ہے۔ قریب آئے تو حضرت عائشہؓ صدیقہ کو پہچان لیا کیونکہ انھوں نے پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے ان کو دیکھا تھا۔ پہچاننے کے بعد انتہائی افسوس کے ساتھ ان کی زبان سے انا للہ و انا الیہ راجعون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکلا۔ یہ کلمہ صدیقہؓ کے کان میں پڑا تو آنکھ کھل گئی اور چہرہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوانؓ نے اپنا اونٹ قریب لا کر بٹھا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس پر سوار ہو گئیں اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیادہ پا چلنے لگے۔ یہاں تک کہ قافلہ میں مل گئے۔ عبداللہ ابن اُبی بڑا خبیث منافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا۔ اس کو ایک بات ہاتھ لگ گئی اور کمبخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی سُنی سنائی اس کا تذکرہ کرنے لگے، جیسے حضرت حسّان، حضرت مسطح مردوں میں سے اور حضرت حمنہ عورتوں میں سے۔ تفسیر درمنثور میں بحوالہ ابن مردویہ حضرت ابن عباسؓ کا یہی قول نقل کیا ہے۔

اَعَانَهُ اَىْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ حَسَّانُ وَ مِسْطَحٌ وَحَمْنَةُ۔

جب اس منافق کے بُہتان کا چرچا ہوا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔ عائشہ صدّیقہ کو تو انتہائی صدمہ پہنچا۔ ظاہر ہے عام مسلمانوں کو بھی اس سے سخت رنج و افسوس ہوا۔ ایک مہینہ تک یہی قصہ چلتا رہا۔ آخر اللہ تعالٰے نے حضرت صدیقہؓ کی برائت اور بہتان باندھنے یا اس میں شریک ہونے والوں کی مذمت میں مذکورہ بالا آیات نازل فرما دیں۔

قرآنی ضابطہ کے مطابق جس کا ذکر قرآن میں ہوا تہمت لگانے والوں سے شہادت کا مطالبہ کیا گیا تو وہ ایک بالکل ہی بے بنیاد خبر تھی، گواہ کہاں سے لاتے؟ نتیجہ یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت لگانے والوں پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی ضابطہ کے مطابق حدِ قذف جاری کی ہر ایک کو اسّی اسّی کوڑے لگائے
بزار اور ابنِ مردویہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مسلمانوں پر حدِ قذف جاری فرمائی مسطح، حمنہ، حسان اور طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر عبداللہ بن ابی منافق جس نے اصل تہمت گھڑی تھی اس پر دوہری حد جاری فرمائی۔ پھر مومنین نے توبہ کر لی اور منافقین اپنے حال پر قائم رہے۔

[تفسیر معارف القرآن ص ۳۶۴ تا ۳۶۶ ج ۶]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خصوصی فضائل و کمالات اور قصہ افک کا بقیہ حصہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے آپ کے خلاف اپنی ساری ہی تدبیریں صرف کر ڈالیں اور آپ کو ایذاء پہنچانے کے لئے جو جو صورتیں کسی کے ذہن میں آ سکتی تھیں وہ سب جمع کی گئیں۔ کفار کی طرف سے جو ایذائیں آپ کو پہنچی ہیں ان میں سے شاید یہ آخری سخت اور روحانی ایذاء تھی کہ ازواجِ مطہراتؓ میں سب سے زیادہ عالم و فاضل اور مقدس ترین ام المومنین عائشہ صدیقہؓ پر اور ان کے ساتھ حضرت صفوان بن معطلؓ جیسے مقدس صحابی پر عبداللہ بن اُبی منافق نے تہمت گھڑی۔ منافقین نے اس کو رنگ دے دے کر پھیلایا اس میں سب سے زیادہ رنج دہ یہ بات ہوئی کہ چند سیدھے سادھے مسلمان بھی ان کی سازش سے متاثر ہو کر تہمت کے تذکرے کرنے لگے۔ اس بے اصل و بے دلیل ہوائی تہمت کی چند روز میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود ہی حقیقت کھل جاتی۔ مگر ام المومنین کو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اس تہمت سے روحانی ایذا پہنچی تھی، حق تعالےٰ نے اس کے ازالہ اور صدیقہ رضؓ کی برائت کے لئے وحی الٰہی کے کسی اشارہ پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ قرآن کے تقریباً دو رکوع ان کی برائت میں نازل فرمائے اور جن لوگوں نے یہ تہمت گھڑی یا جن لوگوں نے اس کے تذکرے میں حصہ لیا ان سب پر عذاب دنیا و آخرت کی ایسی وعیدیں بیان فرمائیں کہ شاید اور کسی موقع پر ایسی وعیدیں آئیں نہ ہوں۔ درحقیقت اس واقعہ افک نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی عفت و تقدیس کے ساتھ ان کے اعلیٰ عقل و فہم کے کمالات کو بھی روشن کر دیا۔ اسی لیے اس واقعہ میں جو آیات مذکور ہوئیں ان میں سے پہلی آیت میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اس حادثہ کو اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے خیر ہے۔ اس سے بڑی خیر کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے دس آیات میں ان کی پاکی اور نزاہت کی شہادت دی جو قیامت تک تلاوت کی جائے گی۔ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں مجھے اپنی جگہ تو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میری صفائی اور برائت ظاہر فرما دیں گے مگر میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ میرے معاملہ میں قرآن کی آیات نازل ہو جائیں گی جو ہمیشہ پڑھی جائیں گی۔

اس جگہ واقعہ کی کچھ مزید تفصیل جان لینا بھی آیات کے سمجھنے میں معین ہو گا اس لئے اس کو مختصراً لکھا جاتا ہے۔

اس سفر سے واپس آنے کے بعد حضرت صدیقہ رضؓ اپنے گھریلو کاموں میں مشغول ہو گئیں ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ منافقین نے ان کے بارے میں کیا خبریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اڑائی ہیں۔ صحیح بخاری کی روایت ہے خود حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان یہ ہے کہ سفر سے واپسی کے بعد کچھ میری طبیعت خراب ہوگئی اور سب سے بڑی وجہ طبیعت خراب ہونے کی یہ ہوگئی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ لطف وکرم اپنے ساتھ نہ دیکھتی تھی جو ہمیشہ سے معمول تھا، بلکہ اس عرصہ میں آپؐ کا معاملہ یہ رہا کہ گھر میں تشریف لاتے اور سلام کرتے پھر پوچھ لیتے کیا حال ہے؟ اور واپس تشریف لے جاتے۔ مجھے چونکہ اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ میرے بارے میں کیا خبر مشہور کی جا رہی ہے اس لیئے رسولؐ اللہ کے اس طرزِ عمل کا راز مجھ پر نہ کھلتا تھا۔ میں اسی غم میں گھلنے لگی۔

ایک روز اپنی کمزوری کی وجہ سے امّ مسطح کو ساتھ لے کر میں نے قضاء حاجت کے لئے باہر جانے کا ارادہ کیا، کیونکہ اس وقت گھروں میں بیت الخلاء بنانے کا رواج نہ تھا۔ جب میں قضاء حاجت سے فارغ ہوکر گھر کی طرف آنے لگی تو امّ مسطح کا پاؤں ان کی بڑی چادر میں الجھا اور یہ گر پڑیں۔ اس وقت ان کی زبان سے یہ کلمہ نکلا تَعِسَ مِسطحٌ یہ ایسا کلمہ ہے جو عرب میں بددعا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس میں ماں کی زبان سے اپنے بیٹے مسطح کے لئے بددعا کا کلمہ سن کر عائشہ صدیقہؓ کو تعجب ہوا۔ ان سے فرمایا کہ یہ تو بہت بُری بات ہے، تم ایک نیک آدمی کو بُرا کہتی ہو جو غزوۂ بدر کا شریک تھا یعنی ان کا بیٹا مسطح۔ اس پر امّ مسطح نے تعجب سے کہا کہ بیٹی تم کو خبر نہیں کہ مسطح میرا بیٹا کیا کہتا پھرتا ہے؟ میں نے پوچھا وہ کیا کہتا ہے؟ تب ان کی والدہ نے مجھے یہ سارا اصل افک کی چلائی ہوئی تہمت کا اور مسطح کا اس میں شریک ہونا بیان کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سُن کر میرا مرض دو گنا ہو گیا۔ جب میں گھر میں واپس آئی اور حسب معمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سلام کیا اور مزاج پرسی فرمائی تو صدیقہؓ نے آنحضرتؐ سے اجازت طلب کی کہ اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں۔ آپؐ نے اجازت دے دی۔ منشا یہ تھا کہ والدین سے اس معاملہ کی تحقیق کروں میں نے جا کر والدہ سے پوچھا انہوں نے تسلی دی کہ تم جیسی عورتوں کے دشمن ہوا کرتے ہیں اور ایسی چیزیں مشہور کیا کرتے ہیں تم اس کے غم میں نہ پڑو۔ خود بخود معاملہ صاف ہو جائے گا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! لوگوں میں اس کا چرچا ہو چکا میں اس پر کیسے صبر کروں۔ میں ساری رات روتی رہی، نہ میرے آنسو تھمے نہ آنکھ لگی۔

دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اس خبر کے پھیلنے سے سخت غمگین تھے اور اس عرصہ میں اس معاملے کے متعلق کوئی وحی بھی آپؐ پر نہ آئی تھی۔ اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اسامہ بن زید، جو دونوں گھر کے ہی آدمی تھے ان سے مشورہ لیا کہ ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے تو کھل کر عرض کیا کہ جہاں تک ہمارا علم ہے ہمیں حضرت عائشہؓ کے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں، ان کی کوئی بات ایسی نہیں جس سے بدگمانی کی راہ پیدا ہو۔ آپ ان افواہوں کی کچھ پروا نہ کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے [آپؐ کو غم و اضطراب سے بچانے کے لئے] یہ مشورہ دیا کہ اللہ تعالے نے آپ پر کچھ تنگی نہیں فرمائی۔ اگر افواہوں کی بنا پر عائشہؓ کی طرف سے کچھ تکدر طبعی ہو گیا ہے تو عورتیں اور بہت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور آپؐ کا یہ تکدر اس طرح بھی رفع ہو سکتا ہے کہ بریرہؓ سے جو عائشہ صدیقہؓ کی کنیز ہیں ان سے ان کے حالات میں تحقیق فرما لیجیئے۔ چنانچہ رسول اللہؐ نے بریرہؓ سے پوچھ گچھ فرمائی۔

بریرہؓ نے عرض کیا اور تو کوئی بات عیب کی مجھے ان میں نظر نہیں آتی بجز اس کے کہ نو عمر لڑکی ہیں۔ بعض اوقات آٹا گوندکر رکھ دیتی ہیں، خود سو جاتی ہیں بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے۔ [اس کے بعد حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ دینا اور افواہ پھیلانے والوں کی شکایت کا ذکر فرمانا اور طویل قصّہ مذکور ہے، آگے کا مختصر قصّہ یہ ہے]

صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ سارا دن اور پھر دوسری رات بھی مسلسل روتے ہوئے گذری۔ میرے والدین بھی میرے پاس آ گئے تھے۔ وہ ڈر رہے تھے کہ رونے سے میرا کلیجہ پھٹ نہ جائے۔ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ رسولؐ اللہ تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھ گئے اور جب سے یہ قصّہ چلا تھا اس سے پہلے آپؐ میرے پاس آکر نہ بیٹھے تھے۔ پھر آپؐ نے ایک مختصر خطبۂ شہادت پڑھا اور فرمایا۔

" اے عائشہ ! مجھے تمہارے بارے میں یہ باتیں پہنچی ہیں، اگر تم بری ہو تو ضرور اللہ تعالیٰ تمہیں بری کر دیں گے [یعنی برائت کا اظہار بذریعہ وحی فرما دیں گے] اور اگر تم سے کوئی لغزش ہو گئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرو کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں "

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا فرما لیا تو میرے آنسو بالکل خشک ہو گئے۔ میری آنکھوں میں ایک قطرہ نہ رہا۔ میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا جواب دیجیے ابوبکرؓ نے عذر کیا کہ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا آپ جواب دیجیے انہوں نے بھی عذر کر دیا کہ میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ اب مجبور ہو کر مجھے ہی بولنا پڑا۔ میں ایک کم عمر لڑکی تھی۔ اب تک قرآن بھی زیادہ نہ پڑھ سکی تھی۔ اس وقت اس رنج و غم اور انتہائی صدمہ کی حالت میں جب کہ اچھے اچھے عقلاء کو بھی کوئی معقول کلام کرنا آسان نہیں ہوتا۔ حضرت صدیقہؓ نے جو کچھ فرمایا وہ ایک عجیب و غریب عاقلانہ فاضلانہ کلام ہے۔ ان کے الفاظ بعینہ لکھے جاتے ہیں۔

" وَاللّٰهِ لَقَدْ عَرَفْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِىْ اَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّىْ بَرِيْئَةٌ لَّا تُصَدِّقُوْنِىْ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّىْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّىْ وَاللّٰهِ لَا اَجِدُ لِىْ وَلَكُمْ مَثَلاً اِلَّا كَمَا قَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

" بخدا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ نے اس بات کو سنا اور سنتے رہے یہاں تک کہ آپ کے دل میں بیٹھ گئی اور آپ نے اس کی [عملاً]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کر دی۔ اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں اس سے بری ہوں جیسا کہ اللہ جانتا ہے کہ میں واقعی میں بری ہوں تو آپ میری تصدیق نہ کریں گے اور اگر میں ایسے کام کا اعتراف کر لوں جس سے میرا بری ہونا اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو آپ میری بات مان لیں گے۔ واللہ! اب میں اپنے اور آپ کے معاملہ میں کوئی مثال بجز اس کے نہیں پاتی جو یوسف علیہ السلام کے والد یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی غلط بات سن کر فرمائی تھی کہ میں صبرِ جمیل اختیار کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ سے اس معاملے میں مدد چاہتا ہوں جو تم بیان کر رہے ہو۔"

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اتنی بات کر کے میں الگ بستر پر جا کر لیٹ گئی اور فرمایا کہ مجھے یقین تھا کہ جیسا میں فی الواقع بری ہوں اللہ تعالےٰ میری برائت کا اظہار بذریعہ وحی ضرور فرمائیں گے۔ لیکن یہ وہم و خیال بھی نہ تھا کہ میرے معاملے میں قرآن کی آیات نازل ہوں گی۔ جو ہمیشہ تلاوت کی جائیں گی۔ کیونکہ میں اپنا مقام اس سے بہت کم محسوس کرتی تھی۔ ہاں یہ خیال تھا کہ غالباً آپؐ کو خواب میں میری برائت ظاہر کر دی جائے گی۔

صدیقہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اس مجلس سے ابھی نہیں اٹھے تھے اور گھر والوں میں سے بھی کوئی نہیں اٹھا تھا کہ آپؐ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو نزولِ وحی کے وقت ہوا کرتی تھی جس سے سخت سردی کے زمانہ میں آپؐ کی پیشانی مبارک سے پسینہ پھوٹنے لگتا تھا۔ جب یہ کیفیت رفع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے اٹھے اور سب سے پہلا کلمہ جو فرمایا وہ یہ تھا۔ اَبْشِرِیْ عَائِشَۃُ! اِنَّ اللّٰہَ لَقَدْ اَبْرَاَكِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اے عائشہ ! خوشخبری سنو۔ اللہ تعالیٰ نے تو تمہیں بری کر دیا۔ میری والدہ نے کہا کہ کھڑی ہو جاؤ اور آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہو۔ میں نے کہا کہ نہ میں اس معاملہ میں اللہ کے سوا کسی کا احسان مانتی ہوں نہ کھڑی ہوں گی، میں اپنے رب کی شکر گذار ہوں کہ اسی نے مجھے بری فرمایا۔

[تفسیر معارف القرآن ص ۳۷۰ تا ۳۷۴ ج ۶]

فضائل و مناقب

۱ ——— حضرت عائشہؓ راوی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای عائشہ یہ جبریل ہیں تم کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھتی۔

۲ ——— حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے مگر عورتوں میں سے سوائے حضرت مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون کے کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی اور عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسا کہ ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔ ان دونوں حدیثوں کو امام بخاری نے کتاب المناقب باب فضل عائشہ میں ذکر کیا ہے۔

۳ ——— حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ چند خصلتیں مجھ کو من جانب اللہ عطا کی گئیں سوائے حضرت مریم کے اور کسی عورت کو نہیں عطا کی گئیں اور خدا کی قسم میں بطور فخر نہیں کہتی یعنی اللہ کی نعمت کو بیان اور ظاہر کرنا مقصود ہے۔ وہ خصلتیں یہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ —— میرے سوا کسی باکرہ سے نکاح نہیں فرمایا۔

۲ —— نکاح سے پیشتر فرشتہ میری تصویر لے کر نازل ہوا اور آپؐ کو دکھا کر کہا کہ یہ آپؐ کی بیوی ہیں۔ اللہ کا حکم ہے کہ آپؐ ان سے نکاح کریں۔

۳ —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ مجھ سے محبت فرماتے تھے۔

۴ —— اور جو شخص آپؐ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھا میں اس کی بیٹی ہوں۔

۵ —— آسمان سے میری برائت میں متعدد آیات نازل ہوئیں اور میں طیبہ اور پاکیزہ پیدا کی گئی اور طیب اور پاکیزہ کے پاس ہوں اور اللہ نے مجھ سے مغفرت اور رزقِ کریم کا وعدہ فرمایا۔

۶ —— میں نے جبرئیلؑ کو دیکھا میرے سوا آپ کی ازواجؓ میں سے کسی نے جبرئیلؑ کو نہیں دیکھا۔

۷ —— جبرئیلؑ آپؐ پر وحی لے کر آئے تھے اور میں آپؐ کے پاس ایک لحاف میں ہوتی تھی۔ میرے سوا اور کہیں اس طرح وحی نازل نہیں ہوئی

۸ —— میری باری کے دو دن اور دو راتیں تھیں اور باقی ازواجؓ کی باری ایک دن اور ایک رات تھی۔ ایک دن اور ایک رات تو خود حضرت عائشہؓ کی باری کا تھا ہی اور دوسرا دن حضرت سودہؓ کی باری کا تھا جو انہوں نے سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے حضرت عائشہ کو ہبہ کر دیا تھا۔

۹ —— انتقال کے وقت آپؐ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰ ـــــ وفات کے بعد میرے حجرے میں مدفون ہوئے۔

[مجمع الزوائد ص ۲۴۱ ج ۹ ۔ سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۰۰ ج ۳]

۴
ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

حضرت حفصہ رض حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ والدہ کا نام زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا ہے۔ حضرت حفصہ رض بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ جس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سہمی رض کے ساتھ ہوا۔ اپنے شوہر خنیس کے ساتھ ہجرت کرکے مدینہ آئیں۔ غزوۂ بدر کے بعد خنیس رض کا انتقال ہوگیا۔

[زرقانی ص ۲۳۶ ج ۳]

ان کے بھائی عبداللہ رض بن حذافہ السہمی بھی صحابہ رض میں نہایت مشہور، بہادر شاعر ہیں۔

حضرت خنیس رض کی شہادت کے بعد حضرت عمر رض نے حضرت ابوبکر رض سے حفصہ رض کا ذکر کیا انھوں نے کچھ بھی جواب نہ دیا جس سے حضرت عمر رض نے حضرت حفصہ رض کا ذکر حضرت عثمان رض سے کیا کیونکہ ان کی بیوی سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال بھی انہی دنوں میں ہوا تھا۔ حضرت عثمان رض نے کہا کہ آج کل تو میں شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اب حضرت عمر رض نے رسول اللہ کی خدمت میں سارا واقعہ سنایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا۔

يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْ عُثْمَانَ وَيَتَزَوَّجُ عُثْمَانُ مَنْ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ حَفْصَةَ۔

"حفصہؓ کی شادی اس شخص سے ہو گی جو عثمانؓ سے بہتر ہے اور عثمانؓ کا نکاح اس سے ہو گا جو حفصہؓ سے بہتر ہے۔"

بعد ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے نکاح فرما لیا اور حضرت عثمانؓ کو اپنی دوسری بیٹی ام کلثوم بیاہ دی۔ تب حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے مل کر فرمایا تم اس بات کا میری طرف سے رنج نہ کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہؓ کا ذکر مجھ سے فرما چکے تھے۔ اور میں اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ راز ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ ہاں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکاح نہ کرتے تو میں ضرور کر لیتا۔ [رحمۃ للعالمین ص ۱۶۰ ج ۲]

مشہور اور راجح قول یہ ہے کہ ۳ھ میں آپ نے حفصہؓ سے نکاح فرمایا۔ [الاصابہ ص ۲۵۳ ج ۴]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کو طلاق دے دی تو جبریل وحی لے کر نازل ہوئے۔

اِرْجِعْ حَفْصَةَ فَإِنَّهَا صَوَّامَةٌ، قَوَّامَةٌ، وَإِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ۔

"حفصہؓ سے رجوع کر لیجئے وہ بڑی روزہ رکھنے والی اور عبادت گذار عورت ہے اور جنت میں آپ کی بیوی ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے رجوع فرما لیا۔ [الاصابہ ص ۲۵۳ ج ۴]

شعبان ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حضرت معاویہؓ کا زمانۂ خلافت تھا۔ مروان بن حکم نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ وفات کے وقت ساٹھ سال کی عمر تھی۔ تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ مشہور قول کو لے لیا ہے۔ تفصیل کے لئے ترجمہ حفصہؓ کی مُراجعت فرمائیں۔

[زُرقانی ص ۲۳۸ ج ۳]

۵
ام المومنین زینب بنتِ خُزیمہ رضی اللہ عنہا

آپ چونکہ بہت سخی اور فیاض تھیں اس لئے ایامِ جاہلیت ہی سے ام المساکین کہہ کر پکاری جاتی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح طُفیل سے ہوا اور دوسرا عُبَیدہ سے ہوا۔ یہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے عم زاد بھائی تھے۔ یعنی حارث بن عبدالمطلب کے فرزند تھے۔ ان کا تیسرا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے عم زاد ہیں اور ام المومنین زینب بنت جحش کے بھائی ہیں۔ جنگ اُحد میں وہ شہید ہو گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد صرف دو یا تین مہینے زندہ رہیں۔ ماں کی جانب سے یہ ام المومنین میمونہؓ کی بہن ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ انتقال کے وقت ۳۰ سال کی عمر تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[زرقانی ص۲۴۹ ج ۳ - عیون الاثر ص ۳۰۳ ج ۲]

۶

ام المومنین ام سلمہ بنت ابی اُمیہ رضی اللہ عنہا

ام سلمہ آپ کی کنیت تھی۔ ہند آپ کا نام تھا۔ ابو اُمیہ قرشی مخزومی کی بیٹی تھیں۔ ماں کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ تھا۔ پہلا نکاح اپنے چچازاد بھائی ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی سے ہوا۔ انہی کے ساتھ مشرف باسلام ہوئیں۔

ام سلمہؓ نہایت قدیم الاسلام ہیں اور ابو سلمہؓ غالباً گیارھویں شخص اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ ابو سلمہؓ کی والدہ برّہ بنت عبد المطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ علاوہ ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حمزہؓ اور ابو سلمہؓ تینوں برادران رضاعی بھی ہیں۔ ام سلمہؓ نے اپنے شوہر کے ساتھ اوّل ہجرتِ حبش کی تھی۔ پھر مکّہ میں واپس آگئے تھے۔ پھر جب ابو سلمہؓ و ام سلمہؓ مع اپنے بچّے سلمہ کے ہجرت مدینہ کے لئے نکلے تو ابو سلمہؓ کے گھر والوں نے ان کے بیٹے سلمہ کو چھین لیا اور کہا کہ تم جہاں جا ہو جا سکتے ہو مگر بچّے کو جو ہمارے خاندان کا فرد ہے نہیں لے جا سکتے۔ علیٰ ہذا ام سلمہؓ کے گھر والوں نے ام سلمہ کو چھین لیا کہ ام سلمہ کو جو ہمارے خاندان کی لڑکی ہے تم نہیں لے جا سکتے۔

ابو سلمہ نہایت قوی الاسلام اور راسخ العزم تھے۔ بیوی اور بیٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چھن جانے پر بھی انہوں نے سفرِ ہجرت ترک نہ کیا اور خدا اور رسولؐ کی راہ میں چل پڑے۔ اُمّ سلمہ مکہ ہی میں رہیں وہ ہر روز شام کو اس مقام پر آ بیٹھا کرتی تھیں جہاں سے وہ شوہر سے جدا ہوئی تھیں۔ ایک سال تک برابر روتی رہیں حتیٰ کہ سنگدل عزیزوں کا دل بھی ان کے گریہ و آہ و بُکا پر پگھل گیا۔ انہوں نے بچہ بھی دے دیا اور ان کو سفر کی اجازت بھی دے دی۔ یہ اللہ کی بندی یکہ و تنہا مدینہ کو چل پڑیں۔ عثمانؓ بن طلحہ جو کلید بردار بیت الحرام تھے گو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے ان کو ام سلمہؓ کی بے کسی و تنہائی پر رحم آگیا وہ ساتھ ہو لیے۔ حضرت ام سلمہ کو اونٹ پر سوار کراتے خود پیدل چلتے۔ منزل پر پہنچ کر ان سے دور جا کر ٹھہرتے جب منزل بہ منزل مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئے اور نخلستانِ مدینہ کے درخت نظر آنے لگے تو کہا دیکھو جس شہر میں تجھے جانا ہے وہ سامنے ہے۔ تم آگے بڑھو میں واپس جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

ابو سلمہ جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور پھر جنگِ اُحد میں زخمی ہوئے۔ زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور جمادی الاخریٰ ۳ھ میں انہوں نے شہادت پائی۔ شہید ہوتے وقت ان کی زبان پر تھا۔

"اَللّٰهُمَّ اخْلُفْنِيْ فِيْ اَهْلِيْ بِخَيْرٍ"

چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو محبت اور قرابت ابو سلمہؓ سے تھی اور مدت العمر انہوں نے اسلام میں جو صداقت اور استقامت دکھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی نیز ام سلمہؓ نے اسلام کے لئے ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ کرتے ہوئے جو سخت آزمائشوں کو پورا کیا تھا۔ ان سب امور پر خیال کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امّ سلمہؓ سے نکاح کرلیا اور ان کے بیٹے عمرؓ و سلمہ اور لڑکیاں زینب و درّہ حضورؐ کے ربیب تھے اور انہوں نے زیرِ تربیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پرورش پائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکاح کا پیغام دیا تو ام سلمہؓ نے چند عذر پیش کئے۔

۱ ——— میرا سن [عمر] زیادہ ہے۔

۲ ——— میں عیالدار ہوں تیسیم بچے میرے ساتھ ہیں۔

۳ ——— میں بہت غیور ہوں۔ [مبادا آپؐ کو میری وجہ سے کوئی ناگواری پیش آئے]

آپؐ نے جواب دیا میری عمر تم سے زیادہ ہے۔ اور تمہاری عیال اللہ اور اس کے رسول کی عیال ہیں۔ اور میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ غیرت [یعنی وہ نازک مزاجی اور رشک کا مادہ جس کا تم کو اندیشہ ہے] تم سے جاتی رہے چنانچہ آپؐ نے دعا فرمائی اور ویسا ہی ہوا۔

[عیون الاثر ص ۳۰۴ ج ۲ ترجمہ ھند بنت ابی امیہ]

ماہ شوال ۴ھ میں آپؐ سے نکاح ہوا تو شوال کا آخر تھا کچھ راتیں باقی تھیں۔ مسند بزار میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر میں کچھ سامان بھی دیا۔ جس کی قیمت دس درہم تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابنِ اسحاق روایت کرتے ہیں کہ ایک بستر بھی دیا جس میں بجائے روئی کے کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور ایک رکابی اور ایک پیالہ اور ایک چکی دی۔ [زُرقانی ص ۲۴۱ ج ۳]

وفات سن وفات میں بہت اختلاف ہے۔ امام بخاری تاریخ کبیر میں فرماتے ہیں کہ ۵۸ھ میں انتقال کیا۔ واقدی کہتے ہیں کہ ۵۹ھ میں انتقال کیا [زُرقانی ص ۲۴۱ ج ۳]

ابنِ حبان کہتے ہیں کہ ۶۱ھ میں انتقال ہوا۔ جب امام حسنؓ کی شہادت کی خبر پہنچی۔ ابو نعیمؒ کہتے ہیں ۶۲ھ میں انتقال کیا۔ حافظ عسقلانیؒ نے اِصابہ اور تقریب میں اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔

ازواجِ مطہراتؓ میں سب سے بعد میں حضرت امّ سلمہؓ نے انتقال فرمایا۔ ان کی وفات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ کا اس دارِ فانی سے خاتمہ ہو گیا۔ [اِصابہ ص ۴۵۹ ج ۴]

حضرت ابو ہریرہؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ انتقال کے وقت ۸۴ سال کی عمر تھی [اِصابہ ترجمہ ہند بنت ابی اُمیہ، زُرقانی ص ۲۴۱ ج ۳]

پہلے شوہر کے دونوں بیٹوں عُمر اور سلمہ نے اور عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہؓ اور عبداللہ بن وہب بن زمعہ نے قبر میں اتارا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ورحمۃ اللہ علیہا۔

[استیعاب ترجمہ ہند برحاشیہ اصابہ]

فضل وکمال ام المومنین ام سلمہؓ کا فضل وکمال حسن اور جمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہم و فراست، عقل و دانائی مسلّم تھی۔ حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ہَدی ذبح کرنے اور حلق کرانے کا تین مرتبہ حکم دیا مگر کسی نے نہ ہَدی ذبح کی اور نہ سر منڈایا۔ ام سلمہؓ کو جب خبر ہوئی تو فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صحابہؓ اس صلح سے بہت افسردہ دل ہیں آپؐ کسی سے کچھ نہ فرمائیں آپؐ اپنی ہَدی ذبح کر لیں اور حلق کرا لیں۔ چنانچہ آپؐ کا ہَدی ذبح کرنا تھا کہ صحابہؓ نے فوراً اپنے اپنے جانوروں کو ذبح کر لیا اور حلق بھی کرا لیا۔ یہ عُقدہ ام المومنین ام سلمہؓ کی رائے اور مشورہ سے حل ہوا۔ فجزاہا اللہ خیرا

حسن و جمال کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا تو مجھ کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے بہت رشک ہوا۔

[الاصابہ ص ۴۵۹ ج ۴ وسیرۃ المصطفیٰ ص ۳۰۶ ج ۳]

۷

ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضرت زینبؓ بنت جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ یعنی آپؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں آپؐ کی زوجیت میں آنے سے پہلے آپؐ کے متبنّٰی اور آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ کے عَقد میں تھیں۔ باہمی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے زیدؓ نے ان کو طلاق دے دی۔ چونکہ حضرت زیدؓ مَوالی میں سے تھے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت شریف اور معزز خاندان سے تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور عرب کا یہ دستور تھا کہ موالی (آزاد کردہ غلاموں) سے مناکحت کو اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھتے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینبؓ سے اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ کا پیغام دیا تو حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی نے صاف انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

اس آیت میں مومن سے مراد عبداللہؓ بن جحش یعنی حضرت زینبؓ کے حقیقی بھائی ہیں اور مومنہ سے خود حضرت زینبؓ مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ کسی مومن اور مومنہ کے لئے یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دے تو اس پر راضی نہ ہوں۔ اس آیت کے نزول کے بعد یہ دونوں راضی ہو گئے اور حکم خدا کے موافق زینبؓ کا نکاح زیدؓ کے ساتھ ہو گیا۔ نکاح تو ہو گیا مگر زیدؓ حضرت زینبؓ کی نظر میں ذلیل اور حقیر رہے اس لئے گھر میں باہمی لڑائی ہوتی اور موافقت مزاجی نہ ہوتی اور زیدؓ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زینبؓ کی بے اعتنائی کا شکوہ کیا کرتے اور عرض کرتے کہ میں زینبؓ کو چھوڑ دیتا ہوں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیدؓ کو طلاق دینے سے منع فرماتے اور کہتے کہ تم نے میری خاطر اس تعلق کو قبول کیا ہے اس لئے اب چھوڑنے سے ذلت ہوگی اور مجھے اپنے خاندان میں ندامت اور شرمندگی ہوگی۔ جب بار بار یہ جھگڑے اور قضیئے پیش آتے رہے تو آپؐ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی تو زینبؓ کی دلجوئی بغیر اس کے ممکن نہیں کہ میں خود اس سے نکاح کروں لیکن جاہلوں اور منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ کیا کہ یہ لوگ یہ طعنہ دیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی کو گھر میں رکھ لیا یعنی اس سے نکاح کر لیا۔ حالانکہ لے پالک یعنے متبنیٰ کسی طرح بیٹے کے حکم میں نہیں۔ اور عرب میں مدت سے یہ ایک بُرا دستور چلا آرہا تھا کہ جس کو متبنیٰ منہ بولا بیٹا بنالیں اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرنے کو غایت درجہ معیوب سمجھتے تھے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس رسم بد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و عمل سے توڑ دیں اور آپؐ کو بذریعہ وحی آسمانی مطلع کر دیا گیا کہ زیدؓ کے طلاق دینے کے بعد زینبؓ آپؐ کی زوجیت میں آئے گی تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی کا وہ حکم نہیں کہ جو صلبی بیٹے کی بیوی کا حکم ہے۔ غرض یہ کہ آپؐ کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا کہ زینبؓ تمہارے نکاح میں آئے گی مگر آنحضرتؐ نے بد باطنوں کے طعن و تشنیع کے خیال سے کہ یہ طعنہ دیں گے کہ اپنے متبنیٰ کی بیوی سے نکاح کر لیا شرم کے مارے اس پیشگوئی کو کسی پر ظاہر نہیں فرمایا بلکہ اس کو دل ہی میں پوشیدہ رکھا اور خیال کیا کہ خدا کی خبر بالکل حق اور صدق ہے اپنے وقت آنے پر خود ظاہر ہو جائے گی۔ نیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فی الحال اس پیش گوئی کے اظہار اور اعلان کا بھی کوئی حکم اور اشارہ نہ تھا اس لئے آپؐ نے اس امر تکوینی کو تو دل میں مخفی رکھا اور تشریعی طور پر زیدؓ کو یہ مشورہ دیتے رہے کہ زینبؓ کو طلاق نہ دینا۔ اس لئے کہ شریعت کا حکم یہی ہے کہ شوہر کو یہی مشورہ دیا جائے کہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دو اور بیوی کی بے اعتنائی اور چیرہ دستی پر صبر کرو۔ اگر کسی کو بذریعہ وحی اور الہام یہ معلوم ہو جائے کہ تکوینی طور پر آئندہ چل کر یہ ماجرا پیش آنے والا ہے اور قضاء قدر میں مقدر ہو چکا ہے تو فی الحال تشریعی حکم کا اتباع کرنا ہوگا۔ قضاء وقدر اپنے وقت پر ضرور ظاہر ہو جائے گی۔ آخر کار ایک دن زیدؓ نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں نے تنگ آکر زینبؓ کو طلاق دے دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب زینبؓ کی عدت پوری ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ ہی کو حکم دیا کہ تم خود جا کر زینبؓ سے میرے نکاح کا پیغام دو تاکہ یہ امر خوب واضح ہو جائے کہ یہ جو کچھ ہوا وہ زیدؓ کی رضامندی سے ہوا ہے۔ حضرت زیدؓ آپؐ کے نکاح کا پیغام لے کر زینبؓ کے گھر گئے اور دروازے کی طرف پشت کر کے کھڑے ہو گئے حالانکہ حجاب اور پردہ کا حکم ابھی نازل نہ ہوا تھا۔ مگر یہ ان کا کمال ورع اور کمال تقویٰ تھا اور کہا کہ اے زینبؓ مجھے رسول اللہؐ نے تم سے اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ حضرت زینبؓ نے فی البدیہہ یہ جواب دیا کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کر سکتی جب تک میں اپنے پروردگار عزوجل سے مشورہ یعنی استخارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کرلوں۔ اسی وقت اُٹھیں اور گھر میں جو ایک جگہ مسجد کے نام سے عبادت کے لئے مخصوص کر رکھی تھی وہاں جاکر مشغول استخارہ ہو گئیں۔ چونکہ حضرت زینبؓ نے اس بارے میں کسی مخلوق سے مشورہ نہیں کیا بلکہ خدائے عزوجل سے مشورہ چاہا اور اسی سے خیر طلب کی کیونکہ وہی اہل ایمان کا ولی ہے۔ اس لئے اللہ عزوجل نے اپنی خاص دلائت سے آسمان پر فرشتوں کی موجودگی میں آنحضرتؐ کا نکاح حضرت زینبؓ سے کردیا۔ آسمانوں میں تو اعلان ہو ہی گیا اور اب ضرورت ہوئی کہ زمین پر بھی اس کا اعلان ہو۔ چنانچہ جبریل امینؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

[الاحزاب آیہ ۳۷]

"پس جب زید زینب سے اپنی حاجت پوری کر چکے اور ان کو طلاق دے دی تو اے نبی کریم ہم نے زینب کا نکاح تم سے کردیا"

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کے گھر تشریف لے گئے اور بلا اذن داخل ہوئے۔ [رواہ مسلم واحمد والنسائی ۔ فتح الباری ص ۴۰۰ ج ۸ کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ وَتُخْفِىْ فِىْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ الآیہ ۔ زرقانی ص ۲۴۵ ج ۳]

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ یہ آیات نازل ہوئیں جب وحی کا نزول ہو چکا تو آپؐ مسکراتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کون ہے جو جا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زینبؓ کو بشارت سنائیے۔

اور اخیر تک یہ آیات آپؐ نے ہم پر تلاوت فرمائیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیات تلاوت فرما چکے تو مجھ کو یہ خیال آیا کہ حضرت زینبؓ میں جمال تو تھا ہی اب وہ اس بات پر فخر کریں گی کہ اُن کا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا۔ [الاصابہ ج ۴۔ ص ۳۱۳]

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت زینبؓ کے یہاں جانے سے پیشتر قاصد کے ذریعہ سے حضرت زینبؓ کو اطلاع کرا دی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نکاح کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں چنانچہ جس وقت حضرت زینبؓ کو یہ خبر پہنچی تو سجدہ شکر کیا۔ کما رواہ ابن سعد عن ابن عباس بسند ضعیف [الاصابہ ص ۳۱۴ ج ۴]

چونکہ حضرت زینبؓ کو اس حکم ربانی اور وحی آسمانی کی خبر پہنچ چکی تھی۔ اس لئے اس اطلاع کے بعد آنحضرتؐ ان کے مکان میں بغیر اذن کے داخل ہوئے۔ کیونکہ " زَوَّجْنٰکَهَا " نکاح آسمانی کا یہ اعلان اور حضرت کا اطلاع کے بعد قولاً اور عملاً اس کو قبول کر لیا اور سجدہ شکر بجا لانا اور پیغام نکاح حضرت زیدؓ کے ذریعہ پہلے ہی جا چکا تھا۔ یہ رسمی نکاح سے بڑھ کر نکاح ہے۔ گھر میں داخل ہونے کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے چونکہ حضرت زینبؓ کا اصلی نام بَرّہ تھا تو یہی کہا کہ میرا نام برہ ہے۔ آپؐ نے بجائے بَرّہ کے زینب نام تجویز فرمایا۔

[استیعاب لابن عبد البر ترجمہ زینب بنت جحشؓ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ کے بعد منافقین نے زبانِ طعن درازکی اور کہنے لگے کہ پیغمبر ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ بیٹوں کی عورتوں سے نکاح حرام ہے اور دوسری طرف خود ہی اپنے بیٹے کی عورت سے نکاح کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان بد باطنوں کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔

"یعنی محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] تمہارے مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں کسی کو اُن کا بیٹا نہ جانو ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور اس لحاظ سے وہ سب کے روحانی باپ ہیں اور سب ان کے روحانی بیٹے ہیں اور وہ آخری نبی ہیں اور اللہ تعالے ہر چیز کا جاننے والا ہے"

حضرت زینبؓ کے اس نکاح کے متعلق جو کچھ ہم نے لکھا ہے نہایت صحیح روایاتِ حدیث سے لکھا ہے جس کو صحیح بخاری کی شرح میں حافظِ حدیث ابن حجر نے نقل کیا ہے۔ [دیکھو فتح الباری تفسیر سورۃ احزاب]

اس کے علاوہ جو لغو روایات مشہور کی گئی ہیں وہ سب منافقین اور کفار کی گھڑی ہوئی ہیں جن کو بعض مؤرخین نے بھی بلا تنقید نقل کر دیا ہے وہ محض جھوٹ اور افتراء ہیں [سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۱۲ ج ۳]

تاریخِ نکاح حافظ ابن سید الناس فرماتے ہیں کہ حضرت زینبؓ سنہ ۳ھ میں آپؐ کی زوجیت میں آئیں اور بعض کہتے ہیں سنہ ۵ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آپؐ سے نکاح ہوا۔ نکاح کے وقت حضرت زینبؓ کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔

[عیون الاثر ص ۳۰۴ ج ۲]

حق مہر حق مہر چار سو درہم مقرر ہوا

[سیرۃ ابن ہشام]

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ یہ نکاح حضرت زینبؓ کے بھائی ابو احمد بن جحش نے کیا تھا۔ بظاہر یہ گذشتہ حدیث کے معارض معلوم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ بعد میں بھی پڑھا گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

ولیمہ چونکہ یہ نکاح اللہ عزوجل نے اپنی خاص ولایت سے فرمایا اور پھر اس کے بارے میں قرآن کی آیتیں نازل فرمائیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کے ولیمہ کا خاص اہتمام فرمایا۔

چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی کے ولیمہ میں اس قدر اہتمام نہیں فرمایا جس قدر کہ حضرت زینبؓ بنت جحش کے ولیمہ میں فرمایا ایک بکری ذبح فرمائی اور لوگوں کو مدعو کیا اور پیٹ بھر کر لوگوں کو گوشت اور روٹی کھلائی۔ لوگ کھانا کھا کر چلے گئے مگر تین آدمی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ آپؐ نے شدت حیا کی وجہ سے زبان سے تو کچھ نہیں فرمایا لیکن مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے تاکہ سمجھ جائیں۔ ور حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کو مبارکباد دی۔ یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہراتؓ کے حجروں میں تشریف لے گئے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ
اِلَّا اَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ وَلٰكِنْ
اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا
وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي
النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ
مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ
اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۔ (پ ۲۲ الاحزاب۔ ۴۴)

"اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت داخل ہو مگر جب کہ تم کو اذن دیا جائے کھانا کھانے کے لئے دراں حالیکہ اس کے پکنے کا انتظار نہ کرو لیکن تم کو بلایا جائے کہ اب کھانا تیار ہوگیا تو آجاؤ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں میں مت لگ جاؤ اس سے اللہ کے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ کہنے سے شرماتے ہیں اور اللہ کو حق بات کرنے سے کوئی حجاب نہیں۔ اور اگر تم بیبیوں سے کوئی ضرورت کی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو اس سے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی طہارت اور صفائی ہے۔"

یہ بخاری اور مسلم کی متعدد روایتوں کا مضمون ہے جس کو ہم نے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

فضائل و مناقب حضرت زینبؓ ازواجِ مطہراتؓ سے بطور فخر کہا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے اولیاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کیا۔ اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر کیا
[رواہ الترمذی وصححہ من حدیث انسؓ]

یہ حقیقت میں فخر نہ تھا بلکہ تحدیث بالنعمۃ تھی۔ فرطِ مسرت اور منعم کی محبت اس عظیم الشان نعمت کے اظہار پر آمادہ کرتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو سنتے تھے اور سکوت فرماتے تھے۔

شعبی کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ حضرت زینبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتی تھیں کہ یا رسول اللہ میں تین وجہ سے آپؐ پر ناز کرتی ہوں۔

۱ ——— میرے اور آپؐ کے جدِّ امجد ایک ہی ہیں یعنی عبدالمطلب ایک روایت میں ہے کہ میں آپؐ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں۔ اس کا بھی مطلب وہی ہے۔

۲ ——— اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا نکاح مجھ سے آسمان پر فرمایا۔

۳ ——— جبریل امینؑ اس بارہ میں مُساعی رہے ہے۔

[زرقانی ص ۲۴۶ ج ۳]

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تُسَامِيْنِیْ فِی الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا رَاَيْتُ امْرَاَةً قَطُّ خَيْرًا فِی الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ وَاَتْقٰى لِلّٰهِ وَ اَصْدَقَ حَدِيْثًا وَ اَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَاَعْظَمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدقہ ۔

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زینبؓ بنتِ جحش مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ میری ہم پلہ تھیں میں نے ان سے زیادہ کسی عورت کو دین دار اور اللہ سے زیادہ ڈرنے والی اور سب سے زیادہ سچ بولنے والی اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنیوالی اور سب سے زیادہ صدقہ اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی"

اور زُہری کی روایت میں اس قدر اور زیادہ ہے۔

وَاَشَدَّ تَبَذُّلاً لِنَفْسِهَا فِی الْعَمَلِ الَّذِیْ تَتَصَدَّقُ بِهٖ وَ تَتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

[استیعاب لابن عبدالبر ترجمہ زینب بنت جحش رضؓ]

"اور نہ ان سے زیادہ محنت کر کے صدقہ کرنے والی اور اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرنے والی عورت کو دیکھا"

ورع منافقین نے جب عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی [جس کا مفصل واقعہ پہلے گذر چکا ہے] تو حضرت زینبؓ کی بہن حمنہ بنتِ جحش بھی اپنی سادہ لوحی سے اس میں شریک ہوگئیں لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہؓ کے متعلق حضرت زینبؓ سے دریافت کیا تو حضرت زینبؓ نے یہ جواب دیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْمِیْ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ، وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْهَا اِلَّا خَیْرًا [رواہ البخاری ص ۳۶۵ ج ۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الشهادة باب تعديل النساء بعضهن بعضا]

" یا رسول اللہ میں اپنے کان اور آنکھ کو محفوظ رکھتی ہوں اللہ کی قسم عائشہؓ کے متعلق سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں جانتی "

یعنی جو چیز میری آنکھ نے نہیں دیکھی اور کان نے نہیں سنی وہ میں اپنی زبان سے کیسے کہہ سکتی ہوں۔ اب تک میرا علم اور یقین ان کی بابت سوائے خیر کے کچھ نہیں۔

یہ معلوم ہے کہ حضرت زینبؓ، عائشہ صدیقہؓ کی سوکن تھیں اور یہ بھی جانتی تھیں کہ عائشہ صدیقہؓ آپؐ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اگر آپ چاہتیں تو اس وقت کوئی ایسا کلمہ کہہ گزرتیں جو عائشہ صدیقہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے گرانے کا سبب بن سکتا لیکن ان کے کمال ورع اور کمال تقویٰ نے اس کی بھی اجازت نہ دی کہ سکوت ہی کر جائیں۔ بلکہ قسم اور حصر سے فرمایا کہ " وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا اِلَّا خَيْرًا " یعنی اللہ کی قسم میں نے تو عائشہؓ کے سوائے خیر اور نیکی کے کچھ جانا ہی نہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں عائشہ صدیقہؓ سے ان کے ورع اور تقویٰ کا اعتراف ان الفاظ میں مذکور ہے۔

فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ

تحقیق اللہ تعالیٰ نے ورع کی برکت سے زینبؓ بنت جحش کو اس فتنہ سے محفوظ رکھا

اور ایک روایت میں عائشہ صدیقہؓ کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

وَاِنَّ اللّٰهَ عَصَمَهَا بِالْوَرَعِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تحقیق اللہ تعالیٰ نے ورع کی برکت سے ان کو اس فتنہ سے محفوظ رکھا"

عبادت عبادت کا خاص ذوق تھا نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کیا کرتی تھیں۔ چنانچہ جس وقت زیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام لے کر گئے فوراً نماز استخارہ میں مشغول ہو گئیں۔

حضرت میمونہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مال فیئ مہاجرین میں تقسیم فرما رہے تھے کہ درمیان میں حضرت زینبؓ بول پڑیں حضرت عمرؓ نے جھڑک دیا۔ آں حضرتؐ نے فرمایا اے عمر! تم ان کو رہنے دو یعنی زینبؓ سے کچھ تعرض مت کرو۔

اِنَّهَا اَوَّاهَةٌ "تحقیق یہ بڑی اواہ ہے"

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ" اواہ "کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اواہ کے معنی خاشع اور متضرع کے ہیں اور یہ آیت تلاوت فرمائی

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ [پ ہود]

تحقیق ابراہیم بڑے بردبار اور نرم دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ [زرقانی ص ۲۴۷ ج ۳]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت عمرؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت زینبؓ نماز اور دعا میں مشغول ہیں آپؐ نے فرمایا۔

اِنَّهَا لَاَوَّاهَةٌ البتہ تحقیق یہ بڑی اواہ ہے یعنی بڑی نرم دل ہے۔ رواہ الطبرانی واسنادہ منقطع وفیہ یحیی بن عبد اللہ البابلی وہو ضعیف [مجمع الزوائد ص ۲۴۷ ج ۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین ام سلمہؓ حضرت زینبؓ کے متعلق فرماتی ہیں۔
كَانَتْ صَالِحَةً، صَوَّامَةً، قَوَّامَةً، صَنَّاعَةً تَصَدَّقُ بِذٰلِكَ كُلِّهِ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ۔
[اصابہ ترجمہ زینب بنت جحش]
بڑی نیک اور بڑی روزہ رکھنے والی اور بڑی تہجد گذار تھیں بڑی کمانے والی تھیں جو کماتی تھیں کل کا کل مساکین پر صدقہ کر دیتی تھیں

زُہد حضرت عمرؓ نے جب پہلی مرتبہ حضرت زینبؓ کا سالانہ نفقہ بھیجا تو یہ سمجھیں کہ یہ سب ازواجِ مطہراتؓ کا ہے اور یہ فرمایا اللہ عمر کی مغفرت فرمائے بہ نسبت میرے وہ زیادہ تقسیم کرنے پر قادر تھا۔
قَالُوْا هٰذَا كُلُّهُ لَكِ، قَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاسْتَتَرَتْ دُوْنَهُ بِثَوْبٍ
لوگوں نے کہا یہ سب آپ کا ہے حضرت زینبؓ نے فرمایا سبحان اللہ اور اپنے اور اس مال کے درمیان میں کپڑے کا ایک پردہ ڈال دیا [تاکہ وہ مال نظر نہ آئے کیونکہ وہ اجنبی اور نامحرم ہے]
اور برزہ بنتِ رافع کو حکم دیا کہ اس کو ایک طرف ڈال دو اور ایک کپڑا اس پر ڈھانک دو اور فرمایا کہ اس کپڑے کے نیچے سے مٹھی بھر کر فلاں یتیم کو دے آؤ اور پھر مٹھی بھر فلاں کو دے آؤ۔ جب اس طرح وہ مال تقسیم ہوتا رہا اور برائے نام کچھ باقی رہ گیا۔ تو برزہ نے کہا اللہ تعالےٰ آپ کی مغفرت فرمائے آخر ہمارا بھی اس مال میں کچھ حق ہے۔ آپؓ نے فرمایا اچھا جو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کپڑے کے نیچے ہو وہ تم لے لو، برزہ کہتی ہیں جب میں نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو پچاسی درہم تھے جب مال سب تقسیم ہو چکا تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ لَا يُدْرِكْنِيْ عَطَاءُ عُمَرَ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا

اے اللہ اس سال کے بعد عمرؓ کا وظیفہ مجھ کو نہ پائے۔

چنانچہ سال گزرنے نہ پایا انتقال ہو گیا۔ [رواہ ابن سعد وابن الجوزی عن برزۃ بنت رافع ۔ زرقانی ص ۲۲۸ ج ۳]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زینبؓ کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار درہم تھے جو صرف ایک سال کے لئے۔ جب وہ بارہ ہزار درہم بیت المال سے آپؓ کے پاس آئے تو بار بار کہتی تھیں۔

اَللّٰهُمَّ لَا يُدْرِكْنِيْ هٰذَا الْمَالُ مِنْ قَابِلٍ فَإِنَّهُ فِتْنَةٌ

اے اللہ یہ مال آئندہ میرے پاس نہ آئے تحقیق یہ بڑا فتنہ ہے۔

اور یہ کہہ کر اسی وقت تمام مال اپنے اقارب اور حاجتمندوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو جب اطلاع ہوئی تو یہ فرمایا کہ کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ اللہ کی طرف سے ان کے لئے خیر اور بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ فوراً ایک ہزار درہم اور روانہ کئے اور سلام کہلا کر بھیجا کہ وہ [بارہ ہزار تو] آپ نے خیرات کر دیئے یہ ایک ہزار آپ اپنی ضرورتوں کے لئے رکھ لیں۔ حضرت زینبؓ نے وہ ایک ہزار بھی اسی وقت تقسیم کر دیئے۔ [اصابہ ترجمہ ام المومنین زینبؓ بنت جحش]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات

صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنی ازواجِ مطہراتؓ سے یہ فرمایا کہ تم میں سے سب سے جلد مجھے وہ ملے گی جس کا ہاتھ تم میں سب سے زیادہ لانبا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ سخاوت اور فیاضی کی طرف تھا لیکن ازواجِ مطہراتؓ نے اس کو ظاہر پر محمول کیا۔ چنانچہ آپؐ کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات جب جمع ہوتیں تو باہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتیں کہ کس کا ہاتھ لانبا ہے۔ حضرت زینبؓ جو قد میں چھوٹی تھیں جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تب معلوم ہوا کہ حضرت زینبؓ کا ہاتھ صدقہ اور خیرات میں سب سے لانبا تھا کیونکہ وہ اپنے دست وبازو سے کماتی تھیں دباغت کا کام جانتی تھیں اس سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ سب اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتی تھیں۔

کفن بھی زندگی ہی میں تیار کر لیا تھا۔ قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جب حضرت زینبؓ کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا میں نے اپنا کفن تیار کر رکھا ہے غالباً عمرؓ بھی میرے لئے کفن بھیجیں گے ایک کفن کام میں لے آنا اور دوسرا خیرات کر دینا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے وفات کے بعد پانچ کپڑے خوشبو لگا کر کفن کے لئے بھیجے۔ حضرت عمرؓ ہی کے بھیجے ہوئے کفن میں ان کو کفنایا گیا اور وہ کفن جو خود حضرت زینبؓ نے تیار کر رکھا تھا ان کی بہن حمنہ نے صدقہ کر دیا۔ [اخرجہ ابن سعد]

عمرہ کہتی ہیں کہ جب حضرت زینبؓ کا انتقال ہو گیا تو میں نے عائشہ صدیقہؓ کو یہ کہتے سنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ ذَهَبَتْ حَمِيْدَةً، مُتَعَبِّدَةً، مَفْزَعَ الْيَتَامٰى وَالْاَرَامِلِ -

افسوس آج ایسی عورت گذر گئی جو بڑی پسندیدہ اوصاف والی اور عبادت گذار اور یتیموں اور بیواؤں کا ٹھکانہ تھی -

سنہ ۲۰ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ حضرت عمرؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی انتقال کے وقت پچاس یا ترپن سال کی عمر تھی اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا تھا اس وقت آپؓ کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔

[اصابہ ص ۳۱۴ ج ۴ ترجمہ زینب بنتِ جحشؓ۔ و سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۲۶ ج ۳]

۸

ام المومنین حضرت جُوَیریہ رضی اللہ عنہا

حضرت جُوَیریہؓ حارث بن ضرار سردار بنی المصطلق کی بیٹی تھیں ۵ھ میں غزوہ مُریسیع میں اسیر ہو کر آئیں۔ پہلا نکاح مُسافع بن صفوان مصطلق سے ہوا تھا جو غزوۂ مُریسیع میں مارا گیا۔ اس غزوہ میں جہاں اور بہت سے بچے اور عورتیں گرفتار ہوئے ان میں جُوَیریہ بھی تھیں۔ ثابت بن قیس بن شماس القاری نے ان کو اسیر کیا اور پھر مکاتب کر دیا تھا۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زرِ کتابت مانگنے کے واسطے آئیں انھوں نے پہلے تو یہ کہا کہ میں مسلمان ہوں اور پھر بتایا کہ وہ حارث بن ابی ضرار سید قوم کی بیٹی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ ٹھیک نہیں ہے کہ تیرے لئے اس سے بھی بہتر سلوک کیا جائے۔ جویریہؓ نے پوچھا وہ کیا ؟ فرمایا کہ زرِ کتابت بھی ادا کردوں اور تجھ سے خود شادی بھی کرلوں۔ جویریہؓ نے خوشی سے قبول کرلیا لوگوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے بنو المصطلق کے سب قیدی جو سو سے زیادہ تھے چھوڑ دیا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہو گئے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔

فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا [ابوداؤد]

میں کسی عورت کو نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لئے جویریہؓ سے بڑھ کر برکت والی ہو۔

ربیع الاول سنہ ۵۰ھ میں انتقال کیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی مروان بن حکم نے جو اس وقت امیر مدینہ تھے نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

[اصابہ ترجمہ ام المومنین جُوَیریہؓ۔ اصابہ ص ۲۶۵ ج ۴]

عبادت کا خاص ذوق تھا۔ عبادت کے لئے مسجد کے نام سے گھر میں ایک جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ چنانچہ جامع ترمذی میں باسناد صحیح عبداللہ بن عباسؓ حضرت جُوَیریہؓ سے راوی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصباح تشریف لائے اور میں اپنی مسجد میں مشغولِ عبادت تھی۔ آپؐ واپس چلے گئے قریب نصف النہار کے پھر تشریف لائے اور مجھ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح مشغولِ عبادت دیکھا فرمایا کیا تم اُس وقت سے اِس وقت تک اسی حالت میں ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا میں تم کو کچھ کلمات بتلائے دیتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ ۳ بار

سُبْحَانَ اللّٰہِ رِضَا نَفْسِہٖ ۳ بار

سُبْحَانَ اللّٰہِ زِنَۃَ عَرْشِہٖ ۳ بار

سُبْحَانَ اللّٰہِ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ ۳ بار

مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے یہ فرمایا کہ میں نے تیرے بعد چار کلمے تین بار کہے ہیں اگر ان کو تیری تمام تسبیحوں کے ساتھ تولا جائے جو تو نے صبح سے اس وقت تک پڑھی ہیں تو وہ چار کلمات وزن میں بڑھ جائیں گے۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَ رِضَا نَفْسِہٖ وَ زِنَۃَ عَرْشِہٖ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ

۹

ام المومنین ام حَبیبہ بنتِ ابوسُفیان رضی اللہ عنہا

رَملہ نام تھا، ابوسفیان کی دختر نیک تھیں ان کی والدہ صَفیہ حضرت عثمانؓ کی پھوپھی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نسب عبدمناف پر جا ملتا ہے۔ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اُمیمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بیٹے اور ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کے بھائی عبید اللہ سے بیاہی گئیں ان سے ان کی ایک لڑکی حبیبہ نام پیدا ہوئی۔ جس کی وجہ سے ان کی کنیت ام حبیبہ ہوئی اور اسی نام کی نسبت مشہور ہو گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اُمیمہ کی اولاد [بیٹے اور بیٹیاں] دعوتِ اسلام کے شروع ہی میں مشرف باسلام ہو گئی تھی۔ پس حضرت ام حبیبہؓ بھی اپنے سسرال والوں کے ساتھ ہی اسلام لے آئیں۔ لیکن ان کا باپ ابو سفیان اور دونوں بھائی یزید اور معاویہ بہت دیر بعد فتح مکہ پر مسلمان ہوئے گویا حضرت ام حبیبہؓ اپنے باپ کے گھر میں سب سے پہلے ایمان لائیں۔

آپ نہایت سنجیدہ مزاج کامل الایمان، مستقیم الحال اور صالح الاعمال خاتون تھیں۔ ابتدا اسلام میں جو تکالیف دوسرے مسلمانوں پر تھیں وہ ان پر بھی تھیں لیکن انہوں نے نہایت استقامت سے ان کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کی ہجرت میں شریکِ حال تھیں وہاں ان پر جو کیفیت گزری اس سے ان کی دینی استقامت اور ایمانی قوت کا اندازہ ہوتا ہے

یہ معلوم ہے کہ اہلِ مکہ میں اسلام سے پیشتر شراب نوشی کا رواج عام تھا حبشہ میں پہنچ کر عیسائیوں سے بود و باش کرنے سے عبید اللہ کی طبیعت قائم نہ رہی چنانچہ وہ عیسائی ہو گیا اس نے حضرت ام حبیبہؓ کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا لیکن یہ ایمان پر قائم رہیں۔ حضرت ام حبیبہؓ پر یہ وقت سخت ابتلاء کا تھا ملک عیسائی ہے حکومت کا نظم و نسق عیسائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں میں رہے یہ پردیس میں ہیں عورت زاد ہیں خاوند عیسائی ہو گیا اس کا ساتھ چھوڑنا بھی سخت مشکل ہے۔ ایسی حالت میں ضعیف الایمان کے لئے کئی قسم کے لالچ اور خوف مؤثر ہو سکتے ہیں۔ وطن دور ہے میکے والوں کا حال معلوم ہے کہ سب کا فر اور دین کے دشمن ہیں۔ جن لوگوں کے ہاتھوں ہجرت پر مجبور ہوئیں وہ انہیں کے ساتھ ہیں۔ رئیس مکہ ابوسفیان کی بیٹی ہونے کے باوجود مکہ میں رہنے کی جگہ نہیں ایسی حالت میں ایمان پر قائم رہنا آسان نہیں تھا۔ لیکن واہ رے! ام حبیبہؓ! خدا کی ہزارہا بلکہ بیشمار رحمتیں ہوں آپ پر کس استقلال و استقامت سے ایمان پر قائم رہیں۔ سبحان اللہ یہ وہی کیفیت ہے جو ہرقل شاہنشاہِ روم نے ابوسفیان وغیرہ تجارِ مکہ سے کہی جب ایمان کی بشاشت دِل میں سرائت کر جائے [اور بطور خلیطِ رالطی کے اس کے ساتھ متحد ہو جائے] تو آدمی دین سے نہیں پھر سکتا۔

جو لوگ خدا کے رستے میں ایذاؤں اور مصیبتوں پر صبر کریں اور تکالیف کو برداشت کریں۔ خدا تعالیٰ کا ان کو دنیا میں بھی نیک جگہ دینے کا وعدہ ہے۔ اس کے مطابق حضرت ام حبیبہؓ کی قسمت جاگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ کی قدامت اور اسلام کے سبب ان کی ہجرت اور پردیس میں خاوند کے عیسائی ہو جانے پر بھی دین میں استقامت کے لحاظ سے قدر دانی فرمائی کہ نجاشی کو ام حبیبہؓ کے نکاح کے متعلق لکھا۔ نجاشی نے ام حبیبہؓ کو پیغام پہنچایا اور انہوں نے نہایت خوشی سے اس پیغام کو قبول کیا۔ جس کی تفصیل خود حضرت ام حبیبہؓ کی زبانی استیعاب وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصائل ۱ ——— حضرت ام حبیبہؓ میں دینی حمیّت بہت تھی۔ چنانچہ جب ان کا باپ ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح حدیبیہ کی میعاد بڑھانے کے لئے مدینہ شریف میں گیا۔ اور حضرت ام حبیبہؓ کے گھر میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراش [بچھونے] پر بیٹھنے لگا تو حضرت ام حبیبہؓ نے بچھونا کھینچ کر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان کہنے لگا۔ بیٹی ! یہ کیا ؟ کیا تو نے اس بسترے کی وجہ سے مجھ سے بے رغبتی کی ہے یا اس بسترے سے میری وجہ سے [یعنی اسے میرے لائق نہیں جانا] حضرت ام حبیبہؓ نے کہا نہیں بلکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بسترہ ہے اور آپ مشرک ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تجھے میرے پیچھے بُرائی لگ گئی ہے۔

۲ ——— ام حبیبہؓ میں رجوع الی اللہ بہت تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں طبقات ابنِ سعدؒ سے حضرت عائشہؓ کی روایت سے ذکر کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ حضرت ام حبیبہؓ نے اپنی موت کے قریب مجھے بلایا اور کہا ہم میں وہ باتیں ہو جاتیں تھیں جو سوکنوں میں ہو جایا کرتی ہیں۔ سو مجھے معاف کر دینا۔ میں نے ان کو معاف کر دیا اور ان کے لئے خدا سے بخشش مانگی۔ اسی طرح انہوں نے حضرت ام سلمہؓ کو بھی بُلا کر کہا۔ اور ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ [زرقانی ص ۲۴۵ ج ۳]

چونکہ بعثت سے سترہ سال پہلے پیدا ہوئیں لہٰذا اس حساب سے آنحضرتؐ کے نکاح کے وقت آپ کی عمر ۳۷ سال تھی اور وفات کے وقت ۷۴ سال کی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰

ام المومنین صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب رضی اللہ عنہا

حضرت صفیہ۔ حُیَیّ بن اخطب سردار بنی نضیر کی بیٹی تھیں۔ حُیَیّ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا۔ ماں کا نام ضَرّہ تھا۔ پہلا نکاح سلام بن مشکم قُرظی سے ہوا۔ سلام کے طلاق دے دینے کے بعد کنانہ بن ابی الحُقَیق سے نکاح ہوا۔ کنانہ، غزوۂ خیبر میں مقتول ہوا اور یہ گرفتار ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور یہی ان کا مہر قرار پایا۔ خیبر سے چل کر آپ مقام صہبا میں اترے جو خیبر سے ایک منزل ہے۔ وہاں پہنچ کر عروسی فرمائی اور یہیں ولیمہ فرمایا۔

[عیون الاثر ص ۳۰۷ ج ۲]

ولیمہ عجب شان سے ہوا۔ چمڑے کا ایک دسترخوان بچھا دیا گیا۔ اور حضرت انس رض سے فرمایا کہ اعلان کر دو کہ جس کے پاس جو کوئی سامان جمع ہو وہ لے آئے کوئی کھجور لایا اور کوئی پنیر اور کوئی ستو لایا اور کوئی گھی لایا۔ جب اس طرح کچھ سامان جمع ہو گیا تو سب نے ایک جگہ بیٹھ کر کھا لیا اس ولیمہ میں گوشت اور روٹی کچھ نہ تھا۔ [بخاری و مسلم]

مقام صہبا میں تین روز آپ ؐ نے قیام کیا اور حضرت صفیہ رض پردہ میں رہیں۔ جب آپ ؐ وہاں سے روانہ ہوئے تو خود حضرت صفیہ رض کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹ پر سوار کرایا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا کہ کوئی دیکھ نہ سکے گویا کہ یہ اعلان تھا کہ حضرت صفیہؓ ام المؤمنین ہیں۔ امّ ولد نہیں۔

[بخاری و مسلم۔ زرقانی ص ۲۵۷ ج ۳]

حضرت صفیہؓ جب آپؐ کی زوجیت میں آئیں تو آپؐ نے حضرت صفیہؓ کی آنکھ پر ایک سبز نشان دیکھا۔ فرمایا یہ کیسی سبزی ہے؟ حضرت صفیہؓ نے کہا ایک روز میں اپنے شوہر کی گود میں سر رکھے ہوئے سو رہی تھی کہ یہ خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں آکر گرا ہے۔ یہ خواب میں نے اپنے شوہر سے بیان کیا۔ اس نے زور سے میرے ایک طمانچہ مارا اور کہا تو یثرب کے بادشاہ کی تمنا کرتی ہے۔ اشارہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف تھا۔

اخرجہ ابو حاتم والطبرانی برجال الصحیح کلاھما عن ابن عمرؓ۔

حضرت صفیہؓ جب خیبر سے مدینہ آئیں تو حارثہ بن النعمان کے مکان میں اتاری گئیں۔ ان کے حسن و جمال کو سن کر انصار کی عورتیں دیکھنے آئیں اور حضرت عائشہؓ بھی نقاب اوڑھ کر آئیں مگر آنحضرتؐ نے پہچان لیا اور جب واپس ہوئیں تو پوچھا اے عائشہؓ! کیا دیکھا۔ کہا ہاں ایک یہودیہ کو دیکھ آئی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ایسا مت کہو وہ اسلام لے آئی ہے اور اس کا اسلام نہایت اچھا اسلام ہے۔

[رواہ ابن سعد اصابہ ترجمہ صفیہؓ بنت حیی۔ الاصابہ ص ۳۴۷ ج ۴]

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت صفیہؓ رو رہی ہیں۔ فرمایا کیوں روتی ہو؟ کہا کہ عائشہؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حفصہؓ مجھ کو چھیڑتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں زیادہ مکرّم اور محترم ہیں۔ ہم آپؐ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپؐ کے چچا کی بیٹیاں بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم مجھ سے کیسے بہتر ہو سکتی ہو باپ میرے ہارونؑ ہیں اور چچا میرے موسیٰؑ ہیں اور شوہر میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ [اخرجہ الترمذی عن صفیۃ - الاصابہ ص ۳۴۷ ج ۴]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپؐ کو صفیہ سے اس قدر کافی ہے کہ وہ اتنی اور اتنی ہے یعنی اتنا چھوٹا قد ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر اس کو سمندر کے پانی میں ڈال دیا جائے تو سارے سمندر کو مکدّر کر دے [رواہ ابوداؤد والترمذی]

ایک بار آپؐ سفر میں تھے کہ حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ حضرت زینبؓ بنتِ جحش کے پاس اونٹ کچھ ضرورت سے زیادہ تھے۔ آپؐ نے فرمایا اگر ایک اونٹ صفیہؓ کو دے دو تو بہتر ہے۔ انہوں نے کہا میں دوں اس یہودیہ کو۔ آپ کو ناگوار گذرا اور دو یا تین مہینہ تک آپ ان کے پاس نہیں گئے [رواہ ابن سعد]

ایک بار تمام ازواجِ مطہراتؓ مرض الوفات میں آپؐ کے پاس جمع ہوئیں۔ حضرت صَفیہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ میری یہ تمنا اور آرزو ہے کہ آپؐ کے بدلہ میں یہ تکلیف مجھ کو ہو جائے۔ ازواجِ مطہراتؓ نے آپس میں ایک دوسرے کی طرف اشارہ کیا آپؐ نے دیکھ لیا اور فرمایا۔

وَاللّٰہِ اِنَّھَا لَصَادِقَۃٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کی قسم البتہ تحقیق یہ سچی ہے۔

[اخرجہ ابن سعد بسند حسن]

ابو عمر بن عبدالبر فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ بڑی عقلمند اور بردبار اور صاحب فضل وکمال عورت تھیں۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت صفیہؓ کی ایک باندی نے حضرت عمرؓ سے جاکر یہ کہہ دیا کہ حضرت صفیہ ہفتہ کے دن کو بہت محبوب رکھتی ہیں اور یہود کے ساتھ بہت سلوک کرتی ہیں۔ آپؓ نے حضرت صفیہؓ سے دریافت کرکے بھیجا۔ حضرت صفیہؓ نے کہا جب سے اللہ نے مجھ کو ہفتہ کے بدلہ میں جمعہ عطا فرمایا ہے اس روز سے کبھی ہفتہ کو پسند نہیں کیا۔ رہے یہود سو اُن سے میری قرابتیں ہیں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں۔ حضرت عمرؓ کو تو یہ جواب کہلا بھیجا اور اس کے بعد اس باندی سے دریافت کیا کہ تجھے اس کہنے پر کس نے آمادہ کیا۔ باندی نے اس وقت سچ سچ کہہ دیا کہ مجھے شیطان نے آمادہ کیا۔ حضرت صفیہؓ نے باندی سے فرمایا اچھا جاؤ تم آزاد ہو۔ [الاصابہ ص ۳۴۷ ج ۴]

سعید بن مسیب سے مرسلاً مروی ہے کہ جب حضرت صفیہؓ مدینہ آئیں تو آپ کے کانوں میں سونے کا کچھ زیور تھا۔ اس میں سے کچھ تو حضرت فاطمہؓ کو دیا۔ اور کچھ اور عورتوں کو [اخرجہ ابن سعد بسند صحیح]

سبحان اللہ! پیغمبرؐ کی زوجیت میں آئیں اور دنیا کا قصہ ختم کیا۔ ماہ رمضان المبارک ۵۰ھ میں وفات ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ [زرقانی ص ۲۵۹ ج ۳۔ سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۴۸ ج ۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱

ام المومنین میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا

میمونہؓ آپ کا نام ہے۔ باپ کا نام حارث اور ماں کا نام ہند تھا۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خالہ ہیں۔ حضرت میمونہؓ کی بہن امّ فضل حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور فضل بن عباسؓ کی والدہ اور حضرت عباسؓ کی بیوی ہیں ماہ ذی قعدہ ۷ھ میں جب آپؐ عمرہ حدیبیہ کی قضاء کرنے کے لئے مکہ تشریف لائے اس وقت آپؐ کی زوجیت میں آئیں ابنِ سعد کہتے ہیں کہ یہ آپؐ کی آخری بیوی ہیں۔ جن کے بعد آپؐ نے کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا۔ آپؐ سے پہلے ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں ابورہم کے انتقال کے بعد آپؐ کی زوجیت میں آئیں۔ پانچسو درہم مہر مقرر ہو

حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہؓ سے پیام دیا تو حضرت میمونہؓ نے حضرت عباسؓ کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے حضرت میمونہؓ سے آپؐ کا نکاح کردیا [احمد - نسائی]

روایات اس بارے میں بہت مختلف ہیں کہ نکاح کے وقت آپؐ مُحرِم تھے یا حلال تھے۔ لیکن راجح بات یہ ہے کہ آپؐ حلال تھے۔ نکاح کے فوراً بعد آپؐ نے احرام باندھ لیا اس لئے بعض کو مغالطہ ہوا کہ آپؐ نکاح کے وقت مُحرِم تھے۔ مکّہ سے چل کر آپؐ مقام سَرِف میں ٹھہرے اور وہاں پہنچکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عروسی فرمائی۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور عروسی دونوں مقام سَرِف ہی میں ہوئے اور سنہ ۵۱ھ میں مقام سَرِف میں اسی جگہ انتقال کیا جہاں عروسی ہوئی تھی اور وہیں دفن ہوئیں۔ عبداللہ بن عباسؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ [اصابہ ص ۴۱۱ ج ۴]

قبر میں عبداللہ بن عباسؓ اور یزید بن اصم اور عبداللہ بن شداد اور عبیداللہ خولانی نے اتارا۔ تین اول الذکر آپ کے بھانجے تھے اور چوتھے آپ کے پروردہ یتیم تھے۔ [الاستیعاب ص ۴۰۸ ج ۴]

یہ گیارہ ازواجِ مطہراتؓ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں رہیں۔ اور امہات المومنین کے لقب سے مشہور ہوئیں اور چند عورتیں ایسی بھی ہیں کہ جن سے آپ نے نکاح تو فرمایا لیکن مقاربت سے پہلے ہی ان کو اپنی زوجیت سے جدا کر دیا۔ جیسے اسماء بنت نعمان جَونیہ اور عمرہ بنت یزید کلابیہ، ان کا تذکرہ غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔

[سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۴۹ ج ۲]

آپ کی کنیزیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار کنیزیں تھیں جن میں سے دو مشہور ہیں۔

۱

ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

یہ آپؐ کی ام ولد ہیں آپؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ انہی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطن سے ہیں۔ ماریہ قبطیہ کو مقوقس شاہ اسکندریہ نے بطور نذرانہ آپؐ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

ماریہ قبطیہؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت ۱۶ سنہ ہجری میں انتقال کیا اور بقیع میں دفن ہوئیں۔

۲
ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا

ریحانہؓ۔ خاندان بنو قُرَیظہ یا بنو نَضِیر سے تھیں اسیر ہو کر آئیں اور بطور کنیز آپ کے حضور میں رہیں۔ حجۃ الوداع کے بعد ۱۰ سنہ ہجری میں انتقال کیا اور بقیع میں دفن ہوئیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آپؐ نے ان کو آزاد کر کے نکاح فرمایا تھا۔ واللہ اعلم

۳
نُفَیسہ رضی اللہ عنہا

نُفَیسہ اصل میں ام المومنین زینبؓ بنت جحش کی جاریہ تھیں ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہؓ کے بارے میں حضرت زینبؓ سے ناراض ہو گئے تھے۔ دو تین مہینہ تک آپؐ ناراض رہے جب آپ راضی ہو گئے تو حضرت زینبؓ نے اس خوشی میں اپنی باندی نفیسہ آپ کو ہبہ کر دی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ ایک اور کنیز تھیں جن کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

[زرقانی ص ۲۷۱ ج ۳ تا ص ۲۷۴ ج ۳]

تعدّدِ ازواج

جاننا چاہیئے کہ مسلمان آزاد کے لئے زیادہ سے زیادہ چار کی اور غلام کے لئے زیادہ سے زیادہ دو عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے اور احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے اور ائمہ مجتہدین کا بھی اس پر اتفاق ہے اور تمام امت کے لئے یہی حکم ہے۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ اس سے زائد کی اجازت ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً [سورہ نساء]

"جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ اُن کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو۔"

مولانا سید مودودی مرحوم لکھتے ہیں۔

اس بات پر فقہائے امت کا اجماع ہے کہ اس آیت کی رو سے تعدّدِ ازواج محدود کیا گیا ہے اور بیک وقت چار سے زیادہ بیوی رکھنے کو ممنوع کر دیا گیا ہے۔ روایات سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ احادیث میں آیا ہے کہ طائف کا رئیس غیلان جب اسلام لایا تو اس کی نو بیویاں تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسے حکم دیا کہ چار بیویاں رکھ لے اور باقی کو چھوڑ دے۔ اسی طرح ایک دوسرے شخص [نوفل بن معاویہ] کی پانچ بیویاں تھیں آپؐ نے حکم دیا کہ ان میں سے ایک کو چھوڑ دے۔

نیز یہ آیت تعددِ ازواج کے جواز کو عدل کی شرط سے مشروط کرتی ہے جو شخص عدل کی شرط پوری نہیں کرتا مگر ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کے جواز سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ اللہ کے ساتھ دغا بازی کرتا ہے۔ حکومتِ اسلامی کی عدالتوں کو حق حاصل ہے کہ جس بیوی یا جن بیویوں کے ساتھ وہ انصاف نہ کر رہا ہو ان کی دادرسی کریں۔ [تفہیم القرآن ص ۳۲۱ ج ۱]

تعددِ ازواج تمدنی اور اخلاقی ضرورت ہے

تعدد ازواج کے سلسلے میں یہ بات پہلے ذہن میں رکھی جائے کہ یہ اربابِ ضرورت کے لئے اجازت ہے یعنی ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ عدد چار سے متجاوز نہ ہو اور بشرطیکہ شوہر کے ہاتھ سے دامانِ عدل نہ چھوٹے۔ اب اگر کوئی ضرورت مند اپنی ضرورت ان شروط کے ساتھ پوری کرتا ہے تو قرآن اس پر کوئی قدغن نہیں لگاتا اور نہ کسی کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں کوئی مداخلت کرے۔

اگر یہ حقیقت ہے کہ قرآن نے ضرورت کی خاطر بشرطِ عدل چار عورتوں تک رکھنے کی ایک مرد کو اجازت دی ہے کہ اس ضرورت کا احساس سب کو ہے۔ قرآن نے اس کا علاج تعددِ ازواج کی صورت میں پیش کیا ہے جبکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری قوموں نے اس کے لئے اور راہیں اختیار کی ہیں. کہیں قانوناً زنا کے پیشہ کا جواز تسلیم کیا اور کہیں اِغلام بازی کو جرائم کی فہرست سے حذف کیا۔ قرآن چونکہ عورت کی عزت اور عفت کا علمبردار ہے وہ عصمت فروشی کو گوارا نہیں کرتا اس لئے وہ تعددِ ازدواج کی صورت میں ان تمام مشکلات پر قابو پاتا ہے۔ قرآن نے انسانی جذبات اور اس کی قوتوں کے پیشِ نظر تعدد کی اجازت دی ہے. مگر چار تک اس کی تحدید کر کے اور وہ بھی بشرطِ عدل و انصاف دنیا کے سامنے جادۂ اعتدال پیش کر دیا ہے۔ اس راہ میں نہ تو ایّامِ جاہلیت جیسی بے راہ روی اختیار کی اور نہ اس قدر تنگی کی کہ ایک عورت سے زائد نکاح کو ممنوع قرار دے دے۔ آپ ذرا خود سوچیں کہ اگر ایک عورت اَمراض کی وجہ سے اس قابل نہیں ہے کہ توالُد و تَناسُل کا سلسلہ قائم کر سکے تو ایسی صورت میں عورت کو بلا وجہ طلاق دینا کہاں کا انصاف ہے۔

اس پر بھی غور فرمائیے کہ مرد کے قُویٰ اور اس کی جسمانی ساخت و ترکیب ہی اس نوعیت کی ہے کہ بکثرت عورتوں میں ایک بیوی اس کی طبعی خواہش کی تشفی کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ مرد و عورت کے اتحاد و تَناسُل کو جہاں تک تعلق ہے مرد کا کام چند منٹ میں ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد مرد پر جسمانی حیثیت سے کوئی ذمّہ داری ہی نہیں برخلاف اس کے عورت کے لئے اس دو منٹی عمل کے نتائج کا سلسلہ دنوں اور ہفتوں نہیں حمل اور رضاعت کی مدّت ملا کر ڈھائی ڈھائی سال تک پھیلا رہتا ہے۔ پھر حمل کے بغیر بھی جوان تندرست عورت کے لئے ہر مہینہ ایک ایک ہفتہ کی معذوری ایک امرِ طبعی ہے اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانونی نظام کامل نہیں، ناقص ہے جو مرد کی طبعی ضرورتوں کی طرف سے آنکھیں بند کرکے اور عورت کی طبعی معذوریوں کا لحاظ کرکے مرد کے لئے کوئی سہولت جائز نہ رکھے۔ یورپ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور ماہرینِ حیاتیات کی شہادتیں اس کی مؤید ہیں کہ طبعی ضرورت سے قطع نظر مرد کی شہوانی جبلّت تنوّع پسند بھی ہے اس لئے جو شریعت اس کی اس جبلّت کی کوئی رعایت نہیں کرتی۔ وہ کچھ بھی ہو خدائی اور مطابقِ فطرت نہیں ہوسکتی۔ یہی سبب ہے کہ تاریخ جب سے ساتھ دیتی ہے داعیانِ توحید نے اس دستور کو نہ صرف جائز رکھا ہے بلکہ اس پر عمل کرکے اس کو اور زیادہ طاقت ور بنایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ میں سے کسی کے یہاں بھی ایک بیوی کی سند نہیں ملتی۔ بلکہ بعض کی حرم سرا تو کثرتِ تعداد کے لئے مشہور ہے۔ ہندو قدیم میں اکابرِ ہنود کی بابت بھی روایتیں وحدت کی نہیں، تعدد ہی کی ہیں۔

بعض لوگ اہلِ مغرب کی مسیحیت زدہ رائے سے مغلوب ہوکر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کا اصل مقصد تعددِ ازواج کے طریقے کو مٹا دینا تھا۔ چونکہ یہ طریقہ بہت رواج پا چکا تھا۔ اس لئے اس پر صرف پابندیاں عائد کرکے چھوڑ دیا گیا لیکن اس قسم کی باتیں دراصل محض ذہنی غلامی کا نتیجہ ہیں۔ تعددِ ازواج کا بجائے خود ایک بُرائی ہونا ناقابلِ تسلیم ہے کیونکہ بعض حالات میں یہ چیز ایک تمدنی اور اخلاقی ضرورت بن جاتی ہے اگر اس کی اجازت نہ ہو تو پھر وہ لوگ جو ایک عورت پر قانع نہیں ہوسکتے حصارِ نکاح سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہر صنفی بدامنی پھیلانے لگتے ہیں جن کے نقصانات تمدن اور اخلاق کے لئے اس سے بہت زیادہ ہیں جو تعددِ ازواج سے پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے قرآن نے ان لوگوں کو اس کی اجازت دی ہے جو اس کی ضرورت محسوس کریں۔

شاید آپ کا ذہن یہاں یہ خلش محسوس کرے کہ قرآن نے تعدد ازواج کے لئے ضرورتوں کی تفصیل کیوں نہیں بتائی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن امور کا تعلق انسانی ضروریات کے مختلف پہلوؤں سے ہے اور قوموں اور زمانوں اور حالات کے تغیر سے بدلتا رہتا ہے۔ وہاں قرآنِ حکیم تفصیلات سے بالا صرف کلیات پیش کرتا ہے۔ مثلاً طلاق کے موضوع پر قرآن نے یہ کہیں نہیں بتایا کہ فلاں فلاں ضرورت کے تحت آدمی طلاق دے سکتا ہے حالانکہ یہ بات بالکل واضح اور صاف ہے کہ طلاق ضرورت ہی کے تحت دی جاتی ہے۔ یہی حال یہاں تعدد ازواج کا ہے۔

[تفہیم القرآن ص ۳۲۱ ج ۱]

تعددِ ازواج اور مخالفین

اب تو یہ چیز اتنی عیاں ہو چکی ہے کہ بحث و مباحثہ کی ضرورت باقی ہی نہیں رہی تعدد ازواج کے مخالفین کو بھی حالات کے پیشِ نظر اس بات کو ماننا ہی پڑا کہ اسلام کا قانون تعدد ازواج درست ہے کسی مذہب اور دھرم کا ماننے والا بشرطیکہ وہ دور اندیش اور تجربہ کار ہو۔ "تعددِ ازواج" کے جواز سے انکار نہیں کر سکتا ہے اور نہ کسی مذہب و دین میں اس کا انکار کیا گیا ہے بلکہ سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی میں اس کی اجازت دی گئی ہے۔ خصوصاً اسلام نے جن قیود کے ساتھ تعدد کی اجازت دی ہے اس کی ضرورت کا تو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ یورپ نے اسلام کے تعدد ازدواج کے قانون کو اپنا نشانہ بنا لیا ہے وہی یورپ جس کے ہاں نسوانی ناموس کی کوئی قیمت باقی نہیں رہی ہے بلکہ لٹ رہا ہے لٹایا جا رہا ہے۔ بر سر بازار سب کچھ ہو رہا ہے لیکن دیکھنے والے دیکھتے ہیں اور صرف دیکھتے رہتے ہیں۔ یورپ میں مرد و عورت کے تعلقات میں بے باکیوں کی کیفیت جو حد سے گذر چکی ہے اسی کو دیکھ کر اور دوسرے حالات سے متاثر ہو کر یورپ ہی کے بعض ارباب فکر نے تعددِ ازدواج کے جواز کو تسلیم کر لیا ہے بلکہ اس کے جواز کو ضروری قرار دیا ہے۔

اہلِ یورپ کا اعترافِ حق

لندن کے ایک سکول کی ایک استانی مس میری سمتھ نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے۔

یک زوجی کا جو قاعدہ برطانیہ میں چلا ہوا ہے وہ تمام تر غلط ہے۔ مردوں کو دوسری شادی کی اجازت ملنی چاہیئے۔

میری سمتھ کی اس کتاب کے متعلق سنڈے ٹربیون [ڈر ن نثال] مؤرخہ ۲۴ نومبر ۱۹۵۱ء میں اس کے لندنی وقائع نگار لکھتے ہیں یقین ہے کہ ۱۵ سال سے اوپر عمر کی ۲۵ لاکھ بیوائیں جو اس وقت برطانیہ میں موجود ہیں دلچسپی اور قدر سے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیں گی۔

ان اقتباسات سے اندازہ لگائیے کہ تعددِ ازواج جس کی اسلام نے ناگزیر ضرورت کے وقت اجازت دی ہے قانونِ فطرت کے کتنا مطابق ہے اور حالات نے لوگوں کو اسلام کے اس قانونِ حقانیت کا کیسا یقین دلایا ہے یہی میری سمتھ اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھتی ہے۔

"چونکہ اس ملک برطانیہ میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہے اس لئے ہر عورت شوہر کو پانے میں کامیاب نہیں ہو سکتی"

اس کے بعد اس نے کہا ہے۔ ایک بیوی کا رواج ناکام ہو چکا ہے۔ اور یہ رواج بھی سائنٹیفک نہیں ہے۔

انگلستان میں بے راہ روی کو روکنے کے لئے سترھویں صدی سے کثرتِ ازواج کا چرچا شروع کیا گیا۔ ۱۶۵۸ء میں ایک شخص نے زنا کاری اور نو مولود حرامی بچوں کی اموات کو روکنے کے لئے کثرتِ ازواج کی حمایت میں ایک پمفلٹ شائع کیا۔ اس کے ایک صدی بعد انگلستان کے ایک قابلِ اعتماد اور صاحبِ کردار پادری نے اس مسئلہ کی تائید میں ایک کتاب لکھی۔

مشہور ماہرِ جنسیات جیمس ہلٹن نے فحاشی اور زنا کاری کو روکنے کے لئے کثرتِ ازواج کے طریقہ کو اختیار کرنے کی رائے دی۔

[اسلام اور جنسیات]

شوپنہار نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے لکھا تھا۔

ایک بیوی پر اکتفا کرنے والے کہاں ہیں؟ میں انہیں دیکھنا چاہتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ ہم میں سے ہر شخص "کثرتِ ازدواج" کا قائل ہے چونکہ ہر آدمی کو متعدد عورتوں کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے مرد پر کسی قسم کی تحدید عائد نہ ہونی چاہیئے۔

مشہور ماہر جنسیات کیلیجن اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔

گو انگلستان میں کثرتِ ازدواج کے اصول پر بالعموم عمل ہوتا ہے لیکن سوسائٹی اور قانون نے ابھی اس چیز کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ سوسائٹی ان اشخاص کے اعمال پر خاموش ہے۔ جو ایک بیوی یا شوہر سے شادی کر کے دو یا تین داشتاؤں یا آشناؤں سے تعلقات رکھتے ہیں لیکن سوسائٹی چیخ اٹھتی ہے جب کوئی شخص یہ تحریک پیش کرتا ہے کہ مرد کو ایک سے زائد عورتوں سے شادی کی اجازت دی جانی چاہیئے۔

علامہ عبدالعزیز شاویش مصری نے ایک واقعہ لکھا ہے پڑھنے کے لائق ہے۔

"لندن میں ایک ہسپانوی شخص سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ہم نے بہت سے اسلامی مسائل پر تبادلہ خیالات کیا اور جیسے ہی تعددِ ازدواج پر بحث چھڑی تو اس شخص نے کہا کاش اگر میں بھی مسلمان ہوتا تو ایک اور بیوی کر لیتا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا میری بیوی کو جنون ہو گیا ہے اور اس پر کئی سال گذر چکے ہیں جس کی وجہ سے مجھے مجبوراً آشنائیاں کرنی پڑتی ہیں کیونکہ میں دوسری بیوی نہیں کر سکتا۔ اگر میرے پاس دوسری جائز بیوی ہوتی تو اس سے میری جائز اولاد ہوتی جو میری کثیر دولت کی وارث بنتی۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور بہتر رفیق ہوتی اور مجھے اس سے اطمینان اور سکون حاصل ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسنز برڈسل کال کنز صدر رینگ وومین کرسچن ایسوسی ایشن نے واشنگٹن میں بلنگ کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا ہے۔

امریکہ میں چودہ سال سے اوپر کی جوان لڑکیوں کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ ہے جو سب کی سب کنواری ہیں۔ ان کے مقابلہ میں کنواروں کی تعداد نوّے لاکھ ہے۔ اس حساب سے تیس لاکھ کنواری لڑکیوں کے لئے شوہروں کا ملنا محال ہے کیونکہ جنگ نے مَردوں اور عورتوں کا عددی توازن بہت بڑی حد تک خراب کر دیا ہے۔

بتایا جائے کہ ایسی حالت میں کیا کیا جائے گا۔ اگر تعدّدِ ازدواج کی اجازت نہیں دی جاتی ہے تو پھر عفت کو دنیا کی کون سی طاقت بچا سکتی ہے۔ اور بفرضِ محال بچ بھی جائے تو اس ظلم عظیم کا وبال کس کے سر آئے گا اور ان تیس تیس لاکھ تعداد میں کنواری لڑکیوں کی گریہ وزاری اور ان کے نالہ و شیون کیا کچھ نہ کریں گے جس نے یہ لکھا بالکل سچ لکھا۔

لوگ سمجھتے ہیں تعدد ازدواجی اور وحدت ازدواجی میں مقابلہ ہے لیکن یہ غلط ہے۔ اصل میں مقابلہ ہے محدود ازدواجی کا لامحدود حرام کاری سے اسلام بعض سخت شرائط کے تحت محدود تعدد ازدواجی کی اجازت اس لئے دیتا ہے کہ لامحدود حرام کاری کا سدِّ باب ہو لیکن جو وحدت ازدواجی کے قائل ہیں ان کے پاس لامحدود حرام کاری کے انسداد کا کوئی علاج نہیں۔ اسی لئے تو وہ تعدّد ازدواجی کے خلاف زہرافشانی کرتے ہیں مگر یہ آواز بلند نہیں کرتے کہ ایک عورت والے مرد کو دوسری جگہ شہوانی بھوک کی سیری کے لیے منہ کالا نہ کرنا چاہیئے۔ [معالم القرآن ص ۶۱۲ تا ۶۱۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

تعدد ازدواج کا رواج نہایت قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے اور کسی مہذب قوم یا مذہب نے ضرورت کے وقت اس سے انکار نہیں کیا ہاں اسلام نے اس کو جائز رکھنے کے ساتھ خاوند حسب حیثیت خوراک، پوشاک اور مکان سکونتی اور دیگر ضروری نفقات میں عدل و مساوات کو واجب کرنے کے ساتھ حقوق شب باشی میں عدل و مساوات کو واجب کیا ہے۔ [ازدواج النبی ص ۱۳]

مولانا ازہری لکھتے ہیں۔

اسلام کے ناقدین خصوصاً اہل مغرب نے تعدد ازدواج کے مسئلہ پر بڑی لے دے کی ہے اور وہ مسلمان بھی اس کے متعلق بہت پریشان رہتے ہیں جن کے نزدیک خیر و شر اور حسن و قبح کا صرف وہی معیار قابل قبول ہے جو ان کے ذہنی مربیوں نے مقرر کر رکھا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند حقائق پیش کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

۱ ـــــ یہ حکم نہیں جس کی پابندی پیروان اسلام پر لازمی ہو بلکہ یہ ایک رخصت ہے۔

۲ ـــــ رخصت بھی بے قید شرط نہیں بلکہ سخت قیود سے مقید اور سنگین شرائط سے مشروط۔

www.KitaboSunnat.com

۳ ـــــ طب جدید و قدیم اس پر متفق ہے کہ مرد کی طبعی کیفیت عورت کی طبعی کیفیت سے جداگانہ ہے۔

۴ ـــــ مرد میں جنسی رغبت عورت سے کہیں زیادہ ہے جس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر وجہ یہ ہے کہ جنسی عمل کے بعد عورت کو مدت دراز تک مختلف نازک سے نازک مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ استقرارِ حمل، وضع حمل، رضاعت اور ننھے بچے کی تربیت یہ سارے مرحلے اسے یوں مشغول رکھتے ہیں کہ اس میں کوئی طلب کم ہی رونما ہوتی ہے۔ لیکن مرد ان تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہوتا ہے۔

۵ — اکثر ممالک میں عورت کی شرح پیدائش مردوں سے زیادہ ہے اس کے علاوہ جنگ آزما قوموں کے مرد ہی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جنگ کے شعلوں کی نذر ہوتے ہیں اس لئے عورتوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

۶ — تاریخ انسانی جب سے مرتب کی گئی ہے اس کے ہر اس قانونی نظام میں جس میں تعددِ ازدواج قانوناً ممنوع ہے۔ زنا کی کھلی اجازت ہے اور یہ فعلِ شنیع اپنی ان گنت خرابیوں کے باوجود جرم ہی تصوّر نہیں کیا جاتا۔

۷ — کیا بیوی اور اس کے بچوں کے لئے اس کے خاوند کی دوسری بیوی قابلِ برداشت ہے یا اس کی داشتہ ذہنی، روحانی، مادی اور جسمانی صحت کے جملہ پہلوؤں پر غور فرمائیے۔

۸ — کیا کسی با حمیت و باغیرت عورت کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ گھر کی مالکہ بن کے رہے۔ اس کا خاوند اس کے آرام کا ذمہ دار، اس کی ناموس کا محافظ ہو اس کی اولاد جائز اولاد متصور ہو اور سوسائٹی میں اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

با عزت مقام حاصل ہو۔ یا ایسی عورت بن کر رہے ہے جس کے حسن و شباب ہوس ناک نگاہوں کا کھلونا بنا رہے ہے۔ لیکن نہ کوئی اس کی اولاد کا باپ بننا گوارا کرے اور نہ کوئی دوسری ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہو۔

۹ ـــــ کیا یورپ اور امریکہ اپنی تمام تر سائنسی ترقی کے باوجود حرامی بچوں اور کنواری ماؤں کی تعداد میں ہوشربا اضافہ کے باعث پریشان نہیں۔ یو۔این۔او کی رپورٹ کے مطابق بعض یورپین ممالک میں ناجائز ولادتوں کا اوسط ساٹھ فیصدی تک پہنچ گیا ہے۔

یہ حقائق ہیں جن کو تسلیم کرتے ہوتے یہی مشکلات ہیں جن کا حل پیش کرتے ہوئے اسلام نے [جو دینِ فطرت ہے] ضرورت کے وقت ایک سے زائد بیوی سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ خود مغرب کے کئی مفکر اپنے معاشرہ کی اخلاقی پستی اور اس میں ایسی عورتوں اور ناجائز بچوں کی زبوں حالی کو دیکھ کر چیخ اٹھتے ہیں اور برملا کہنے لگے ہیں کہ قرآن کے قانون پر عمل کئے بغیر اب کوئی چارہ کار نہیں [ضیاء القرآن ص ۳۱۷ ج ۱]

الشیخ محمد علی الحرکان جنرل سیکرٹری رابطہ عالم اسلامی فرماتے ہیں۔

تعددِ ازدواج شریعت اسلامیہ میں عبث اور فضول نہیں بلکہ اس کے عظیم فوائد اور بہت سی حکمتیں ہیں جو افراد اور جماعتوں پر لوٹتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے حالات کا خوب علم ہے اور ان امور اور حالات کا بھی جو ان کی دنیا اور آخرت سنوار سکیں۔

اسلام سے قبل ایک مرد دس سے بھی زائد عورتیں اپنے ہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ لیتا تھا۔ مگر جب اسلام آیا اس نے مرد کی جان کو میزان پر رکھا اور اس کی اخلاقی طاقت کا بھی اندازہ کیا اور عورت کی پاکدامنی، کفالت اور نگرانی کی بھی پوری رعایت رکھی اور ایک مرد کے لئے عورتوں کی ایک خاص تعداد مقرر کی جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا اور اس کو بھی عدل کی شرط کے ساتھ مشروط رکھا تاکہ ان کو ایک نظر سے دیکھے۔ رہنے سہنے، کھانے پینے اور ہر چیز میں ان میں کلی مساوات ہو اور جب خاوند پورا عدل نہ کر سکے تو اس پر اسلام نے یہ واجب کیا ہے کہ وہ ایک ہی عورت پر اکتفا کرے۔

شریعت میں تعددِ ازواج کے اہم مقاصد میں سے نیک نسل کا بڑھانا ہے۔ جو [نیک نسل] ماں باپ کی شفقت و عنایت کے زیرِ سایہ تربیت اور نشو و نما پاتی ہے اور اس سے نیک اور مضبوط جماعتیں اور صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے اور امت کے افراد میں اضافہ ہوتا ہے اور امت کی طاقت و قوت اور شان و شوکت بڑھتی ہے اور دشمنوں پر ہیبت طاری ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نسل بڑھانے کی ترغیب دی ہے اور وہ قیامت کو اپنی امت کی کثرت پر دوسری امتوں کے مقابلے میں ناز کریں گے۔ ارشاد فرمایا۔

تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا فَاِنِّيْ مُبَاهٍ بِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ بیشک میں قیامت کے دن تم پر فخر کروں گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ نے اولاد کے درمیان بھی برابری کی تاکید فرمائی ہے اور والد کو ردکا ہے کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی کو دوسروں سے خاص نہ کرے اور اس سے امتیازی سلوک نہ کرے بلکہ اسے صحیح تربیت کا حکم دیا ہے تاکہ بیٹوں میں کہیں اختلاف اور نفرت پیدا نہ ہو۔ وہ ایک دوسرے سے ٹھیک محبت، الفت اور احترام کا سلوک کرنے والے ہوں چاہے ان کی مائیں مختلف ہوں۔

تعدّدِ ازواج کی حکمت اور فوائد درج ذیل ہیں۔

۱ ــــــ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بیوی بانجھ ہوتی ہے اور وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوتی وہ مرد جو اولاد کا متلاشی ہے کیا کرے؟ کیا وہ اولاد سے محروم چلا جائے یا دوسری شادی کرلے۔

۲ ــــــ کبھی بیوی مہلک مرض کا شکار ہو جاتی ہے اور وہ اپنی اس بیماری کے باعث مرد کو پاکدامن رکھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ ایسی حالت میں مرد کیا کرے حرام کی طرف لپکے یا دوسری شادی کرلے؟

۳ ــــــ یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ عورتوں کی تعداد بہ نسبت مردوں کے پوری دنیا کے مختلف قبائل میں زیادہ ہے اور خاص طور پر جنگوں اور داخلی فسادات کے بعد جب مرد قتل کر دیئے جائیں ایسی صورت میں عورتیں لامحالہ خاوندوں سے محروم ہوں گی جو ان کی پاکدامنی کا ذریعہ تھے۔ ایسے میں وہ کیا کریں؟ جو جی میں آئے؟ ،،،، ایک عورت کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ اپنے ایک خاوند کے زیرِ سایہ تین سوکنوں کے ساتھ پاکدامنی سے زندگی بسر کرے اور ان کے ساتھ ایک خاوند عدل و انصاف اور مساوات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کررہا ہو یا اس عورت کا خاوند سے محروم رہنا اور اس کا اپنی عصمت کو بٹہ لگا کر عام مال کی طرح اپنے آپ کو پیش کرنا جس سے اس کی عزت کی مٹی پلید ہو۔

اور یہ بات بھی تجربہ سے ثابت ہوئی ہے کہ ان حالات میں ایک بیوی پر اکتفا کرنے سے فساد بپا ہوتا ہے اور عشق و محبت اور دوستانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ عشق و معاشقے عصمت کی پاک چادر کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں اور جس معاشرے میں ایک سے زائد بیویوں کو رکھنے کی اجازت نہیں آپ ان کے حالات پر نگاہ ڈالیں ان میں فسق و فجور اور زنا عام ہے اور نسل تباہ ہو رہی ہے۔ وہ [حرام نسل] ہر جگہ اپنی کفالت کے لئے اپنے باپ تلاش کرتی ہے مگر نہیں ملتے اور ماؤں کی محبت میں سرتے ہیں مگر وہ وہ بھی نہیں ملتیں۔ اور نہ ہی معاشرہ میں ان کی کوئی عزت ہوتی ہے۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ اس معاشرے میں چور، قاتل اور جرائم پیشہ لوگ بکثرت ہوتے ہیں۔ [جس سے معاشرہ مزید بحران کا شکار ہو جاتا ہے]

خلاصہ یہ کہ تعدد ازدواج ایسا امر ہے جسے عقل صحیح مانتی اور شریعت اسے جائز قرار دیتی ہے اور لوگوں کے حالات کے مطابق ان کی ضرورت کا احساس کرتی ہے۔ بلکہ وہ تو واضح دلیل ہے اس بات کی کہ شریعتِ اسلامیہ انسانی زندگی کے تمام حالات میں اس کا صحیح حل پیش کرتی ہے۔ اور اللہ ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔

[اخبار العالم الاسلامی مکہ مکرمہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ ص ۱۵]

شیخ محمد علی الصابونی لکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان هناك اسبابا قاهرة تجعل العدد ضرورة كعقم الزوجة ومرضها مرضا يمنع زوجها من التحصن وغير ذلك من الاسباب التى لا نتعرض لذكرها الآن ولكن نشير الى نقطة هامة يدركها المرء ببساطة

ان المجتمع فى نظر الاسلام كالميزان يجب ان تتعادل كفتاه ومن اجل المحافظة على التوازن يجب ان يكون عدد الرجال بقدر عدد النساء فاذا زاد عدد الرجال على عدد النساء او بالعكس فكيف نحلّ هذه المشكلة ؟

ماذا نصنع حين يختل التوازن ويصبح عدد النساء اضعاف عدد الرجال ؟ انحرم المرأة من نعمة الزوجية ونعمة الامومة ونتركها تسلك طريق الفاحشة والرذيلة كما حصل فى اوربا من جراء تزايد عدد النساء بعد الحروب العالمية الاخيرة ؟ ام نحلّ هذه المشكلة بطرق شريفة فاضلة نصون فيها كرامة المرأة وطهارة الأسرة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلامة المجتمع ؟ ايهما اكرم وافضل لدى العاقل ان ترتبط المرأة برباط مقدس تنضم فيه مع امرأة اخرى تحت حماية رجل بطريق شرعى شريف ام نجعدها خدينة وعشيقة لذلك الرجل وتكون العلاقة بينهما علاقة اثم واجرام ؟

لقد اختارت المانيا [المسيحية] التى يحرم دينها التعدد فلم تجد خيرة لها الاما اختاره الاسلام فاباحت تعدد الزوجات رغبة فى حماية المرأة المانية من احتراف البغاء وما يتولد عنه من اضرار فادحة وفى مقدمتها كثرة اللقطاء

تقول استاذة المانية فى الجامعة: ان حل مشكلة المرأة الالمانية هو فى اباحة تعدد الزوجات انّنى اُفضّل ان اكون زوجة مع عشر نساء لرجل ناجح على ان اكون الزوجة الوحيدة لرجل فاشل تافه ان هذا ليس رأى وحدى بل هو رأى نساء كل المانيا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[محاضرات فی الثقافۃ الاسلامیۃ لاحمد محمد جمال]

یہاں کچھ ایسے زبردست اسباب موجود ہیں جنہوں نے تعددِ ازدواج کو انسان کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ مثلاً بیوی کا بانجھ ہونا یا اس کا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہونا جس سے آدمی بیوی سے عدم قربت کی بنا پر اپنے آپ کو گناہ سے محفوظ نہ رکھتا ہو یا دیگر اسباب جن کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہم ایک اہم نقطہ کی طرف اشارہ کریں گے۔ جسے آدمی اپنے کشادہ ذہن کے ساتھ آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

انسانی سوسائٹی اسلام کی نظر میں ایک ترازو کی طرح ہے جس کے دونوں پلڑے برابر ہونے ضروری ہیں اسی توازن کی حفاظت کی خاطر ضروری ہے کہ مردوں اور عورتوں کی تعداد برابر ہو لیکن اگر مردوں کی تعداد عورتوں کی تعداد سے بڑھ جائے یا اس کے برعکس عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ جائے تو اس مشکل کا حل کیسے ہوگا؟ جب مردوں اور عورتوں کی تعداد کا توازن خراب ہو جائے اور عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے میں کئی گنا بڑھ جائے تو ہم کیا کریں؟ کیا عورت کو بیوی اور ماں بننے کی نعمت سے محروم کر دیں اور اسے بے حیائی اور بدکاری کے راستوں پر بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیں جیسا کہ یورپ میں جنگ عظیم دوم کے بعد عورتوں کی کثرت کے باعث ہوتا رہا ہے۔ یا ہم اس مشکل مسئلہ کا حل اچھے شریفانہ طریقوں سے ڈھونڈیں جس میں معاشرہ کی سلامتی، خاندان کی لطافت و طہارت اور عورت کی عزت و ناموس بھی باقی رہے۔ عقلمند انسان کے نزدیک مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کون سی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھی صورت ہوگی دوسری عورت کے ساتھ حل کر شرعی نکاح کے ذریعے شریفانہ طریقہ سے کسی مرد کی حفاظت میں زندگی گذارنا اچھا طریقہ ہے یا بغیر نکاح کے بدکاری کی زندگی گذارنا اچھا ہے؟

جرمنی کی عیسائی قوم [جن کے مذہب میں تعددِ ازواج حرام ہے] نے جب دیکھا کہ اسلام نے تعدد ازواج کی جو اجازت دی ہے جرمنی کی عورت کے لئے اس کے سوا اور کوئی صورت بہتر نہیں ہے تو انہوں نے عورت کو بدکاری اور اور اس کے نتیجہ میں حرامی بچوں کی پیدائش سے بچانے کے لئے تعدد ازواج کی اجازت دے دی ہے۔

جرمنی یونیورسٹی کی ایک خاتون پروفیسر فرماتی ہیں جرمنی کی عورتوں کی مشکلات کا حل صرف تعددِ ازواج میں ہی ہے۔ میں اس بات کو ترجیح دوں گی کہ کسی ناکام گھٹیا اور حقیر آدمی کی اکیلی بیوی رہنے کے بجائے کسی کامیاب شخص کی دس بیویوں کے ساتھ میں بھی ایک بیوی بن کر رہوں۔ یہ رائے صرف میری ہی نہیں ہے بلکہ جرمنی کی تمام عورتوں کی بھی یہی رائے ہے۔"

جرمنی کی طرح جب کسی قوم یا ملک کے مرد و زن کی تعداد کا توازن بگڑ جائے تو وہاں اس مشکل کا حل کیا ہونا چاہیئے۔ اس کے بارے میں سید قطب رح فرماتے ہیں۔

ان هناك حلا من حلول ثلاثة۔

الحل الاول : ان يتزوج كل رجل

www.KitaboSunnat.com

امرأة و تبقى اثنتان لا تعرفان فى حياتهما رجلا ولا بيتا ولا طفلا ولا أُسرة۔

والحل الثانى : ان يتزوج كل رجل امرأة فيعاشرها معاشرة زوجية وان يختلف الى الاخريين او واحدة منهما متعرف الرجل دون ان تعرف البيت او الطفل فاذا عرفت الطفل عرفته عن طريق الجريمة وحملته ذلك العار والضياع۔

والحل الثالث : ان يتزوج الرجل اكثر من امرأة فيرفعها الى شرف الزوجية وامان البيت وضمانة الاسرة و يرفع ضميره عن لوثة الجريمة وقلق الاثم و عذاب الضمير و يرفع المجتمع عن لوثة الفوضى و اختلاط الانساب۔

اَىّ الحلول آليق بالانسانية واَحق بالرجولة واَكرم للمرأة ذاتها وانفع

[السلام العالمى فى الاسلام ۷۳]

یہاں تین حل پیش کئے جا سکتے ہیں۔

پہلا حل : یہ ہے کہ ہر آدمی ایک ایک عورت سے شادی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلے باقی دو عورتیں اس طرح زندگی گذاریں کہ نہ ان کا کوئی خاوند ہو اور نہ گھر، نہ خاندان نہ اولاد۔

دوسرا حل : یہ ہے کہ ہر آدمی ایک ایک عورت سے شادی کرلے اور باقی دو عورتوں کو بطور داشتہ رکھے جو مَرد سے تو آشنا ہوں مگر گھر اور اولاد سے آشنا نہ ہوں۔ اگر ان کے ہاں بچّہ بھی پیدا ہو تو بدکاری سے پیدا ہو۔ جو اس عورت کے لئے ہمیشہ کے لئے بدنامی کا باعث بنے۔

تیسرا حل : یہ ہے کہ ہر آدمی ایک سے زیادہ شادیاں کرے اور ان کو شرفِ زوجیت اور امن والا گھر اور خاندان کی ضمانت عطا کرے اور حرام کاری، گناہ کا کھٹکا اور ضمیر کے عذاب سے ان کو بچائے اور مُعاشرہ کو انساب کے اختلاط اور بدنظمی کی آلودگی سے بلند رکھے۔

مذکورہ جو تین حل پیش کئے گئے ہیں ان میں سے مَردانگی کے لئے زیادہ بہتر اور انسانیت کے لئے زیادہ لائق اور عورت کی ذات کے لئے زیادہ نفع مند اور اکرام واحترام کے زیادہ لائق کونسا حل ہوسکتا ہے؟ وہ یقیناً تیسرا حل ہی ہوسکتا ہے۔

قرآن میں تعدّد ازواج اور اسلام سے پہلے اقوامِ عالَم میں اس کا رواج

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم لکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مرد کے لئے متعدد بیویاں رکھنا اسلام سے پہلے بھی تقریبًا دنیا کے تمام مذاہب میں جائز سمجھا جاتا تھا۔ عرب، ہندوستان، ایران، مصر، بابل وغیرہ ممالک کی ہر قوم میں کثرتِ ازدواج کی رسم جاری تھی اور اس کی فطری ضرورتوں سے آج بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا دورِ حاضر میں یورپ نے اپنے متقدمین کے خلاف تعدد ازدواج کو ناجائز کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ بے نکاحی داشتاؤں کی صورت میں برآمد ہوا۔ بالآخر فطری قانون غالب آیا اور اب وہاں کے اہلِ بصیرت حکماء خود اس کو رواج دینے کے حق میں ہیں۔ مسٹر ڈیون پورٹ جو ایک مشہور عیسائی فاضل ہیں تعدد ازدواج کی حمایت میں انجیل کی بہت سی آیتیں نقل کر کے بعد میں لکھتا ہے۔

ان آیتوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ تعدد ازدواج صرف پسندیدہ ہی نہیں بلکہ خدا نے اس میں خاص برکت دی ہے۔

اسی طرح پادری نکسن اور جان ملٹن اور اپزک ٹیلر نے پُر زور الفاظ میں اس کی حمایت کی ہے۔ اسی طرح ویدک تعلیم غیر محدود تعدد ازدواج کو جائز رکھتی ہے اور اس سے دس دس تیرہ تیرہ، ستائیس ستائیس بیویوں کو ایک وقت میں جمع رکھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

کرشن جو ہندوؤں میں واجب التعظیم اوتار مانے جاتے ہیں ان کی سینکڑوں بیویاں تھیں جو مذہب اور قانون عفت و عصمت کو قائم رکھنا چاہتا ہو اور زناکاری کا انسداد ضروری جانتا ہو اس کے لئے کوئی چارہ نہیں کہ تعدد ازدواج کی اجازت دے اس میں زناکاری کا بھی انسداد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مردوں کی بہ نسبت عورتوں کی جو کثرت بہت سے علاقوں میں پائی جاتی ہے اس کا بھی علاج ہے اگر اس کی اجازت نہ دی جائے تو داشتہ اور پیشہ ور کسبی عورتوں کی افراط ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ جن قوموں میں تعدد ازدواج کی اجازت نہیں ان میں زنا کی کثرت ہے۔ یورپین اقوام کو دیکھ لیجئے ان کے یہاں تعدد ازواج پر تو پابندی ہے مگر بطور دوستانہ جتنی بھی عورتوں سے مرد زنا کرتا ہے اس کی پوری اجازت ہے۔ کیا تماشہ ہے کہ نکاح ممنوع اور زنا جائز۔

غرض اسلام سے پہلے کثرت ازواج کی رسم بغیر کسی تحدید کے رائج تھی۔ ممالک اور مذاہب کی تاریخ سے جہاں تک معلوم ہوتا ہے کسی مذہب اور کسی قانون نے اس پر کوئی حد نہ لگائی تھی۔ نہ یہود و نصاریٰ نے نہ ہندوؤں اور آریوں نے اور نہ پارسیوں نے۔

اسلام کے ابتدائی زمانے میں بھی یہ رسم بغیر تحدید کے جاری رہی لیکن اس پر غیر محدود کثرت ازواج کا نتیجہ یہ تھا کہ لوگ اوّل اوّل تو حرص میں بہت سے نکاح کر لیتے تھے مگر پھر ان کے حقوق ادا نہ کر سکتے تھے اور یہ عورتیں ان کے نکاح میں ایک قیدی کی حیثیت سے زندگی گذارتی تھیں۔

پھر جو عورتیں ایک شخص کے نکاح میں ہوتیں ان میں عدل و مساوات کا کہیں نام و نشان نہ تھا جس سے دل بستگی ہوئی اس کو نوازا گیا جس سے رخ پھر گیا اس کے کسی حق کی پروا نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعدد ازواج پر ضروری پابندی اور عدل و انصاف کا حکم

قرآن نے عام معاشرے کے اس ظلم عظیم کو روکا۔ تعدد ازواج پر پابندی لگائی اور چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام قرار دیا اور جو عورتیں ایک ہی وقت میں نکاح کے اندر ہیں ان میں مساواتِ حقوق کا نہایت مؤکد حکم اور اس کی خلاف ورزی پر وعیدِ شدید سنائی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ۔

یعنی جو حلال عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر سکتے ہو دو دو، تین تین، چار چار۔ آیت میں " ما طاب لکم " کا لفظ آیا ہے حضرت حسن بصری، ابنِ جُبیر اور ابنِ مالک نے " ما طاب " کی تفسیر ما حل سے فرمائی ہے۔ یعنی جو عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔

اور بعض حضرات نے " ما طاب " کے لفظی معنی کے اعتبار سے " پسندیدہ " کا ترجمہ کیا ہے۔ مگر ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ یہ مراد ہو سکتی ہے کہ جو عورتیں طبعی طور پر تمہیں پسند ہوں اور تمہارے لئے شرعاً حلال بھی ہوں۔ اس آیت میں ایک طرف تو اس کی اجازت دی گئی ہے کہ ایک سے زائد دو، تین، چار عورتیں نکاح میں جمع کر سکتے ہیں۔ دوسری طرف چار کے عدد تک پہنچا کر یہ پابندی بھی عائد کر دی ہے کہ چار سے زائد عورتیں بیک وقت نکاح میں جمع نہیں کی جا سکتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان نے اس قرآنی تخصیص اور پابندی کو اور زیادہ واضح کر دیا۔ اس آیت کے نزول کے بعد غیلان بن اسلمہ ثقفی مسلمان ہوئے اس وقت ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں اور وہ بھی مسلمان ہو گئی تھیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمِ قرآنی کے مطابق اسے حکم دیا کہ ان دس میں سے چار کو منتخب کر لے باقی کو طلاق دے کر آزاد کر دے۔ غیلان بن اسلمہ ثقفی نے چار منتخب کر لیں باقی سے علیحدگی اختیار کر لی۔ [مشکوٰۃ ص ۲۷۴ بحوالہ ترمذی، ابن ماجہ]

مسندِ احمد میں اسی روایت کے تکملہ میں ایک اور واقعہ مذکور ہے اس کا ذکر کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کیونکہ اس کا تعلق بھی نسوانی حقوق سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ۔

غیلان بن اسلمہ ثقفی نے حکمِ شرعی کے مطابق چار عورتیں رکھ لی تھیں۔ مگر فاروق اعظمؓ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے ان کو بھی طلاق دے دی تھی اور اپنا کل مال و سامان اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ فاروق اعظمؓ کو اطلاع ملی تو ان کو حاضر کر کے فرمایا۔ کہ تم نے ان عورتوں کو اپنی میراث سے بے دخل کرنے کے لئے یہ حرکت کی ہے جو سراسر ظلم ہے۔ لہٰذا فوراً ان کی طلاق سے رجعت کرو اور اپنا مال بیٹوں سے واپس لو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو تمہیں سخت سزا دی جائے گی۔ قیس بن الحارث اسدیؓ فرماتے ہیں کہ میں جب مسلمان ہوا تو میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپؐ نے فرمایا چار رکھ لو باقی کو طلاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دو [ابوداؤد ص ۳۰۴]

اور مسندِ امام شافعی نے نوفل بن معاویہؓ دیلمی کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے نکاح میں پانچ عورتیں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی ایک عورت کو طلاق کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ مشکوٰۃ شریف میں ص ۲۷۴ میں بھی شرح السنۃ سے نقل کیا ہے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اس تعامل سے آیتِ قرآنی کی مراد بالکل واضح ہو گئی، کہ چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

مولانا عبدالحق حقانی فرماتے ہیں۔

شریعتِ اسلامیہ غایت درجہ معتدل اور متوسط ہے مرافراط اور تفریط کے درمیان میں ہے۔ نہ تو عیسائیوں کے راہبوں اور ہندوؤں کے جوگیوں اور گسایوں کی طرح ملنگ بننے کی اجازت دیتی ہے اور نہ صرف ایک عورت ہی پر قناعت کرنے کو لازم گردانتی ہے بلکہ حسب ضرورت و مصلحت ایک سے چار تک اجازت دیتی ہے۔

چنانچہ پادری لوگ بھی نظر عمیق کے بعد اسی کا فتویٰ دیتے ہیں جیسا کہ کتاب مسمٰی بہ اصلاح سہو مطبوعہ امریکن مشن پریس ۱۸۷۱ء میں لکھتے ہیں کہ تعدد ازدواج بنی اسرائیل میں تھا اور خدا نے اس کو منع نہیں کیا بلکہ برکت کا وعدہ کیا گیا اور مارٹین لوتھر نے فلپکو دو جوروؤں کی اجازت دی تھی [تفسیر حقانی ص ۱۶۶ ج ۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں۔

تاریخ عالم کے مسلمات میں سے ہے کہ اسلام سے پہلے تمام دنیا میں یہ رواج تھا کہ ایک شخص کئی کئی عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھتا تھا اور یہ دستور تمام دنیا میں رائج تھا۔ حتیٰ کہ حضرات انبیاء کرام بھی اس دستور سے مستثنیٰ نہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں۔ حضرت اسحٰقؑ کی بھی متعدد بیویاں تھیں۔ حضرت موسیٰ کے بھی کئی بیویاں تھیں اور حضرت سلیمانؑ کے بھی بیسیوں بیویاں تھیں اور حضرت داؤدؑ کے سو بیویاں تھیں۔ توریت، انجیل اور دیگر صحف انبیاء میں حضرات انبیاءؑ کی متعدد ازواج کا ذکر ہے اور کہیں بھی تعددِ ازواج کی ممانعت کا ادنیٰ اشارہ بھی نہیں ملتا۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ دو ایسے نبی گذرے ہیں جنہوں نے بالکل شادی نہیں کرائی۔ سو اگر ان کے فعل کو استدلال میں پیش کیا جائے تو ایک شادی بھی ممنوع ہو جائے گی۔ حضرت عیسیٰؑ نے رفع الی السماء سے پہلے اگرچہ شادی نہیں فرمائی مگر نزول کے بعد شادی کریں گے اور اولاد بھی ہوگی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ غرض یہ کہ علماء یہود اور علماء نصاریٰ کو مذہبی لحاظ سے تعدد ازواج پر اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ اسلام آیا اور اس نے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا۔ مگر اس کی حد مقرر کر دی کہ چار سے تجاوز نہ کیا جائے اس لئے کہ نکاح سے مقصود تحصین فرج ہے۔ یعنی پاکدامنی اور شرمگاہ کی زنا سے حفاظت مقصود ہے۔ چار عورتوں میں جب ہر تین سب کے بعد عورت کی طرف رجوع کرے گا تو اس کے حق زوجیت پر کوئی اثر نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑے گا۔

شریعت اسلامیہ نے غایت درجہ اعتدال اور توسط کو ملحوظ رکھا نہ تو جاہلین کی طرح غیر محدود کثرت کی اجازت دی کہ جس سے شہوت رانی کا دروازہ کھل جائے اور نہ اتنی تنگی کہ ایک سے زائد کی اجازت ہی نہ دی جائے۔ بلکہ بین بین حالت کو برقرار رکھا کہ چار کی اجازت دی تاکہ۔

اس نکاح کی غرض و غایت یعنی عفت اور حفاظت نظر اور تحصین فرج اور تناسل اور اولاد بسہولت حاصل ہو سکے اور زنا سے بالکلیہ محفوظ ہو جائے اس لئے کہ قدرت نے بعض لوگوں کو ایسا قوی تندرست اور فارغ البال اور خوشحال بنایا ہے کہ ان کے لئے ایک عورت کافی نہیں ہو سکتی۔ اور بوجہ قوت اور توانائی اور پھر خوشحالی اور تونگری کی وجہ سے چار بیویوں کے بلاتکلف حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو دوسرے نکاح سے روکنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سے تقویٰ پرہیزگاری اور پاکدامنی تو رخصت ہو جائے گی اور بدکاری میں مبتلا ہو جائیں گے۔

بلکہ

ایسے قوی اور توانا جن کے پاس لاکھوں اور کروڑوں کی دولت موجود ہے اگر وہ اپنے خاندان کی چار غریب عورتوں سے اس لئے شادی کریں کہ ان کی تنگدستی مُبدّل بفراخی ہو جائے اور وہ غربت کے گھر سے نکل کر ایک نعمت وراحت کدہ میں داخل ہوں اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں۔ تو امید ہے کہ ایسا نکاح اسلامی نقطۂ نظر سے بلاشبہ عین عبادت ہوگا اور قومی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقطۂ نظر سے اعلیٰ ترین سماجی ہمدردی کا ثبوت ہوگا۔ جس دولت مند اور جاگیردار اور سرمایہ دار کے خزانہ سے ہر مہینہ دس ہزار مزدور اور دس ہزار خاندان پرورش پاتے ہوں تو اگر دولتمند کے خاندان کی چار عورتیں بھی اس کی حرم سرائے میں داخل ہو جائیں اور عیش وعشرت اور عزت وراحت کے ساتھ ان کی عزت اور ناموس بھی محفوظ ہو جائے تو عقلاً وشرعاً اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی۔

بلکہ

اگر کوئی بادشاہ یا صدرِ مملکت یا وزیرِ سلطنت یا کوئی صاحب ثروت و دولت بیمار پڑ جائے اور پھر بذریعہ اخبار اعلان کرائے کہ میں چار عورتوں سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور ہر عورت کو ایک ایک لاکھ روپیہ مہر دوں گا اور ہر ہر عورت کو بنگلہ کا مالک بنا دوں گا جو عورت مجھ سے نکاح کرنا چاہے وہ میرے پاس درخواست بھیج دے۔

تو سب سے پہلے

انہی بیگمات کی درخواستیں پہنچیں گی جو تعدد ازدواج کے مسئلہ پر شور شرابہ کرتی ہیں۔ یہی مغرب زدہ بیگمات اور ہم رنگ میمات سب سے پہلے اپنے آپ کو اور اپنی بیٹیوں کو، بھتیجیوں کو، بھانجیوں کو لے کر امراء اور وزراء کے بنگلوں پر خود حاضر ہو جائیں گی اور عجب نہیں کہ ان بیگمات کا اتنا ہجوم ہو جائے کہ امیر یا وزیر کو انتظام کے لئے پولیس بلانا پڑے اور اگر کوئی وزیر یا امیر ان بیگمات کے قبول کرنے میں تامل کرے تو یہی بیگمات دلآویز طریقہ سے ان امیروں اور وزیروں کو تعدد ازدواج کے فوائد اور منافع سمجھائیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی۔

۲ـــــــــ نیز عورت ہر وقت اس قابل نہیں رہتی کہ خاوند اس سے ہمبستر ہو سکے کیونکہ اول تو لازمی طور پر ہر عورت پر ایک ماہ میں پانچ یا چھ دن ایسے آتے ہیں یعنی ایام ماہواری جس میں مرد کو پرہیز کرنا لازمی ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ ایام حمل میں عورت کو مرد کی صحبت سے اس لئے پرہیز ضروری ہوتا ہے کہ جنین کی صحت متاثر نہ ہو۔

تیسرے یہ کہ بسا اوقات ایک عورت امراض کی وجہ سے یا حمل اور توالد اور تناسل کی تکلیف کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتی کہ مرد اس سے متمتع ہو سکے تو ایسی صورت میں مرد کے زنا سے محفوظ رہنے کی عقلاً اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ اس کو دوسرے نکاح کی اجازت دی جائے۔ ورنہ مرد اپنی خواہش کے پورا کرنے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کریں گے۔

حکایت

ایک بزرگ کی بیوی نابینا ہو گئی تو انہوں نے دوسرا نکاح کر لیا تاکہ یہ دوسری بیوی پہلی نابینا بیوی کی خدمت کر سکے۔

اہل عقل فتویٰ دیں کہ اگر پہلی بیوی معذور ہو جائے اور وہ دوسرا نکاح اس لئے کرے کہ دوسری بیوی آکر پہلی بیوی کی خدمت کر سکے اور اس کے بچوں کی تربیت کر سکے اور گھر کا نظام چلا سکے تو کیا یہ دوسرا نکاح عین ضرورت اور عین انسانیت نہ ہو گا؟

۳ـــــــــ نیز بسا اوقات عورت امراض کی وجہ سے عقیم [بانجھ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی وجہ سے توالد اور تناسل کے قابل نہیں رہتی اور مرد کو بقاءِ نسل کی طرف فطری رغبت ہے۔ ایسی صورت میں عورت کو بلا وجہ طلاق دے کر علیحدہ کر دینا یا اس پر کوئی الزام لگا کر اسے طلاق دے دینا [جیسا کہ دن رات یورپ میں ہوتا رہتا ہے] بہتر ہے یا یہ صورت بہتر ہے کہ اس کی زوجیت اور حقوق زوجیت کو باقی اور محفوظ رکھ کر شوہر کو دوسرے نکاح کی اجازت دی جائے۔ بتلاؤ کون سی صورت بہتر ہے؟ اگر کسی قوم کو اپنی تعداد بڑھانی منظور ہو تو اس کی سب سے بہتر تدبیر یہی ہو سکتی ہے کہ ایک ایک مرد کئی کئی شادیاں کرے تاکہ بہت سی اولاد ہو سکے۔ زمانہ جاہلیت میں فقر اور افلاس کے ڈر سے صرف لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور موجودہ تہذیب و تمدن کے دور میں ضبط تولید کی دوائیں ایجاد ہو چکی ہیں۔ جس سے موجودہ تہذیب قدیم جاہلیت پر سبقت لے گئی ہے۔ اپنی ذہانت سے نسل کشی اور زنا و بدکاری پر پردہ پوشی کے لئے عجیب و غریب طریقے جاری کر دیئے جو اب تک کسی حاشیۂ خیال میں بھی نہ گذرے تھے۔

(۴) نیز تجربہ اور مشاہدہ سے اور مردم شماری کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعداد قدرتاً اور عادتاً ہمیشہ مردوں سے زیادہ رہتی ہے جو کہ قطعی طور پر اور قدرتی طور پر تعدد ازدواج کی ایک بین دلیل ہے۔ مرد عورتوں کی بہ نسبت کم پیدا ہوتے ہیں اور مرتے زیادہ ہیں۔ لاکھوں مرد لڑائیوں میں مارے جاتے ہیں اور ہزاروں مرد جہازوں میں ڈوب کر مر جاتے ہیں اور عورتیں پیدا زیادہ ہوتی ہیں اور مرتی کم ہیں۔ پس اگر ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرد کو کئی شادیوں کی اجازت نہ دی جائے اور یہ فاضل عورتیں بالکل بیکار اور معطل رہیں کون ان کی معاش کا کفیل اور ذمہ دار بنے اور کس طرح یہ عورتیں اپنی فطری خواہش کو دبائیں اور اپنے آپ کو زنا سے محفوظ رکھیں۔ پس تعدد ازدواج کا حکم بے کس عورتوں کا سہارا ہے۔ اور ان کی عصمت و ناموس کی حفاظت کا واحد ذریعہ ہے اور ان کی جان اور آبرو کا نگہبان اور پاسبان ہے عورتوں پر اسلام کے اس احسان کا شکر واجب ہے کہ تم کو تکلیف سے بچایا اور راحت پہنچائی چادر اور چار دیواری کا تحفظ دیا اور لوگوں کی تہمت اور بدگمانی سے تم کو محفوظ کیا۔ دنیا میں جب کبھی لڑائیاں پیش آتی ہیں تو مرد ہی زیادہ مارے جاتے ہیں اور قوم میں بیکس عورتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے تو اس وقت انسانی حقوق کی تنظیموں کی نگاہیں اس اسلامی اصول کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ ابھی پچیس سال قبل کی بات ہے کہ جنگ عظیم کے بعد جرمنی اور دوسرے یورپی ممالک جن کے مذہب میں تعدد ازدواج جائز نہیں۔ عورتوں کی اس بیکسی کو دیکھ کر اندر ہی اندر تعدد ازدواج کا فتوی تیار کر رہے تھے مگر زبان سے دم بخود تھے۔ جو لوگ تعدد ازدواج کو برا سمجھتے ہیں ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ جب ملک میں عورتیں لاکھوں کی تعداد میں مردوں سے زیادہ ہوں تو ان کے فطری اور طبعی جذبات اور ان کی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لئے آپ کے پاس کیا حل ہے اور آپ نے ان بیکس اور بے سہارا عورتوں کی مصیبت دور کرنے کے لئے کیا قانون بنایا ہے؟

[سیرۃ المصطفیٰ ص]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا اشرف علیؒ تھانوی فرماتے ہیں۔

گذشتہ مردم شماری میں بعض محاسبین نے صرف بنگال کے مردوں اور عورتوں کی تعداد پر نظر کی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے جو کہ قدرتی طور پر تعدد ازدواج پر ایک بین دلیل ہے۔ جس کو شک ہو وہ علیحدہ علیحدہ مردوں اور عورتوں کی تعداد کو سرکاری کاغذات مردم شماری کے ہند میں ملاحظہ کر لے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ثابت ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی ہم اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ یورپ جس کو سب ممالک سے بڑھ کر تعدد ازدواج کی ضرورت سے منزہ اور مبرا سمجھا جاتا ہے عورتوں کی تعداد مردوں سے کس قدر زیادہ ہے۔

چنانچہ برطانیہ کلاں میں بوئروں کی جنگ سے پہلے بارہ لاکھ اکہتر ہزار تین سو پچاس عورتیں ایسی تھیں کہ جن کے لئے ایک بیوی والے قاعدے سے کوئی مرد مہیا نہیں ہو سکتا۔

فرانس میں ۱۹۰۰ء کی مردم شماری میں عورتوں کی تعداد مردوں سے چار لاکھ تئیس ہزار سات سو نو [۴۲۳۷۰۹] زیادہ تھی۔

جرمن میں ۱۹۰۰ء کی مردم شماری میں ہر ہزار مرد کے لئے ایک ہزار بتیس [۱۰۳۲] عورتیں موجود تھیں۔ گویا کل آبادی میں آٹھ لاکھ ستاسی ہزار چھ سو اڑتالیس [۸۸۷۶۴۸] عورتیں ایسی تھیں جن سے شادی کرنے والا کوئی مرد نہ تھا۔

سوئٹزرلینڈ میں ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں ایک لاکھ بائیس ہزار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھ سو ستر [۱۲۲۸۷۰] عورتیں اور ہسپانیہ میں سنہ ۱۸۹۰ء کی مردم شماری چار لاکھ ستاون ہزار دو سو باسٹھ [۴۵۷۲۶۲] عورتیں تھیں۔

اور آسٹریا میں سنہ ۱۸۹۰ء میں چھ لاکھ چوالیس ہزار سات سو چھیانوے [۶۴۴۷۹۶] عورتیں مردوں سے زائد تھیں۔

اب ہم سوال کرتے ہیں کہ اس بات پر فخر کر لینا تو آسان ہے کہ ہم تعدد ازدواج کو برا سمجھتے ہیں مگر یہ بتایا جائے کہ ان کم از کم چالیس لاکھ عورتوں کے لئے کون سا قانون تجویز کیا؟ کیونکہ ایک بیوی کے قاعدہ کی رو سے یورپ میں تو ان کے لئے خاوند نہیں مل سکتے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ جو قوانین انسانی ضروریات کے لئے بنائے جاتے ہیں وہ انسانی ضروریات کے مطابق بھی ہونے چاہئیں یا نہیں؟ وہ قانون جو تعدد ازدواج کی ممانعت کرتا ہے وہ ان چالیس لاکھ عورتوں کو یہ کہتا ہے کہ وہ اپنی فطرت کے خلاف چلیں اور ان کے دلوں میں مردوں کی کبھی خواہش پیدا نہ ہو لیکن یہ امر تو ناممکن ہے جیسا کہ خود تجربہ اس کی شہادت دے رہا ہے۔ پس نتیجہ یہ ہو گا کہ جائز طریق سے روکے جانے کے باعث وہ ناجائز طریق اختیار کریں گی اور اس طرح زنا کی کثرت ہو گی۔ اور یہ تعدد ازدواج کی مخالفت کا نتیجہ ہے اور یہ امر کہ اس سے زنا زیادہ پھیلے گا۔ خیال ہی نہیں بلکہ امر واقع ہے جیسا کہ ہزارہا ولد الحرام بچوں کی تعداد سے ثابت ہو رہا ہے جو ہر سال پیدا ہوتے ہیں

[المصالح العقلیہ ص ۱۷۳ ج ۱]

افسوس کہ اہلِ مغرب اسلام کے اس جائز اور سراپا مصلحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئیں تعدد ازدواج پر تو عیش پسندی کا الزام لگائیں اور غیر محدود ناجائز تعلقات اور بلا نکاح کی لاتعداد آشنائی کو تہذیب اور تمدن سمجھیں۔ زنا جو کہ تمام انبیاء و مرسلینؑ کی شریعتوں میں حرام اور تمام حکماء کی حکمتوں میں قبیح اور شرمناک فعل رہا مغرب کے مدعیان تہذیب کو اس کا قبح نظر نہیں آتا اور تعددِ ازدواج کو جو تمام انبیاء و مرسلین اور تمام حکماء اور عقلاء کے نزدیک جائز اور مستحسن رہا وہ ان کو قبیح نظر آتا ہے ان مہذب قوموں کے نزدیک تعددِ ازدواج تو جرم ہے اور زنا اور بدکاری اور غیر عورتوں سے آشنائی جرم نہیں۔ ان مہذب قوموں میں تعدد ازدواج کی ممانعت کا تو قانون موجود ہے مگر زنا کی ممانعت کا کوئی قانون نہیں۔

۵ —— تعددِ ازدواج کے جواز اور استحسان کا اصل سبب یہ ہے کہ تعدد ازدواج عفت اور پاکدامنی اور تقویٰ اور پرہیزگاری جیسی عظیم نعمت اور صفت کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ جو لوگ تعدد ازدواج کے مخالف ہیں وہ اندرونی خواہشوں اور بیرونی افعال کا مطالعہ کریں جو قومیں زبان سے پاک تعدد ازدواج کے منکر ہیں وہ عملی طور پر ناپاک تعدد ازدواج یعنی زنا اور بدکاری میں مبتلا اور گرفتار ہیں ان کی خواہشوں کی وسعت اور دست درازی نے یہ ثابت کر دیا کہ فطرت میں تعدد اور تنوع کی آرزو موجود ہے۔ ورنہ ایک عورت پر قناعت کرتے۔ پس خداوندِ علیم و حکیم نے اپنے قانون میں انسانوں کی وسیع خواہشوں اور اندرونی میلانوں کی رعایت فرما کر ایسا قانون تجویز فرمایا کہ جو مختلف جذبات والی طبائع کو بھی عفت اور تقویٰ اور طہارت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دائرہ میں محدود رکھ سکے [سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۶۰ ج ۳]

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تعدد ازواج

اُمتی کے لیئے چار سے زائد شادیاں کرنا ممنوع ہے مگر امام الانبیاءؑ صلی اللہ علیہ وسلم اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہیں آپؐ نے چار سے زیادہ شادیاں کیں جن کی بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں تھیں مگر اہل یورپ کے اسلام دشمن بے حیا لوگوں نے ان شادیوں کو نفسانی خواہشات کا سبب قرار دیا ہے۔ علماء اسلام نے اس بیہودہ الزام کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں جنہیں ہم ذیل میں مختلف علماء کے حوالے سے پیش کرتے ہیں۔

۱ ــــــ شیخ محمد علی الصابونی نے تفسیر آیات الاحکام جلد دوم میں اس مسئلہ پر نہایت عمدہ بحث کی ہے اور ہر شادی کی کئی حکمتیں بیان کی ہیں اور اسلام کے مخالفین کے مسکت جوابات دیئے ہیں۔

۲ ــــــ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی پر نظر ڈالو کہ ۶۳ سال میں سے ابتدائی ۲۵ سال حضورؐ کے کمال تجرد سے گذرتے ہیں۔ جس بزرگ نے ۲۵ سال تک عنفوان شباب اور جوش جوانی کا زمانہ کمال تقویٰ اور نہایت ورع کے ساتھ پورا کیا ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس کے حسن مردانہ کے کمال نے اعلیٰ سے اعلیٰ خواتین کو اس سے تزویج کا آرزو مند کر دیا ہو۔ پھر بھی ربع صدی تک اس کے تجرد و تفرد پر کوئی شے غالب نہ آئی ہو، کیا ایسے شخص کی نسبت اعلیٰ رائے قائم نہیں ہوتی۔ جس مقدس ہستی نے ۲۵ سے ۵۰ سال تک کی عمر کا زمانہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ بسر کیا ہو جو عمر میں ان سے پندرہ سال بڑی اور ان سے پیشتر دو شوہروں کی بیوی رہ کر کئی بچوں کی ماں بن کر معمر ہو چکی ہو اور اس ربع صدی کے دوران حضورؐ کی دل بستگی و محبت میں ذرا کمی نہ آئی ہو بلکہ اس کے مر جانے کے بعد بھی ہمیشہ اس کی یاد کو تازہ رکھا کیا ان کی نسبت کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس تزویج کی وجہ وہی تھی جو عام طور پر پرستاران حسن کی شادیوں میں پائی جاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ۵۵ھ سے لے کر ۵۹ھ تک کی درمیانی مدت کا پنجسالہ زمانہ ایسا ہے جب ازواج مطہراتؓ سے حجرات آباد ہوئے تھے اس لئے ہر ایک شخص کو غور کرنا چاہیئے کہ زندگی مبارک کے ۵۵ سالہ رویہ سے بڑھ کر جو عمل ہوا اس کے خاص خاص اسباب کیا تھے خصوصاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی موجود ہے۔

مَا لِیْ فِی النِّسَاءِ مِنْ حَاجَۃٍ۔

غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر نکاح کئے ان کی بنیاد فوائد کثیرہ دین اور مصالح جمیلہ ملک اور مقاصد حسنہ قوم پر قائم تھی۔ اور ان فوائد و مصالح و مقاصد کا اس قدر کم ترین زمانہ اور عرب جیسے جمود پسند ملک میں حاصل ہونا تزویج کے بغیر ممکن ہی نہ تھا۔

مثلاً ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر غور کرو کہ اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشتر جس قدر لڑائیاں مسلمانوں کے ساتھ کفار نے کیں ان میں سے ہر ایک میں یہود کا تعلق پسِ پردہ یا علانیۃً ضرور ہوتا تھا۔ مگر تزویج صفیہؓ کے بعد یہود مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہ ہوئے۔ دیکھو یہ نکاح کس قدر ضروری تھا۔

مثلاً ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر غور کرو، ان کا باپ ابوسفیان عمائد قریش میں سے تھا اور قوم کا نشان جنگ ام المومنین اس کے گھر میں رکھا رہتا تھا۔ جب یہ نشان باہر کھڑا کیا جاتا تھا تو تمام قوم پر آبائی ہدایات و روایات کے اتباع میں لازم ہو جاتا تھا کہ سب کے سب اس جھنڈے کے نیچے فوراً جمع ہو جائیں احد اور حمراء الاسد بدر الاخری، احزاب وغیرہ لڑائیوں میں ابوسفیان ہی اس نشان کو لئے ہوئے قائد قریش نظر آتا ہے اس تزویج کے بعد دیکھو وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتا نظر نہیں آتا بلکہ تھوڑے ہی عرصہ بعد خود بھی اسلام کے جھنڈے کے نیچے آکر پناہ لیتا ہے کیا اب بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح نہایت ضروری نہ تھا۔

نکاح ام المومنین جویریہؓ اور امن عام۔

مثلاً ام المومنین جُویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر غور کرو۔ ان کا باپ مشہور رہزن ڈکیتی پیشہ تھا اور مسلمانوں سے خاص عداوت رکھتا۔ بنو مصطلق کا مشہور لٹیرا اور جنگجو قبیلہ جو چند در چند شعوب پر محتوی تھا اس کے اشارہ پر کام کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس تزویج سے پیشتر ہر ایک جنگ میں جو مسلمانوں کے خلاف ہوئی اس قبیلہ کی شرکت ضرور ہی پائی جاتی ہے لیکن اس نکاح کے بعد یہ مخاصمتیں نابود ہو جاتی ہیں۔ تمام قبیلہ قزاقی چھوڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر متمدن زندگی اختیار کر لیتا ہے اور پھر مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہیں ہوتا۔ انصاف سے کہو کہ یہ نکاح کس قدر ضروری تھا۔

ام المومنین میمونہؓ کے نکاح کے فوائد۔

علی ہذا ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر غور کرو۔ ان کی ایک بہن سردار نجد کے گھر میں تھی اس نکاح نے ملک نجد میں صلح اور اسلام کے پھیلانے میں بہترین نتائج پیدا کئے حالانکہ قبل ازیں اہل نجد وہ تھے جنہوں نے ستر واعظان دین کو اپنے ملک میں لے جا کر غدر سے قتل کیا تھا۔ اہل نجد ہی وہ تھے جن سے چند بار نقض امن اور فساد انگیزی کے واقعات ظہور میں آ چکے تھے۔ ہر ایک شخص کو جو امن عامہ اور اصلاح ملک کے فوائد کا منکر نہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ نکاح کس قدر بابرکت تھا۔

ام المومنین زینب بنت جحشؓ کے نکاح کا فائدہ۔

ام المومنین زینب بنت جحشؓ اور عائشہ صدیقہؓ اور حفصہؓ کے نکاح خالص اسلامی اغراض اور مصالح دینی پر مبنی تھے۔ زینب بنت جحش کے نکاح نے تبنیت کے بُت کو توڑا اور مثلیت کے درخت کو کھوکھلا کر دیا اور یہ اتنی بڑی اصلاح ہے کہ مشرکین واہل کتاب کی درستی اس کے بغیر ممکن ہی نہ تھی۔

ام المومنین عائشہ وحفصہؓ کے نکاح اور ترویج دین کے فوائد۔

عائشہ وحفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نکاح نے ایقان قرآن وحفاظت کتاب اللہ اور نشر احادیث وتعلیم نساء کے بارہ میں فوق العادت کام کئے اور پھر صدیقؓ وفاروقؓ کی خلافتوں کو زیادہ بابرکت اور زیادہ پُر منفعت بنانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بہت بڑا کام کیا اور یہ ایسے فوائد ہیں کہ جن کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی عمدہ تدبیر کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ ہم نے جن فوائد کا ذکر کیا ہے۔ یہ نمونے ہیں ان اغراض و مقاصد دینیہ کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک نگاہ سے مدنظر ہوتے تھے اور جن کا احصاء کرنا ہمارے لئے قریباً ناممکن ہے۔ لیکن جب اس مختصر بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ تعدد ازواجات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مدعا تے اعلیٰ انبیاء سابقین کی سنت پر عمل کرنے کے علاوہ اور ضروریات ملکی اور مصالح دینی پر بھی مشتمل تھا۔ تو ہر ایک شخص کو جو سر میں دماغ اور دماغ میں فہم صحیح کا مادہ رکھتا ہے، اقرار کرنا پڑے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسا ہی کرنا شایان و ضروری تھا اور اگر ایسا نہ کرتے تو بہت سی مصلحتوں سے ملک اور فوج اور قوم اور اسلام کو محروم رہنا پڑتا اور ایسا کرنا اس مصلح اعظم کی شان کے منافی تھا جسے اللہ نے رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔

۳ ـــــــ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ رقمطراز ہیں۔

نکاح کے متعلق مختلف طبقوں کے لوگوں کی اغراض مختلف ہوتی ہیں بادشاہوں اور والیانِ ریاست کی اغراض و مصلحتیں اور ہوتی ہیں۔ اغنیاء و رؤسا کی اور تمام دنیا داروں کی اور عیش پسندوں اور خواہش پرستوں کی اور جوانوں کی اور بوڑھوں کی اور اسی طرح بحق مشتغل خدا پرست فقراء و اولیائے اللہ اور انبیائے علیہم السلام کی ان سب سے جدا ہوتی ہیں۔ بالخصوص ان انبیائے اللہ کی جن کو خدا تعالیٰ نے نعمتِ نبوت کے ساتھ دولتِ حکومت اور دنیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عدل و انصاف اور عامۂ خلائق میں امن و آسائش قائم کرنے کا بھی منصب بخشا ہو اور ان امروں کے لئے جہاد بالسیف سے ملک گیری اور جہاں بانی بھی ان کے متعلق کی ہو۔

اس قسم میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ اور خاتم الرسل کی ضرورتوں کو نظر میں رکھنا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ فوجی کثرت کے لئے تعدد ازدواج کا مسئلہ کتنا مفید ہے۔ بحق مشتغل اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کی اغراض ان سفلی اغراض سے بالاتر ہوتی ہیں جو دیگر لوگوں [بڑوں اور چھوٹوں] کے پیش نظر ہوتی ہیں۔ جائز یا ناجائز کا سوال نہیں صرف حفظِ مراتب کا سوال ہے۔

حضورؐ کا پہلا نکاح جو پہلی عمر میں ہوا حضرت خدیجہؓ سے تھا اس وقت حضورؐ پوری جوانی میں ۲۵ برس کی عمر میں تھے اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی عمر تھی۔

مزید براں یہ کہ وہ اس سے پہلے دو لڑکوں اور ایک لڑکی کے ساتھ دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھیں اس میں کسی کو کلام نہیں کہ حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا اور اس میں بھی کسی کو کلام نہیں کہ حضورؐ نہایت قوی الجثہ صحیح المزاج اور متناسب الاعضاء تھے۔ صورت کے لحاظ سے بھی آپؐ

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ   شنیدہ کے بود مانند دیدہ

کے پورے مصداق تھے کسی قسم کی اندرونی یا بیرونی یا عصبی کمزوری آپؐ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرگز نہ تھی اور یہ صحتِ مزاج اور قوتِ بدن آپؐ کو اخیر عمر تک حاصل رہی۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات بارہ نبوت میں ہوئی اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۶۷ برس تھی اور آپؐ کی عمر ۵۲ برس کی تھی اس حساب سے آپؐ نے برابر ۲۷ سال تک ایک ایسی عمر رسیدہ بیوی کے ساتھ قناعت کی۔ اس عرصہ میں ان کے شکم مبارک سے حضورؐ کی چھ اولادیں ہوئیں۔ عورتوں اور بالخصوص جننے والی عورتوں کے حالات پر نظر رکھنے والے اصحاب سمجھ سکتے ہیں کہ ۵۰ سال کی عمر کے بعد ایک جننے والی عورت کی کیا حالت ہو جاتی ہے ان کی پچاس سال کی عمر کے وقت حضورؐ کی عمر شریف ۲۵ سال تھی جو پوری قوت کا زمانہ ہے اور پھر قوی الجثہ صحیح المزاج اور مضبوط اعضاء انسان کے لئے جس نے ۲۵ برس کی جوانی تک اپنے قوٰی کو خلاف منشاءِ قدرت کبھی بھی استعمال نہیں کیا۔ اس دس سال کے عرصہ میں آپؐ کی متعدد اولادیں بھی ہوئیں اور لطف یہ کہ اس عرصہ میں دو نرینہ فرزند قاسم اور عبداللہ جو پیدا ہوئے اور صغر سنی میں ہی فوت ہو جاتے رہے اور لڑکیاں اس عرصے میں اور اس کے بعد جو ہوئیں ایک نہیں پوری چار اور وہ سب کی سب زندہ رہیں۔ اب سوچنے کا مقام ہے کہ جس شخص نے اپنی پوری قوت کے زمانہ میں صرف ایک ضعیف العمر بیوی پر قناعت کی ہو اور باوجود جائز تقاضوں کے دوسری شادی نہ کی ہو ایسا پاکباز شخص جب اپنی عمر کی اس سٹیج میں جب اس کی عمر کی جوانی جاتی رہی ہے اور پیری کے آثار نظر آ رہے ہیں دوسری شادیاں کرتا ہے تو اس کی وجہ وہ نہیں ہو سکتی جو کوئی قاصر الفہم یا بد باطن مخالف خیال کرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو ۔

سر ولیم میور ہر چند کہ وہ عیسائی ہے اور انگلش قوم سے ہے۔ اپنی مشہور کتاب لائف آف محمدؐ [Life of Muhammad] جلد دوم میں زیرِ عنوان محمدؐ کی باوقار اور باتمکین اور پرہیزگارانہ جوانی" وہ لکھتے ہیں۔

جوانی کی عمر میں محمدؐ کے برتاؤ اخلاق و معاملات کی راستی اور عبادات کی طہارت اور پاکیزگی کے بیان کرنے میں جو اہلِ مکہ میں کامیاب تھی سب متفق ہیں آپؐ کی شرم و حیا اعجازی طور پر بیان کی جاتی ہے۔

الغرض آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا دیگر جتنے نکاح کیے سب آپؓ کی وفات کے بعد کیے جن کے اسباب و اغراض ہر ایک کے خصوصی ذکر میں بیان کیے جائیں گے۔ اس جگہ مجملاً صرف اتنا ذکر کیا جاتا ہے کہ مدینہ شریف میں جا کر اسلام کی اشاعت مختلف قبائل میں ہو گئی تو قومی اور سیاسی تعلقات کے پیدا کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ مدینہ شریف میں آپؐ نے جس قدر نکاح کیے وہ سب جنگِ بدر اور جنگ اُحد کے بعد کیے اور ظاہر ہے کہ رشتہ نکاح ان تعلقات کے قائم اور استوار کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ پس حضورؐ کے زیادہ نکاح کرنے کے اسباب وہ نہیں ہو سکتے جو قاصر الفہم اور فاسد الرائی لوگ خیال کرتے ہیں۔

خواصِ نبویہ

عام طور پر ایک سوال یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے اپنے لیے چار کی حد بندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں ملحوظ نہیں رکھی سو اس کا جامع جواب یہ ہے کہ حضورؐ کی ذاتِ گرامی اس سے پاک ہے کہ کسی امر کو اپنے لئے یا امت کے لئے از خود وضع کریں آپؐ جو کچھ کہتے اور کرتے ہیں خدا کی وحی سے کرتے تھے چاہے وہ آپؐ کے لئے ہو چاہے خاص امت کے لئے چاہے آپؐ اور اُمت کے لئے مشترکہ ہو

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ۝ [النجم پ ۲۷]

اس پر شاہد ہے اور اس کے علاوہ خواصِ نبویہؐ میں کئی ایک جزئیات جو قرآن پاک میں مذکور ہیں ان میں بھی صراحت سے تخصیص کی گئی ہے اس کی تفصیل یوں ہے کہ ہر چند کہ عام احکامِ شرع آپؐ میں اور امت میں مشترک ہیں لیکن پھر بھی آپؐ کی شایانہ حیثیت کے علاوہ آپؐ کے منصب نبوت کی حفاظت اور آپؐ کے عادلِ اعظم ہونے کی وجہ سے کئی امر آپؐ سے مخصوص ہیں ان سب اُمور میں حضرات داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی ضرورتوں کو نظر میں رکھیں کہ وہ صاحبانِ نبوت بھی ہیں اور صاحبانِ سیف بھی اور ان کے گھر میں کئی کئی رانیاں ہیں۔

۲۔ عام امت کے لئے نکاح میں مقرر مہر لازم ہے لیکن خدا کا رسولؐ اس سے مستثنیٰ ہے۔

۳۔ متعدد ازواج کے ہوتے شوہر پر نوبتوں کی تقسیم اور داد و دہش میں مساوات واجب ہے۔ لیکن ذاتِ اقدس کو اس سے بالا رکھا گیا ہے۔

۴۔ سورۂ احزاب [پارہ ۲۲] میں جب یہ احکام نازل ہوئے تو اس وقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرتؐ کے گھر میں نو بیویاں تھیں۔ مذکورہ بالا مسائلِ خصوصی کے بعد اسی صورت میں آپؐ کو فرمان ہوا۔

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِھِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُھُنَّ [احزاب پ ۲۲]

یعنی ان موجود الوقت بیویوں کے بعد آپؐ کے لئے کسی عورت سے نکاح حلال نہیں اور نہ یہ کہ آپؐ ان میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کے بدلے دوسری عورت سے نکاح کر لیں اور نو کی تعداد پوری رکھیں اگرچہ وہ نئی عورتیں آپؐ کو اپنے حسن و جمال کے رُو سے کتنی پسند آئیں۔

اس آیت سے امور ذیل ثابت ہیں۔ اوّل نو تک کی اجازت۔ کیونکہ اس آیت کے نزول کے وقت ازواجِ مطہراتؓ کی تعداد نو تھی ان سب کو خدا تعالیٰ نے برقرار رکھ کر آئندہ کا نکاح منع کیا۔ دوم یہ کہ مطلقاً نو کی تعداد کو برقرار رکھتے ہوئے ان میں سے کسی ایک کو یا کئی ایک کو طلاق دے کر ان کے عوض دیگر عورت یا عورتوں سے نکاح کرنا بھی حلال نہ رکھا۔ حالانکہ امت کے لئے جائز ہے کہ چار بیویوں یا اس سے کم کی صورت میں کسی بیوی کو طلاق دے کر اس کے عوض دوسری عورت سے نکاح کر لیں۔ چنانچہ یہ امر آیت وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ [النساء پ ۴] سے واضح ہے۔

سوم نکتہ عجیبہ، یہ کہ یہ نو آنحضرتؐ کی دنیا میں بھی ازواجِ مطہراتؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور یہ آخرت میں بھی جنت میں بھی آپؐ کے ساتھ ہوں گی۔ صورت استدلال کی یہ ہے کہ سابقاً اسی سورۃ میں پارہ ۲۱ کے اخیر میں آیتِ تخییر ہے جس میں آنحضرتؐ کی ان نو ازواجِ مطہراتؓ کو دنیا اور آخرت کے متعلق اختیار دیا گیا تھا کہ وہ دنیا اختیار کریں تو حضورؐ سے الگ ہو کر رہیں اور اگر وہ آخرت چاہتی ہوں اور حضورؐ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں تو نیکیوں میں سبقت کریں۔ اس پر سب نے دنیوی زیب و زینت کو لات مار کر اور آنحضرتؐ کے فقر و درویشی کو منظور رکھتے ہوئے آپؐ کی رفاقت کو اختیار کیا جیسا کہ روایاتِ صحیحہ میں مذکور ہے پس وہ سب خدا کی مقبول اور دنیا و آخرت ہر دو جہان میں آنحضرتؐ کی رفیقِ حیات ہیں۔ وللہ الحمد

چہارم فائدہ نادرہ زائدہ یہ کہ اس زمرۂ ازواجِ مطہراتؓ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہ حفیظہؓ بھی ہیں۔ پس جب بیان بالا سے ان کا جنتی ہونا معلوم ہو گیا تو اس کے بعد سورۂ تحریم پ۲۸ کے اسلوبِ بیان سے ان کی شان گھٹانا اور ان کو معاذ اللہ آخرت میں آنحضرتؐ کی رفاقت سے محروم سمجھنا بالکل باطل ہو گیا۔

پنجم یہ کہ اس پچھلی آیت میں یعنی " لَا یَحِلُّ " میں صاف اشارہ ہے کہ گو آنحضرتؐ کو کسی عورت کا حسن و جمال طبعی میلان کی وجہ سے کتنا بھی جاذب کیوں نہ ہو آپؐ کو ان کے علاوہ کسی دیگر عورت سے نکاح جائز نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کے جملہ نکاح نفسانی اغراض سے پاک تھے۔ اگرچہ وہ اغراض حدِ شرع میں اور عرف میں معیوب نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں اس میں شک نہیں کہ آپؐ کی سب ازواجِ مطہرات حُسنِ صورت اور حُسنِ سیرت ہر دو سے آراستہ و پیراستہ تھیں۔ کیونکہ واقعہ میں کسی امر کا وجود شیٔ دیگر ہے اور غرض میں داخل ہونا دیگر ہے۔ ہم غرض کی نفی کر رہے ہیں نہ کہ واقعہ کی۔

الغرض خصائصِ مذکورہ بالا سورۂ احزاب میں یکے بعد دیگرے اوپر نیچے مذکور ہیں اور سب قرآن مجید کی تصریحات سے ثابت ہیں۔ اس میں کسی قسم کا تصنّع اور تکلف نہیں ہے۔ باوجود اس کے آنحضرتؐ نے ان خصائص سے عملی فائدہ نہیں اٹھایا۔ یعنی نہ تو اس کے بعد بلا مہر کسی عورت سے نکاح کیا جیساکہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے ثابت ہے۔ [تفسیر ابن کثیر وغیرہ]

اور نہ تقسیم نوبت میں فرق پڑنے دیا اور اس کو اس تقید سے نبھایا کہ وفات شریف والی بیماری کے دنوں میں بھی اسے ملحوظ رکھا۔ جیساکہ روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ اور نہ نان نفقہ اور داد و دہش میں مساوات یعنی مساوات کو فراموش کیا۔ فقر و درویشی کا فاقہ ہے تو سب کے لئے اور سیر شکمی ہے تو وہ بھی سب کے لئے جیساکہ مشکوٰۃ کے باب الفقر و عیش النبیؐ کی احادیث سے ثابت ہے۔ یہ سب کچھ اسی وجہ سے کہ خدائے علیم کو معلوم تھا کہ میری شریعت کا امین ناجائز جذبات سے الگ رہتے ہوئے عدل و انصاف میں سب سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ یہ امر آنحضرتؐ کے ارشاد اِنْ لَّمْ اَعْدِلْ فَمَنْ یَّعْدِلُ؟ [صحیح بخاری] سے ظاہر ہے یعنی اگر میں عدل نہ کروں گا تو پھر کون کرے گا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت ان خواص میں ایک عمیق حکمت ہے کہ ایسے امور میں خدا کے حبیب کا دامن درجہ وجوب سے بالا رہے نہ یہ کہ درجہ جواز سے مستثنیٰ رہے کیونکہ خدائے علیم کو معلوم ہے کہ میرا حبیب میرے پسندیدہ درجہ فضیلت کو ہر حال میں ملحوظ رکھے گا۔ اس لحاظ سے آپؐ پر ان امور کو واجب کرنے کی ضرورت نہیں۔ "سبحان اللہ" منصب نبوت دامن گیری سے محفوظ رہا اور حقداروں کو حق بھی برابر ملتا رہا۔

یہی مقتضا ہے اس حدیث کا جس میں آپؐ نے فرمایا

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ [الجامع الصغیر للسیوطیؒ جلد دوم ص ۹]

لطیفہ غریبہ اس کے ساتھ میں ایک اور بات بھی ذکر کروں حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی حیات میں ابوجہل کی مسلمان بیٹی سے نکاح کرنا چاہا اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ خدا کی قسم خدا تعالیٰ اپنے رسولؐ اور اپنے دشمن ابوجہل کی بیٹی کو ایک نکاح میں جمع نہیں کرے گا اور یہ بھی فرمایا کہ میں ایسی بات کو جو شرعاً حلال ہو حرام نہیں کہتا۔ [اَوْ کَمَا قَالَ]

اس کا رستہ بھی یہی ہے کہ حضورؐ کی توجہ خصوصی جو حضرت علیؓ کی طرف تھی وہ قائم رہے ورنہ ہو سکتا تھا کہ حضرت فاطمہؓ اور ان کی سوت کے معاملات میں کشیدگی ہو جاتی اور حضرت علیؓ کسی طرح حضورؐ کی نظر میں ویسے نہ رہتے۔ ہٰذا، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

[ازواج النبیؐ ص ۱۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا صفی الرحمان صاحب مبارک پوری لکھتے ہیں۔

اخیر میں یہ عرض کر دینا بھی بیجا نہ ہوگا ہم اس موقع پر تعدد ازدواج کے موضوع پر بحث کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ جو لوگ اس موضوع پر سب سے زیادہ لے دے کرتے ہیں یعنی باشندگان یورپ وہ خود جس طرح کی زندگی گذار رہے ہیں۔ جس تلخی و بدبختی کا جام نوش کر رہے ہیں جس طرح کی رسوائیوں اور جرائم میں لت پت ہیں اور تعدد ازدواج کے اصول سے منحرف ہو کر جس قسم کے رنج و الم اور مصائب کا سامنا کر رہے ہیں وہ ہر طرح کی بحث و جدل سے مستغنی کر دینے کے لئے کافی ہے۔ اہل یورپ کی بدبختانہ زندگی تعدد ازدواج کے اصول کے مبنی برحق ہونے کی سب سے سچی گواہ ہے اور اصحاب نظر کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے۔ [الرحیق المختوم ص ۶۴۲]

مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم لکھتے ہیں۔

اِنسانی زِندگی کے دو پہلو

ہر انسانی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک بیرونی اور ایک اندرونی کسی کی عملی حالت کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں رخوں کے حالات بے نقاب کئے جائیں۔

بیرونی زندگی اس حالت کا نام ہے جو انسان عام لوگوں کے سامنے بسر کرتا ہے اس حصہ کے متعلق انسان کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے کثرت شواہد دستیاب ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اندرونی زندگی سے خانگی زندگی مراد ہے جس سے انسان کی اخلاقی حالت کا صحیح پتہ چل سکتا ہے ہر فرد اپنے گھر کی چہار دیواری میں آزاد ہوتا ہے اور اپنی بیوی اور اہلِ خانہ سے بے تکلف ہوتا ہے انسان کی اخلاقی کمزوریاں اہلِ خانہ سے پوشیدہ نہیں ہوتیں۔ پس ایسی صورت میں انسان کی صحیح زندگی کا اندازہ کرنے کے لئے سب سے بہتر کسوٹی یہی ہے کہ اس کے خانگی حالات دنیا کے سامنے آجائیں۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے دو پہلو تھے ایک بیرونی زندگی اور ایک خانگی زندگی بیرونی زندگی کے حالات کو بتمام و کمال صحابہ کرام کی جماعت نے دنیا کو پہنچائے جس کی نظیر کسی ملت و مذہب میں نہیں کسی اُمت نے اپنے نبی کی زندگی کے حالات اس تفصیل و تحقیق اور تدقیق کے ساتھ تو کیا اس کا عشرِ عشیر بھی دنیا کے سامنے نہیں پیش کیا۔

اور خانگی اور اندرونی زندگی کے حالات کو اُمہات المومنین یعنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی جماعت نے دنیا کے سامنے پیش کیا جس سے اندرونِ خانہ آپؐ کی عبادت اور تہجد اور شب بیداری اور فقیری اور درویشی اور اخلاقی اور عملی زندگی کے تمام اندرونی اور خانگی حالات دنیا کے سامنے آگئے جس سے حضورؐ کی خدا ترسی اور راست بازی اور پاک دامنی روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ رات کی تاریکیوں میں جبکہ سوائے عالم الغیب کے کوئی دیکھنے والا نہ تھا کس طرح آپؐ اللہ کی عبادت میں ذوق و شوق کے ساتھ مشغول رہتے تھے جس کے لئے سورۂ مزمل شاہد عدل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے

حضور ﷺ نے سوائے خدیجۃ الکبریٰؓ کے دس عورتوں سے نکاح فرمایا۔ تاکہ عورتوں کی ایک کثیر جماعت آپؐ کی خانگی زندگی دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔ اس لئے کہ بیوی جس قدر شوہر کے رازوں سے واقف ہو سکتی ہے کوئی دوسرا شخص ہرگز ہرگز واقف نہیں ہو سکتا اس لئے حضورؐ نے متعدد نکاح فرمائے تاکہ آپؐ کی خانگی زندگی کے تمام حالات نہایت وثوق کے ساتھ دنیا کے سامنے آجائیں اور ایک کثیر جماعت کی روایت کے بعد کسی قسم کا شک اور شبہ باقی نہ رہے اور شریعت کے وہ احکام و مسائل جو خاص عورتوں سے متعلق ہیں اور مردوں سے بیان کرنے میں حیاء اور حجاب مانع ہوتا ہے ایسے احکام شرعیہ کی تبلیغ ازواجِ مطہراتؓ کے ذریعہ سے ہو جائے اور حضور ﷺ کا متعدد عورتوں سے نکاح کرنا معاذ اللہ حظِّ نفس کے لئے نہ تھا اس لئے کہ حضورؐ نے سوائے ایک کے تمام شادیاں بیواؤں سے کی ہیں۔ جو نہ اپنے حسن و جمال کی خاطر مشہور تھیں اور نہ مال و دولت کے اعتبار سے بلکہ معاملہ اس کے برعکس تھا۔ اور نہ آپؐ کے یہاں کوئی عیش و عشرت کا سامان تھا بلکہ فقط مقصود یہ تھا کہ عورتوں کے متعلق جو شریعت کے احکام ہیں ان کی تبلیغ عورتوں کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اور ازواجِ مطہراتؓ کے حجرے درحقیقت اُمّت کی اُمّہات اور معلمات کے حجرے تھے۔

جس ذات بابرکات کے گھر میں دو دو مہینہ توا نہ چڑھتا ہو اور پانی اور کھجور پر اس کا اور اس کی بیویوں کا گزارہ ہو اور جس کا دن مسجد میں اور رات مصلّے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کھڑے ہوتے اس طرح گذرتی ہو کہ اللہ کے سامنے کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آ جائے وہاں عیش و عشرت کا تصور ہی محال ہے۔

[سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۶۱ ج ۳]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی

جناب ڈاکٹر نور احمد صاحب پروفیسر آف میڈیسن نشتر میڈیکل کالج ملتان لکھتے ہیں کہ۔

زمانہ جیسے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ سعید سے دور ہوتا جا رہا ہے اور لمحہ بہ لمحہ قیامت کے قریب ہوتا جا رہا ہے۔ آئے دن نئے سے نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ دن بہ دن دین سے دوری ہوتی جا رہی ہے اور ذہن مسموم ہوتے جا رہے ہیں۔ بے دین طاغوتی طاقتوں کا خلاف دین پراپیگنڈہ اپنا پورا جوبن دکھا رہا ہے۔ دین سے ناواقفیت، مذہب اور شارع علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ نہ ہونے کے سبب عجیب و غریب باتیں سننے میں آ رہی ہیں۔ کفار کی تو بات ہی کیا ہے خود مسلمان لاپرواہی سے ایسے مسائل پر گفت گو کرتے نظر آتے اور ایسی باتوں کو تنقید کا ہدف بنا رہے ہیں جو ایمان کے سلب ہونے کا سبب ہے۔ انہیں مسائل میں سے ایک مسئلہ جو اکثر نئی روشنی کے لوگوں کے ہاں موضوعِ بحث بنا رہتا ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدد نکاح فرمانا ہے۔

مستشرقینِ یورپ، یہود اور دوسری کافر طاقتوں نے اس پہلو کو لے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس قدر زیادتی کی اس سے تو ہمیں غرض نہیں اس لئے کہ ایک دشمن دین سے اور توقع ہی کیا کی جاسکتی ہے۔ افسوس تو نئی روشنی کے مسلمانوں پر ہے جن کے ہاں بھی یہ مسئلہ موضوعِ بحث بنا رہتا ہے اور تعدد ازدواج پر حیرت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس نازک مسئلہ پر حقائق پیش کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

علوم اسلامیہ کا سرچشمہ قرآنِ حکیم اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے ہے۔ کسی بھی پیغمبر یا مصلح کی زندگی کا ہر پہلو آج تک عوام کے سامنے اس طرح نکھر کر نہیں آیا اور نہ ہی محفوظ ہوا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر شعبے کی ہر بات محفوظ کی گئی ہے اور عوام کے سامنے کھل کر آئی ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی، ازدواجی تعلقات، رات دن کے معمولات سونا۔ جاگنا غرض ہر قول و فعل کو امت کی رہنمائی کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دینا تھا اس لئے اس کی ضرورت ہوئی کہ جس طرح گھر سے باہر زندگی کا ہر گوشہ محفوظ کیا جارہا ہے اسی طرح اندرونِ خانہ بھی اس کا انتظام ہونا چاہیئے پھر یہ بھی قابلِ غور ہے کہ بعض احکام و مسائل کا تعلق صرف خواتین اور مستورات سے ہی ہوتا ہے جسے مرد پوچھتے اور بتاتے ہچکچاتا ہے اس لئے ان مسائل کی تعلیم کا اس ذریعے سے انتظام کیا گیا۔

چنانچہ ازواجِ مطہراتؓ نے ہر اس بات کو نوٹ کیا جو رات کے اندھیرے میں دیکھی یا دن کے اجالے میں پائی اور پھر اسے امت تک پہنچایا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شعبۂ حیات میں سرکارِ دوعالم کی زندگی کا عملی نمونہ موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات قیامت تک کے لئے اور پوری دنیا کے لئے تھیں اس لئے ان کی اشاعت کے لئے اور انہیں قلمبند کرنے کے لئے خاص طور پر اہتمام کیا گیا۔ اصحاب صُفہ کی ایک جماعت مستقل طور پر اس بات پر مامور تھی کہ وہ حضورؐ کی ہر بات کو نوٹ کریں۔ علاوہ ازیں دوسرے صحابہ بھی آپ کے ایک ایک عمل پر گہری نظر رکھا کرتے تھے اور کتنے اصحاب ایسے تھے جو زبان مبارک سے نکلنے والے ہر لفظ کو تحریر میں لے آیا کرتے تھے۔

مردوں کی تعلیم کے لئے یہ اہتمام بہت تھا مگر عورتوں کی تعلیم کے لئے ضروری تھا کہ عورتوں کی ایک جماعت اس مقدس تعلیم کو سیکھے اور دوسری عورتوں کو سکھائے کیونکہ ذرائع ابلاغ محدود تھے اس مقدس مقصد کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح فرمائے اور انہیں علیحدہ علیحدہ کوارٹر بنا کر دیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام گھر دراصل خواتین کے لئے دینی درسگاہیں اور تعلیم و تربیت کا مرکز تھے۔ اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ ازواج مطہراتؓ نے علوم نبوت سے اس قدر حصہ پایا کہ بڑے بڑے اصحاب کو بھی بہت سے مسائل کے حل کے لئے ان سب سے رجوع کرنا پڑتا تھا۔ اصحاب رسولؐ کی ایک جماعت ان کی شاگردی میں شامل رہی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو رئیس المفسرین شمار ہوتے ہیں انہی کے شاگرد رشید تھے اس طرح تمام ازواج مطہراتؓ کے گھر علوم کا گہوارہ تھے۔ علوم نبوت کی اشاعت میں جو فائدہ امت کو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہوا وہ آپ کی کسی دوسری زوجہ محترمہ سے نہیں ہوا۔ کتب احادیث میں حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ صدیقہ مطہرہ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ۲۲۱۰ ہے۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ مشہور فقہائیں شمار ہوتے ہیں لکھتے ہیں " میں نے کسی کو معانی قرآن، احکام حلال وحرام، اشعارِ عرب اور علم الانساب میں حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔"

نیز حضورؐ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد آپ نے مسلسل ۴۸ سال تک علم دین پھیلایا۔ بڑے بڑے اصحاب فرمایا کرتے تھے کہ جب ہمیں کسی مسئلہ میں شک ہوتا تو حضرت عائشہؓ کے پاس اس کا ثبوت ہوتا۔ اسی طرح حضرت ام سلمہؓ کی مرویات کی تعداد ۲۶۸ ہے اور حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کے فتاوٰی جمع کیے جائیں جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد دیئے تو ایک رسالہ مرتب ہو جاتا ہے۔

اس مقام پر ہمیں انتہائی دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یورپی مستشرقین نے ان تمام حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے حضورؐ پاک کے متعدد نکاح کرنے کو بھی ہدفِ تنقید بنایا اور نعوذ باللہ اسے نفسانی خواہشات کا شاخسانہ قرار دیا۔ حالانکہ کوئی انصاف پسند شخص طائرانہ نگاہ سے ہی حضورؐ اکرم کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرلے تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ مدینہ طیبہ کے اس بے نفس انسان کی زندگی میں خواہشِ نفسانی کی تکمیل کے لئے ایک قدم یا عمل بھی نظر نہیں آتا۔ آپ ذرا حضورؐ کے نکاحوں پر غور فرمائیں تو اس الزام کی دھجیاں بکھر جاتی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سالہ زندگی میں ۲۵ سال مجرد ہونے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے زندگی گذاردی اور یہ وہ زمانہ ہے جو شباب کا ہوتا ہے اس پورے دور میں عفت و پاکدامنی کا وہ سکہ بٹھایا کہ جب ۴۰ سال کی عمر میں کوہ صفا پر چڑھ کر پورے مکے عوام کے سامنے اپنے کردار کی چادر لہرا کر سوال کیا کہ کسی شخص کی نظروں میں کوئی بدنما داغ آ رہا ہو تو وہ نشان دہی کرے تو پوری آبادی یہ کہنے پر مجبور ہو گئی کہ ہم نے آپ کو بارہا آزمایا لیکن سوائے صدق و سچائی کے کچھ نہ پایا پوری دنیا مل کر چاہے کہ ایسا ایک بھی لفظ ڈھونڈ کر لائیں جو عرب کی آبادی سے حضورؐ کے بارے میں کہا گیا ہو تو سورج ڈھونڈا اور چاند بے نور ہو سکتا ہے مگر وہ لا نہ سکیں گے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ جس وقت سارا عرب و عجم مخالفت کے لئے کھڑا ہوا۔ قتل کے منصوبے گانٹھے، مجنون کہا گیا، کذاب پکارا گیا۔ غرض اس آفتاب عالم تاب پر خاک ڈالنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر خود خاک آلود ہوئے۔ یہ سب کچھ کہا مگر کسی کافر نے خواہش نفسانی اور عورتوں کے معاملہ میں بھی کسی بھی وقت الزام لگایا نہیں اور ہرگز نہیں ۲۵ سالہ زندگی کا سفر مکمل ہو چکا تھا کہ جنابہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی فرمائی۔ یہ خاتون عمر میں پندرہ سال بڑی تھیں اور اس سے قبل دو شوہروں کے ہاں آباد رہ چکی تھیں اور کئی بچوں کی ماں بن کر معمر ہو چکی تھیں۔ اس پاکدامن خاتون کے ساتھ ۲۵ سال تک زندگی گذاری اور اس کے دوران کوئی دوسرا نکاح نہ کیا ان کی وفات کے بعد ازواج مطہراتؓ سے حجرے آباد ہوئے۔

اب ایک انصاف پسند شخص غور کرے کہ پچاس سال کی عمر وہ ہوتی ہے کہ جس میں بڑھاپا کئی قدم اٹھا چکا ہوتا ہے اور جوانی کی امنگیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذبات دم توڑ چکے ہوتے ہیں۔ پھر اس دور میں بھی جن ازواجِ مطہراتؓ سے شادی ہوئی ان میں سوائے سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے ایک بھی کنواری نہ تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی نکاح فرمائے ان کی بنیاد میں بہت سے دینی و ملی مصالح کارفرما تھے نفسانی خواہش کوئی مقصد ہی نہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح بیان موجود ہے۔

مَا لِیْ فِی النِّسَاءِ حَاجَۃٌ

"مجھے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں۔"

آیئے ہم ایک سرسری نگاہ سے جائزہ لیتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نکاحوں میں کیا مقصد کارفرما تھا۔

ایک ہمہ گیر مقصد تو یہ تھا کہ جس کی نشاندہی ہم کر چکے ہیں کہ ان حجرات کو آباد اس لئے کیا گیا کہ امت کی خواتین ان درسگاہوں سے رشد و ہدایت کے چراغ حاصل کر سکیں اسی نیک مقصد کے لئے یہ نکاح ہوئے۔ ازواجِ مطہراتؓ، عورتوں سے متعلقہ مسائل بلا تکلف پوچھ لیا کرتی تھیں اور دوسری خواتین ان سے یہ علم حاصل کر لیا کرتی تھیں۔ اگر یہ نکاح نہ ہوتے تو بہت سے احکام جو عورتوں ہی کے ذریعہ امت کو پہنچ سکتے تھے وہ کئی زاویوں سے مخفی رہ جاتے۔ اس پاکیزہ مقصد کے علاوہ بہت سے دینی و ملی مصالح بھی ان نکاحوں کی تہہ میں موجود تھے۔

عربوں میں ایک عادت تھی کہ جو شخص ان کی دامادی میں آجاتا اس سے جنگ کرنا اپنی غیرت کے خلاف سمجھتے تھے۔ بہت سی شادیوں میں جزوی طور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

غلام تھے۔ اس زمانہ میں لے پالک اور متبنّٰی پکارا جاتا تھا۔ متبنّٰی کے متعلق یہ رسم تھی کہ متبنّٰی بننے کے بعد لڑکا اپنے آپ کو اپنے باپ سے منسوب نہ کرتا بلکہ اپنے آپ کو اس شخص کا حقیقی بیٹا کہتا جس نے اس کو اپنی فرزندی میں لیا ہو اور اس کی جائیداد کا بھی وارث ہوتا۔ اس رسم کی قباحتوں میں سب سے بڑی قباحت یہ تھی کہ اس رسم سے جدّی املاک و جائیداد غیر مستحق شخص کو ملنے سے باہمی دشمنی کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ہوا جو کہ حضورؐ کے متبنّٰی بیٹے مشہور تھے۔ نبھاؤ نہ ہونے کی وجہ سے بالآخر طلاق ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر کے اس متبنّٰی گری کی غلط رسم کو سرے سے اکھاڑ دیا۔ اور پوری دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ لے پالک اور متبنّٰی ہرگز بیٹے کے حکم میں نہیں آتا یہ تو ایک نمونہ ہے۔

آپ جس نکاح پر بھی غور فرمائیں سینکڑوں دینی و ملی مصلحتیں نظر آئیں گی۔ اسی طرح مصیبت زدہ اور بے سہارا بیوگان کو سہارا دینے کی خاطر آپؐ نے بعض عورتوں سے شادی کی۔ اُحُد کی لڑائی میں ٧٠ صحابہ شہید ہوئے جن کی وجہ سے مدینہ کی نصف کے قریب مسلم خواتین بیوہ ہو گئیں۔ بیوگان اور ان کے بچوں کا کوئی سہارا نہ تھا۔ اس لئے حضورؐ نے بیواؤں سے یعنی بی بی سودہ رضی اللہ عنہا بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور بی بی زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا اور آپؐ کو دیکھ کر مسلمانوں نے دوسری بیواؤں کے سروں پر خوشی آرائیہ نکاح ڈال دیں۔ یہ سب وہ بیبیاں تھیں جو ابتدا ہی سے مسلمان ہو گئی تھیں اور کفار کے ہاتھوں سے طرح طرح کے دکھ اٹھا کر جلا وطنی اختیار کر کے دوسرے ملکوں میں پناہ لے چکی تھیں۔ ایک طرف

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

غلام تھے۔ اس زمانہ میں لے پالک اور متبنّٰی پکارا جاتا تھا۔ متبنّٰی کے متعلق یہ رسم تھی کہ متبنّٰی بننے کے بعد لڑکا اپنے آپ کو اپنے باپ سے منسوب نہ کرتا بلکہ اپنے آپ کو اس شخص کا حقیقی بیٹا کہتا جس نے اس کو اپنی فرزندی میں لیا ہو اور اس کی جائیداد کا بھی وارث ہوتا۔ اس رسم کی قباحتوں میں سب سے بڑی قباحت یہ تھی کہ اس رسم سے جدی املاک و جائیداد غیر مستحق شخص کو ملنے سے باہمی دشمنی کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش ؓ کا نکاح حضرت زیدؓ سے ہوا جو کہ حضورؐ کے متبنّٰی بیٹے مشہور تھے۔ نباہ نہ ہونے کی وجہ سے بالآخر طلاق ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر کے اس متبنّٰی گری کی غلط رسم کو سرے سے اکھاڑ دیا۔ اور پوری دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ لے پالک اور متبنّٰی ہرگز بیٹے کے حکم میں نہیں آتا یہ تو ایک نمونہ ہے۔

آپ جس نکاح پر بھی غور فرمائیں سینکڑوں دینی و ملی مصلحتیں نظر آئیں گی۔ اسی طرح مصیبت زدہ اور بے سہارا بیوگان کو سہارا دینے کی خاطر آپؐ نے بعض عورتوں سے شادی کی۔ اُحُد کی لڑائی میں ۷۰ صحابہ شہید ہوئے جن کی وجہ سے مدینہ کی نصف کے قریب مسلم خواتین بیوہ ہوگئیں۔ بیوگان اور ان کے بچوں کا کوئی سہارا نہ تھا۔ اس لئے حضورؐ نے بیواؤں سے یعنی بی بی سودہؓ، بی بی ام سلمہؓ اور بی بی زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا اور آپؐ کو دیکھ کر مسلمانوں نے دوسری بیواؤں کے سروں پر خوشی خوشی اردئہ نکاح ڈال دیں۔ یہ سب وہ بیبیاں تھیں جو ابتداء ہی سے مسلمان ہوگئی تھیں اور کفار کے ہاتھوں سے طرح طرح کے دکھ اٹھا کر جلاوطنی اختیار کر کے دوسرے ملکوں میں پناہ لے چکی تھیں۔ ایک طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ اپنے گھر بار چھوڑ چکی تھیں اور اپنی جائیدادوں اور آسائشوں کو قربان کر کے صرف دینِ محمدی کی خاطر جلاوطنی قبول کی تھی۔ اب دوسری مصیبت یہ آن پڑی کہ ان کے خاوند جو محنت و مشقت کر کے ان کو کھلاتے تھے وہ بھی مارے گئے یا جنگوں میں شہید ہو گئے اس بیکسی کی حالت میں ان کی تکالیف کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اس بیچارگی کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے حضورؐ نے ان کو ازواجِ مطہراتؓ ہونے کا شرف بخشا تاکہ جس عزت و وقار کو انہوں نے دینِ اسلام کی خاطر چھوڑا تھا اس سے بھی زیادہ عزت ان کو دنیا میں دی جاوے۔ [احکام اسلام کی عقلی مصلحتیں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ص ۹۸]

انصاف کی نظر رکھنے والی آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ ان میں نفسانی خواہش کا کوئی دخل نہ تھا پھر یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ ایک دفعہ قریش کی طرف سے پیشکش ہوئی تھی کہ اگر آپؐ چاہیں تو ہم آپؐ کو عرب کا سردار تسلیم کر لیتے ہیں دولت چاہیں تو انبار لگا دیتے ہیں اور اگر حسین لڑکی سے شادی کرنا چاہیں تو ایک اشارہ کریں ہم اس مقصد کو پورا کر دیتے ہیں لیکن حضورؐ نے ان سب باتوں کے جواب میں فرمایا کہ اگر وہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تو میں تبلیغ دین سے نہیں رک سکتا۔ نعوذ باللہ اگر آپؐ کو عورتوں کی خواہش ہوتی تو فوراً ہاں کر دیتے۔ اس لئے کہ یہ تو وہ زمانہ عمر تھا جس میں آپؐ ایک بوڑھی بیوہ خاتون کے ساتھ ازدواجی زندگی گذار رہے تھے۔

ان تمام حقائق سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ہم اس مسئلہ کا ایک اور زاویے سے جائزہ لیں تو تعددِ ازواج کو باعثِ تنقید بنانا محض تعصب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دشمنی کی بنیاد ہی قرار دیا جا سکتا۔ ورنہ یہ تو کوئی عیب نہیں ہے پھر یہ مسئلہ بھی ہر کسی کو معلوم ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام میں عام انسانوں کی نسبت بہت زیادہ طاقت ہوتی ہے۔ خود آپؐ کا فرمان ہے کہ میرے اندر چالیس جنتی آدمیوں کی طاقت ہے اور ایک جنتی کو دنیا کے سو [۱۰۰] پہلوانوں کے برابر طاقت دی جائے گی تو اس حساب سے چار ہزار آدمیوں کی طاقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پھر ایک آدمی کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔ تو چار ہزار کو چار سے ضرب کریں تو سولہ ہزار ہوئے۔ اس حساب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سولہ ہزار شادیوں کی اجازت و طاقت تھی۔ مگر آپؐ نے صبر و ضبط اور مجاہدے سے چند نکاحوں پر اکتفا فرما کر کمال عفت و پاکدامنی اور قوتِ برداشت کا مظاہرہ فرما دیا۔

جب ہم تاریخِ عالم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایک مرد کے لئے متعدد بیویاں رکھنا اسلام سے پہلے بھی دنیا کے تقریباً تمام مذاہب میں جائز سمجھا جاتا تھا۔ عرب، ہندوستان، مصر، یونان، بابل، آسٹریلیا وغیرہ کی ہر قوم میں کثرتِ ازواج کی رسم جاری تھی۔ موجودہ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سات سو [۷۰۰] بیویاں تھیں اور تین سو حرم تھیں۔ حضرت داؤد کی ننانوے ۹۹ بیویاں تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی تین حضرت یعقوبؑ اور حضرت موسیٰ کی چار چار بیویاں تھیں۔ عیسائیوں کے پادری برابر کثرتِ ازواج کے عادی تھے۔ سولھویں صدی عیسوی تک جرمن میں اس کا عام رواج تھا۔ شری کرشن جی جو ہندوؤں میں بڑے واجب التعظیم اوتار مانے جاتے ہیں ان کی سینکڑوں بیویاں تھیں۔

[سیرت رسولِ اکرم مفتی محمد شفیع ص ۶۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسوس ہے کہ مستشرقین کے نزدیک دوسرے انبیاءؑ کا یہ عمل ان کی تقدیس میں کوئی فرق نہیں ڈالتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف گیارہ نکاح فرمانا نہیں سخت ناگوار ہے اصل بات یہ ہے کہ جب انسان تعصّب کی عینک لگا لیتا ہے تو اسے ہر چیز اسی رنگ میں نظر آتی ہے جس رنگ کا اس کا شیشہ ہوتا ہے۔

ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پاک زندگی ہے جس کا ایک ایک لمحۂ انسانیت کے لئے مشعلِ ہدایت ہے جس عظیم ہستی کے سامنے سونے چاندی کے انبار ہوں اور خود اس کے گھر میں کئی کئی روز سے چولہا نہ جلا ہو۔ جس کے سامنے ہزاروں خدّام صف در صف کھڑے ہوں لیکن اپنا ہر کام وہ اپنے ہاتھ سے کرتے ہوں جنہیں اللہ نے اپنی رضا و خوشنودی کا سارٹیفکیٹ دے رکھا ہو۔ لیکن ان کی راتیں مصلے پر رو رو کر کٹتی ہوں اور پاؤں تسلسلِ قیام سے سُوج چکے ہوں جس نے نہ صرف اپنی زندگی بلکہ اپنی اولاد اور متعلقین کی پوری زندگی فقر و فاقہ کا نمونہ بنا کر رکھی ہو جس نے پوری زندگی انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے گزاری ہو اور جہاد میں بسر کی ہو۔ جس نے ساری زندگی تنگ اور کچے مکان میں جو کی روٹی کھا کر گزاری ہو۔ ایسی ہستی کے بارے میں اس قسم کا خیال کرنا کہ وہ نفس پرست تھے انصاف کا خون کرنا اور شرافت کے تقاضوں کو پسِ پشت ڈالنا ہے۔

. . . .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں پر شبہات کی وضاحت

سوال۔ ہمارے ایک دوست جو بڑے فن کار ہیں وہ اکثر دین کی باتوں پر تبصرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں اکثر و بیشتر وہ نبی اکرمؐ کی شادی کے مسئلے پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر حیران ہوں کہ اتنی شدید مصروفیاتِ جہاد اور تبلیغ دین کے باوجود ان کے پاس اتنا وقت کیسے تھا کہ وہ اتنی شادیاں کرتے اور ان عورتوں کے حقوق ادا کر سکتے تھے ان کے تبصرہ کا میں کیا جواب دوں۔ وضاحت فرمائیں۔ مجھے شدید افسوس ہوتا ہے۔

[عبدالماجد کراچی]

جواب۔ یورپ کے مستشرقین نے اپنے تعصّب و نادانی اور جہل مرکب کی وجہ سے اسلام کے جن مسائل کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے ان میں ایک آنحضرتؐ کے تعدد ازواج کا مسئلہ بھی ہے جس پر انہوں نے خاصی زہر چکانی کی ہے۔ ہمارا جدید طبقہ مستشرقین سے مرعوب اور احساسِ کمتری کا شکار ہے وہ ایسے تمام مسائل میں جن پر مستشرقین کو اعتراض ہے۔ ندامت و معذرت کا انداز اختیار کرتا ہے۔ اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مغرب کے سامنے سرخرو ہونے کے لئے ان حقائق کا ہی انکار کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ عقلی شبہات کے ذریعہ ان حقائق کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آپ کے دوست کی گفتگو بھی اسی ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بظاہر بڑے معصومانہ انداز میں یہ پوچھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بیویوں کے حقوق کیسے ادا کرتے تھے؟ لیکن سوال کا منشا اصل واقعہ پر اعتراض ہے۔

بہرحال آپ کے دوست اگر چند اُصولی باتیں ذہن میں رکھیں تو مجھے توقع ہے کہ ان کے خدشات زائل ہو جائیں گے۔

۱ ــــ سب سے پہلے یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ دین کے مسائل کو خوش طبعی اور ہنسی مذاق کا موضوع بنانا ہی خطرناک مرض ہے۔ آدمی کو شدت کے ساتھ ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی [جو اہلِ ایمان کا مرجعِ عقیدت ہی نہیں مدارِ ایمان بھی ہے] آپؐ کے بارے میں لب کشائی تو کسی مسلمان کے لئے کسی طرح بھی روا نہیں۔

قرآنِ مجید میں ان منافقوں کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جو اپنی نجی محفلوں میں رسولِ اقدسؐ کو اور قرآنِ کریم کی آیاتِ شریفہ کو طنز و مذاق کا نشانہ بناتے تھے۔ جب ان سے باز پرس کی جاتی تو کہہ دیتے " اجی ! ہم تو بس یوں ہی دل لگی اور خوش طبعی کی باتیں کر رہے تھے " ان کے اس " عذرِ گناہ ، بدتر از گناہ " کے جواب میں ارشاد ہے۔ " کیا تم اللہ تعالیٰ سے' اس کی آیات سے' اس کے رسولؐ کے ساتھ دل لگی کرتے تھے؟ بہانے نہ بناؤ تم نے دعوائے ایمان کے بعد کفر کیا ہے۔" [التوبہ ۶۵ - ۶۶]

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آیاتِ الٰہیہ کو اور آنحضرتؐ کی ذاتِ گرامی کو دل لگی اور خوش طبعی کا موضوع بنانا کتنا خطرناک ہے۔ جسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ کریم کفر قرار دیتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان سے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو میری ملتجیانہ درخواست ہے کہ رسول اللہ کے کسی قول و فعل کو اپنے ظریفانہ تبصروں کا موضوع بنانے سے مکمل پرہیز کریں۔ ایسا نہ ہو کہ غفلت میں کوئی غیر محتاط لفظ زبان سے نکل جائے اور متاعِ ایمان برباد ہو کر رہ جائے

[نعوذ باللہ من ذالک]

۲ ــــــ ایک بنیادی غلطی یہ ہے کہ بہت سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند و بالا ہستی کو اپنی سطح پر غور و فکر کرتے ہیں اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات اپنی ذہنی سطح سے اونچی دیکھتے ہیں تو ان کا ذہن اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اور جن کمالات و خصوصیات سے آپؐ کو نوازا ہے وہ ہمارے فہم و ادراک کی حد سے ماوراء ہے۔ وہاں تک کسی جنؑ و ملک کی رسائی ہے نہ کسی نبی و رسول کی۔ جہاں جبریل امینؑ کے پر جلتے ہوں وہاں ماوشما کی عقلی تگ و دو کی کیا مجال ہے۔ آپ کے دوست بھی اسی بنیادی غلطی میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اگر وہ آپؐ کے معاملات سے نلپتے تو انہیں اس بات میں کوئی حیرت نہ ہوتی کہ آنحضرتؐ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اتنی بیویوں کے حقوق کیسے ادا فرماتے تھے۔ اہلِ نظر جانتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ہر ادا اپنے اندر اعجاز کا پہلو رکھتی ہے۔ آنحضرتؐ نے ایک مختصر سے قلیل عرصہ میں بتوفیق خداوندی انسانی زندگیوں میں جو انقلاب برپا کیا اور امت کو روحانی و مادی کمالات کی جس اوجِ ثریا پر پہنچا دیا۔ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساری امت مل کر بھی اس کارنامہ کو انجام دے سکتی ہے؟ آنحضرتؐ کی کون سی ایسی بات ہے جو اپنے اندر حیرت انگیز اعجاز نہیں رکھتی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے الفاظ میں " آپؐ کا کون سا معاملہ عجیب نہیں تھا۔

۳ ـــــــ آپ کے دوست کو یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ محض عقلی احتمالات یا حیرت و تعجب کے اظہار سے کسی حقیقت، واقعہ کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً ایک شخص سر کی آنکھوں سے سورج نکلا ہوا دیکھ رہا ہے اس کے برعکس ایک " حافظ جی " محض عقلی احتمالات کے ذریعہ اس کھلی حقیقت کا انکار اور اس پر حیرت و تعجب کا اظہار کر رہا ہے اہل عقل اس " حافظ جی " کی عقل و فہم کی داد نہیں دیں گے بلکہ اسے اندھا ہونے کے ساتھ ساتھ ضدی اور ہٹ دھرم بھی قرار دیں گے۔

ٹھیک اسی طرح سمجھیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواجِ مطہراتؓ کے حقوق نہایت عدل و انصاف کے ساتھ ادا کرنا ایک حقیقت واقعیہ ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت آپؐ کے یہاں نو بیویاں تھیں۔ ان میں آٹھ کے یہاں باری باری شب باشی فرماتے تھے۔ [حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے رکھی تھی اس لئے ان کے یہاں شب باشی نہیں فرماتے تھے۔] [صحیح بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص ۲۷۹]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عدل و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف کے ساتھ ازواج کے حقوق ادا فرماتے تھے۔ اور پھر یہ دعا کرتے تھے "یا اللہ! جو بات میرے اختیار میں ہے اس میں تو پورے عدل و انصاف سے برتاؤ کرتا ہوں اور جو چیز آپ کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں [یعنی کسی بی بی کی طرف دل کا زیادہ میلان] اس میں مجھے ملامت نہ کیجئے۔

[ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ص ۲۷۹]

اس قسم کی بہت سی احادیث صحابہ کرامؓ اور خود امہات المومنینؓ سے مروی ہیں۔ گویا یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف ازواج مطہرات کے حقوق ادا فرماتے تھے بلکہ اس میں آپؐ نے عدل و انصاف کا اعلیٰ ترین معیار قائم کر کے دکھایا۔ خود ارشاد فرماتے تھے "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہو۔ اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں"

[ترمذی، دارمی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۸۱]

اب اس ثابت شدہ حقیقت پر حیرت و تعجب کا اظہار کرنا اور اس سے انکار کی کوشش کرنا اس پر وہی "حافظ جی" کی مثال صادق آتی ہے جو آنکھیں بند کر کے محض عقلی احتمالات کے ذریعہ طلوع آفتاب کی نفی کی کوشش کر رہا ہے۔

اور اگر آپ کے دوست کو اس بات کا شبہ ہے کہ امت کے لئے چار تک شادیوں کی اجازت ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چار سے زائد شادیاں کیسے جائز تھیں؟ تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے خصوصی احکام دیئے تھے جن کو اہلِ علم کی اصطلاح میں خصائص نبوی کہا جاتا ہے۔ حافظ سیوطیؒ نے "الخصائص الکبریٰ" میں حافظ ابونعیم نے "دلائلِ نبوت" میں اور علامہ قسطلانی نے "مواہب لدنیہ" میں ان خصائص کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ نکاح کے معاملات میں بھی آنحضرتؐ کی متعدد خصوصیات تھیں۔ جن کو سورۂ احزاب کے چھٹے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپؐ کے لئے چار سے زائد شادیوں کی اجازت تھی۔

ایک یہ کہ آپؐ کے لئے پدری و مادری خاندان کی خواتین سے صرف اس سے نکاح کرنا جائز تھا جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کی ہو آپؐ کے خاندان کی جن عورتوں نے ہجرت نہیں کی تھی ان سے آپؐ کا نکاح جائز نہیں تھا۔ ایک خصوصیت یہ تھی کہ اگر کوئی خاتون مہر کے بغیر آپؐ کے عقد میں آنے کی پیشکش کرے اور آپؐ اس کو قبول فرما لیں تو بغیر مہر کے آپؐ کا عقد صحیح تھا۔ جب کہ امت کے لئے نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے اگر زوجین نے یہ شرط کرلی ہو کہ مہر نہیں ہوگا تب بھی "مہرِ مثل" لازم آئے گا۔

آپؐ کی خصوصیت یہ تھی کہ بیویوں کے درمیان برابری کرنا آپؐ کے ذمہ ضروری نہیں تھا اس کے باوجود آپؐ ازواجِ مطہراتؓ کے درمیان برابری اور عدل و انصاف کی پوری رعایت فرماتے تھے جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں۔ جبکہ امت کے وہ افراد جن کے عقد میں دو یا دو سے زیادہ بیویاں ہوں ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذمہ بیویوں کے درمیان برابری رکھنا فرض ہے ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے ۔

"جس کی دو بیویاں ہوں اور ان کے درمیان عدل اور برابری نہ کرے وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہو گا"

[دارمی ، مشکوٰۃ ص ۲۷۹ ، ترمذی ، ابوداؤد ، نسائی ، ابن ماجہ]

الغرض نکاح کے معاملہ میں بھی آپؐ کی بہت ساری خصوصیات تھیں اور بیک وقت چار سے زائد بیویوں کا جمع کرنا آپؐ کی انہی خصوصیات میں شامل ہے اس کی تصریح کے حقوق نہایت عدل و انصاف کے ساتھ ادا کرنا ایک حقیقتِ واقعیہ ہے ۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ جب دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت آپؐ کے یہاں نو بیویاں تھیں ۔ ان میں آٹھ کے یہاں باری باری شب باشی فرماتے تھے [حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تھی ان کے یہاں شب باشی نہیں فرماتے تھے]

[صحیح بخاری و مسلم ، مشکوٰۃ ص ۲۷۹]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عدل و انصاف کے ساتھ ازواجؓ کے حقوق ادا فرماتے تھے اور پھر یہ دعا فرماتے تھے ۔ یا اللہ ! جو بات میرے اختیار میں ہے اس میں تو پورا عدل و انصاف سے برتاؤ کرتا ہوں جو چیز آپ کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں [یعنی کسی بی بی کی طرف دل کا زیادہ میلان] اس میں مجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملامت نہ کیجیئے۔ [ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ص ۲۷۹]

اس قسم کی بہت سی احادیث صحابہ کرامؓ اور خود امہات المومنینؓ سے مروی ہیں۔ گویا یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ آنحضرتؐ نہ صرف ازواج مطہراتؓ کے حقوق ادا فرماتے تھے بلکہ اس میں عدل و انصاف کا اعلیٰ ترین معیار قائم کرکے دکھایا۔ خود ارشاد فرماتے تھے کہ

"تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہو۔ اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سے بہتر ہوں۔"

[ترمذی، دارمی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۸۱]

اب اس ثابت شدہ حقیقت پر حیرت و تعجب کا اظہار کریں اور اس سے انکار کی کوشش کرنا اس پر دہی "حافظ جی" کی مثال صادق آتی ہے جو آنکھیں بند کرکے محض عقلی احتمالات کے ذریعہ سے طلوعِ آفتاب کی نفی کی کوشش کر رہا ہے۔

۴ ———— اور اگر آپ کے دوست کو اس بات کا شبہ ہے کہ امت کے لئے چار تک کے لئے شادیوں کی اجازت ہے تو آنحضرتؐ کے لئے چار سے زائد شادیاں کیسے جائز تھیں تو ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آنحضرتؐ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے خصوصی احکام دیئے تھے جن کو اہلِ علم کی اصطلاح میں "خصائص نبویؐ" کہا جاتا ہے۔ حافظ سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں حافظ ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان خصائص کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔

حافظ سیوطیؒ خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ۔

غلام کو صرف دو شادیوں کی اجازت ہے شریعت میں اور اس کے مقابلہ میں آزاد آدمی کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔ جب آزاد کو بمقابلہ غلام کے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے تو پھر آنحضرتؐ کو عام افرادِ امت سے زیادہ شادیوں کی کیوں اجازت نہیں ہوتی۔ متعدد انبیاء کرام ایسے ہوئے ہیں جن کی چار سے زیادہ شادیاں تھیں۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی سو بیویاں تھیں اور صحیح بخاری صفحہ ۲۹۵ جلد ۱ میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی سو یا ننانوے بیویاں تھیں۔ بعض روایات میں کم و بیش تعداد بھی آئی ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے ان روایات میں تطبیق کی ہے اور وہب بن منبہ کا قول نقل کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے یہاں تین سو بیویاں اور سات سو کنیزیں تھیں۔ [فتح الباری ص ۲۹۰ ج ۶]

بائبل [BIBLE] میں اس کے برعکس یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں اور تین سو کنیزیں تھیں۔

[۱۔ سلاطین، ۱۱-۳]

ظاہر ہے کہ یہ تمام حضرات ان تمام بیویوں کے حقوق ادا کرتے ہوں گے اس لئے آنحضرتؐ کا نو ازواج مطہراتؓ کے حقوق ادا کرنا ذرا بھی محلِ تعجب نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ ———— آنحضرتؐ کی خصوصیات کے بارے میں یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی۔ اور ہر جنتی کو سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی اس حساب سے آنحضرتؐ میں چار ہزار مردوں کی طاقت تھی۔ [فتح الباری ص ۴۷۸ ج ۱]

جب امت کے ہر مریل سے مریل آدمی کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت ہے تو آنحضرتؐ کے لئے جن میں چار ہزار پہلوانوں کی طاقت ودلیعت کی گئی تھی کم ازکم سولہ ہزار شادیوں کی اجازت ہونی چاہیئے تھی۔

۶ ———— اس مسئلہ پر ایک دوسرے پہلو سے بھی غور کرنا چاہیئے۔ ایک داعی اپنی دعوت مردوں کے حلقہ میں بلا تکلف پھیلا سکتا ہے لیکن خواتین کے حلقہ میں براہِ راست دعوت نہیں پھیلا سکتا۔ حق تعالیٰ نے اس کا یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہر شخص کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے جو جدید اصطلاح میں اس کی پرائیویٹ سیکرٹری کا کام دے سکے اور خواتین کے حلقہ میں اس کی دعوت کو پھیلا سکیں۔

جب ایک امتی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے یہ انتظام فرمایا ہے تو آنحضرتؐ جو قیامت تک تمام انسانیت کے نبی اور ہادی و مرشد تھے۔ قیامت تک پوری انسانیت کی سعادت جن کے قدموں سے وابستہ کر دی گئی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت اور رحمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اُمت کی خواتین کی اصلاح و تربیت کے لئے خصوصی انتظام فرمایا ہو تو اس پر ذرا بھی تعجب نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ حکمت و ہدایت کا یہی تقاضا تھا۔

۷ ——— اس کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت و جلوت کی پوری زندگی کتاب ہدایت تھی۔ آپؐ کی جلوت کے افعال واقوال کو نقل کرنے والے تو ہزاروں صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ لیکن آنحضرتؐ کی خلوت وتنہائی کے حالات امہات المؤمنینؓ کے سوا اور کون نقل کر سکتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے آنحضرتؐ کی زندگی کے ان مخفی و پوشیدہ گوشوں کو نقل کرنے کے لئے متعدد ازواج مطہراتؓ کا انتظام فرمادیا۔ جن کی بدولت سیرت طیبہ کے مخفی سے مخفی گوشے بھی امت کے سامنے آگئے اور آپؐ کی خلوت و جلوت کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب بن گئی جس کو ہر شخص ہر وقت ملاحظہ کر سکتا ہے۔

۸ ——— اگر غور کر لیا جائے کہ کثرت ازواج اس لحاظ سے بھی معجزۂ نبوت ہے کہ مختلف مزاج اور مختلف قبائل کی متعدد خواتین آپؐ کی نجی سے نجی زندگی کا شب و روز مشاہدہ کرتی ہیں اور وہ بیک زبان آپؐ کے تقدس و طہارت آپؐ کی خشیت و تقویٰ، آپؐ کے خلوص و للہیت، اور آپؐ کے پیغمبرانہ اخلاق واعمال کی شہادت دیتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ آپؐ کی نجی زندگی میں کوئی معمولی سا جھول اور کوئی ذراسی بھی کجی ہوتی تو اتنی کثیر تعداد ازواج مطہراتؓ کی موجودگی میں وہ کبھی بھی مخفی نہیں رہ سکتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ آپؐ کی نجی زندگی کی پاکیزگی کی یہ ایسی شہادت ہے کہ جو بجائے خود دلیل، صداقت اور معجزہ نبوت ہے۔ یہاں بطور نمونہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں جس سے نجی زندگی میں آنحضرتؐ کے تقدس وطہارت اور پاکیزگی کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔ وہ فرماتی ہیں۔ میں نے کبھی آنحضرتؐ کا ستر نہیں دیکھا اور نہ آنحضرتؐ نے میرا دیکھا۔ کیا دنیا میں کوئی بیوی اپنے شوہر کے بارے میں یہ شہادت دے سکتی ہے کہ مدۃ العمر انہوں نے ایک دوسرے کا ستر نہیں دیکھا اور کیا اس اعلیٰ ترین اخلاق کا نبی کی ذات کے سوا کوئی نمونہ مل سکتا ہے"؟ غور کیجئے کہ آنحضرتؐ کی نجی زندگی نے ان "خفی محاسن" کو ازواجِ مطہراتؓ کے سوا کون نقل کر سکتا تھا۔

[از مدیر ماہنامہ بینات شمارہ نمبر ۲ جلد نمبر ۵۱]

مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سراپا رحمت و برکت ہے تبلیغ احکام اور تزکیۂ نفوس اور ابلاغِ قرآن آپؐ کا سب سے بڑا مقصدِ بعثت تھا، آپؐ نے اسلام کی تعلیمات کو قولاً وعملاً دنیا میں پھیلا دیا۔ یعنی آپؐ بتلاتے بھی تھے اور کرتے بھی تھے، پھر چونکہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں نبیؐ کی رہبری کی ضرورت نہ ہو۔ نماز باجماعت سے لیکر بیویوں کے تعلقات، آل و اولاد کی پرورش اور پاخانہ پیشاب اور طہارت تک کے بارے میں آپؐ کی قولی اور فعلی ہدایات سے کتب احادیث بھرپور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اندرونِ خانہ کیا کیا کام کیا، بیویوں سے کیسے میل جول رکھا اور گھر میں آ کر مسائل پوچھنے والی خواتین کو کیا کیا جواب دیا۔ اس طرح کے سینکڑوں مسائل ہیں جن سے ازواجِ مطہراتؓ کے ذریعہ ہی امّت کو رہنمائی ملی ہے تعلیم و تبلیغ کی دینی ضرورت کے پیشِ نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کثرتِ ازواج ایک ضروری امر تھا۔ صرف حضرت عائشہؓ سے احکام و مسائل، اخلاق و آداب اور سیرتِ نبویؐ سے متعلق دو ہزار دو سو دس روایات مروی ہیں جو کتبِ احادیث میں پائی جاتی ہیں، حضرت ام سلمہؓ کی مرویات کی تعداد تین سو اٹھہتر تک پہنچی ہوئی ہے۔ حافظ ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین صفحہ ۹ جلد ۱ میں لکھا ہے کہ اگر حضرت ام سلمہؓ کے فتاویٰ جمع کئے جائیں جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دیئے ہیں تو ایک رسالہ مرتب ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روایت و درایت اور فقہ و فتاویٰ میں جو مرتبہ ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ان کے شاگردوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلسل ۴۸ برس تک علمِ دین پھیلایا۔

بطورِ مثال دو مقدس بیویوں کا مجمل حال لکھ دیا ہے، دیگر ازواجِ مطہراتؓ کی روایات بھی مجموعی حیثیت سے کافی تعداد میں موجود ہیں، ظاہر ہے کہ اس تعلیم و تبلیغ کا نفع صرف ازواجِ مطہراتؓ سے پہنچا۔

انبیاءِ اسلام کے مقاصد بلند اور پورے عالم کی انفرادی و اجتماعی، خانگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ملکی اصلاحات کی فکروں کو دنیا کے شہوت پرست انسان کیا جانیں ، وہ تو سب کو اپنے اوپر قیاس کر سکتے ہیں۔ اسی کے نتیجے میں کئی صدی سے یورپ کے ملحدین اور مستشرقین نے اپنی ہٹ دھرمی سے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدد ازواج کو ایک خالص جنسی اور نفسانی خواہش کی پیداوار قرار دیا ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو ایک ہوشمند مُنصف مزاج کبھی بھی آپؐ کی کثرتِ ازواج کو اس پر محمول نہیں کر سکتا۔

آپؐ کی معصوم زندگی قریشِ مکہ کے سامنے اس طرح گذری کہ پچیس سال کی عمر میں ایک سن رسیدہ صاحب اولاد بیوہ [جس کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے] سے عقد کر کے عمر کے پچیس سال تک انہی کے ساتھ گذارا کیا ، وہ بھی اس طرح کہ مہینہ مہینہ گھر چھوڑ کر غارِ حرا میں مشغولِ عبادت رہتے تھے ، دوسرے نکاح جتنے ہوئے پچاس سالہ عمر شریف کے بعد ہوئے۔ یہ پچاس سالہ زندگی اور عنفوانِ شباب کا سارا وقت اہلِ مکہ کی نظروں کے سامنے تھا۔ کبھی کسی دشمن کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب کرنے کا موقع نہیں ملا جو تقویٰ و طہارت کو مشکوک کر سکے۔ آپؐ کے دشمنوں نے آپؐ پر ساحر، شاعر، مجنون، کذاب ، مفتری جیسے الزامات میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی لیکن آپؐ کی معصوم زندگی پر کوئی ایسا حرف کہنے کی جرأت نہیں ہوئی جس کا تعلق جنسی اور نفسانی جذبات کی بے راہ روی سے ہو۔

ان حالات میں کیا یہ بات غور طلب نہیں ہے کہ جوانی کے پچاس سال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس زہد و تقویٰ اور لذائذِ دنیا سے یکسوئی میں گذارنے کے بعد وہ کیا داعیہ تھا جس نے آخر عمر میں آپؐ کو متعدد نکاحوں پر مجبور کیا، اگر دل میں ذرا سا بھی انصاف ہو تو ان متعدد نکاحوں کی وجہ اس کے سوا نہیں بتلائی جاسکتی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، اور اس کثرتِ ازدواج کی حقیقت کو بھی سن لیجئے کہ کس طرح وجود میں آئی۔

پچیس سال کی عمر سے لے کر پچاس سال کی عمر شریف ہونے تک تنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپؐ کی زوجہ رہیں، ان کی وفات کے بعد حضرت سودہ رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ سے نکاح ہوا، مگر حضرت سودہ رضؓ تو آپؐ کے گھر تشریف لے آئیں اور حضرت عائشہ رضؓ صغر سنی کی وجہ سے اپنے والد کے گھر ہی رہیں، پھر چند سال کے بعد ۲ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ رضؓ کی رخصتی عمل میں آئی، اس وقت آپؐ کی عمر مبارک چوّن سال ہو چکی تھی۔ اور دو بیویاں اس عمر میں آکر جمع ہوئی ہیں۔ یہاں سے تعددِ ازدواج کا معاملہ شروع ہوا۔ اس کے ایک سال بعد حضرت حفصہ رضؓ سے نکاح ہوا۔ پھر کچھ ماہ بعد حضرت زینب رضؓ بنت خزیمہ سے نکاح ہوا۔ اور صرف اٹھارہ ماہ آپؐ کے نکاح میں رہ کر وفات پائی، ایک قول کے مطابق تین ماہ آپؐ کے نکاح میں زندہ رہیں۔ پھر ۴ھ میں حضرت ام سلمہ رضؓ سے نکاح ہوا۔ پھر ۵ھ میں حضرت زینب رضؓ بنت جحش سے نکاح ہوا۔ اس وقت آپؐ کی عمر مبارک اٹھاون سال ہو چکی تھی اور اتنی بڑی عمر میں آکر چار بیویاں جمع ہوئیں۔ حالانکہ امت کو جس وقت چار بیویوں کی اجازت ملی تھیں اس وقت ہی آپؐ کم از

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکم چار نکاح کر سکتے تھے لیکن آپؐ نے ایسا نہیں کیا۔ ان کے بعد ۵ھ میں حضرت جویریہؓ سے اور ۶ھ میں حضرت ام حبیبہؓ سے اور پھر ۷ھ میں حضرت صفیہؓ سے اور پھر اسی سال حضرت میمونہؓ سے نکاح ہوا۔

خلاصہ یہ کہ چوّن سال کی عمر تک آپؐ نے صرف ایک بیوی کے ساتھ گذارہ کیا، یعنی پچیس سال حضرت خدیجہؓ کے ساتھ اور چار پانچ سال حضرت سودہؓ کے ساتھ گذارے۔ پھر اٹھاون سال کی عمر میں چار بیویاں جمع ہوئیں اور باقی ازواجِ مطہراتؓ دو تین سال کے اندر حرمِ نبوّت میں آئیں۔

اور یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ ان سب بیویوں میں سے صرف ایک ہی عورت ایسی تھیں جن سے کنوارے پن میں نکاح ہوا، یعنی ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کے علاوہ باقی سب ازواجِ مطہراتؓ بیوہ تھیں، جن میں بعض کے دو دو شوہر پہلے گذر چکے تھے۔ اور یہ تعداد بھی آخر عمر میں آکر جمع ہوئی۔

حضرات صحابہ مرد اور عورت سب آپؐ پر جانثار تھے اگر آپؐ چاہتے تو سب بیویاں کنواری جمع کر لیتے۔ بلکہ ہر ایک ایک دو دو مہینہ کے بعد ... بدلنے کا بھی موقع تھا۔ لیکن آپؐ نے ایسا نہیں کیا۔

نیز یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برحق نبی تھے۔ نبی صاحب ہوا و ہوس نہیں ہوتا جو کچھ کرتا ہے اذنِ الٰہی سے کرتا ہے، نبی ماننے کے بعد ہر اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شخص آپؐ کو نبی ہی نہ مانے اور یہ الزام لگائے کہ آپؐ نے محض شہوت پرستی کی وجہ سے اپنے لئے کثرتِ ازدواج کو جائز رکھا تھا تو اس شخص سے کہا جائے گا کہ اگر ایسا ہوتا تو آپؐ اپنے حق میں کثرتِ ازدواج کے معاملہ میں اس پابندی کا اعلان کیوں فرماتے جس کا ذکر قرآنِ کریم کی آیت لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ میں موجود ہے اپنے حق میں اس پابندی کا اعلان اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپؐ نے جو کچھ کیا اپنے رب کے اذن سے کیا۔

تعدّد ازواج کی وجہ سے تعلیمی اور تبلیغی فوائد جو امت کو حاصل ہوئے اور جو احکام امت تک پہنچے اس کی جزئیات اس قدر کثیر تعداد میں ہیں کہ ان کا احصاء دشوار ہے کتب احادیث اس پر شاہد ہیں البتہ بعض دیگر فوائد کی طرف یہاں ہم اشارہ کرتے ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد آپؐ نے ان سے نکاح کر لیا تھا، وہ اپنے سابق شوہر کے بچوں کے ساتھ آپؐ کے گھر تشریف لائیں۔ ان کے بچوں کی آپؐ نے پرورش کی اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ کس پیار و محبت سے سوتیلی اولاد کی پرورش کرنی چاہئیے۔ آپؐ کی بیویوں میں صرف یہی ایک بیوی ہیں جو بچوں کے ساتھ آئیں اگر کوئی بھی بیوی اس طرح کی نہ ہوتی تو عملی طور پر سوتیلی اولاد کی پرورش کا خانہ خالی رہ جاتا اور امت کو اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہ ملتی۔ ان کے بیٹے حضرت عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پرورش پاتا تھا۔ ایک بار آپؐ کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے پیالے میں ہر جگہ ہاتھ ڈالتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ ۔ "اللہ کا نام لے کر کھا داہنے ہاتھ سے کھا اور سامنے سے کھا۔"

[بخاری ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۶۳]

حضرت جُوَیریہؓ ایک جہاد میں قید ہوکر آئی تھیں، دوسرے قیدیوں کی طرح یہ بھی تقسیم میں آگئیں اور ثابتؓ بن قیس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصہ میں ان کو لگا دیا گیا۔ لیکن انہوں نے اپنے آقا سے اس طرح معاملہ کرلیا کہ اتنا اتنا مال تم کو دے دوں گی مجھے آزاد کردو، یہ معاملہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور مالی امداد چاہی۔ آپؐ نے فرمایا اس سے بہتر بات نہ بتا دوں؟ وہ یہ کہ میں تمہاری طرف سے مال ادا کردوں اور تم سے نکاح کر لوں، انہوں نے بخوشی منظور کرلیا۔ تب آپؐ نے ان کی طرف سے مال ادا کر کے نکاح فرمالیا۔ ان کی قوم کے سینکڑوں افراد حضرات صحابہ کی ملکیت میں آچکے تھے، کیونکہ وہ سب لوگ قیدی ہوکر آئے تھے۔ جب صحابہؓ کو پتہ چلا کہ جویریہؓ آپؐ کے نکاح میں آگئی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے پیشِ نظر سب نے اپنے اپنے غلام باندی آزاد کر دیئے۔

سبحان اللہ! حضرات صحابہ کرام کے ادب کی کیا شان تھی اس جذبے کے پیشِ نظر کہ یہ لوگ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والے ہوگئے ان کو غلام بنا کر کیسے رکھیں۔ سب کو آزاد کردیا، حضرت عائشہ رضؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ کے متعلق فرماتی ہیں۔

فَلَقَدْ اُعْتِقَ بِتَزْوِیْجِهٖ اِیَّاهَا مِائَةُ اَهْلِ بَیْتٍ مِنْ بَنِی الْمُصْطَلِقِ فَمَا اَعْلَمُ امْرَأَةً اَعْظَمَ بَرَکَةً عَلٰی قَوْمِهَا مِنْهَا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جویریہؓ سے نکاح کر لینے سے بنو المصطلق کے سو گھرانے آزاد ہوئے میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو"

حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے شوہر کے ساتھ ابتداء اسلام ہی میں مکہ میں اسلام قبول کیا تھا پھر دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے قافلہ کے دوسرے افراد کے ساتھ حبشہ چلے گئے تھے، وہاں ان کا شوہر نصرانی ہو گیا اور چند دن کے بعد مر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشیؓ کے واسطہ سے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا جسے انہوں نے قبول کر لیا اور وہیں حبشہ میں نجاشی ہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ ابو سفیانؓ کی صاحبزادی تھیں۔ اور حضرت ابو سفیان اس وقت اس گروہ کے سرخیل تھے جس نے اسلام دشمنی کو اپنا سب سے بڑا مقصد قرار دیا تھا اور وہ مسلمانوں کو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے اور انہیں فنا کے گھاٹ اتار دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ جب ان کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو بلا اختیار ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ هُوَ الْفَحْلُ لَا یُجْدَعُ اَنْفُهٗ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جوانمرد ہیں ان کی ناک نہیں کاٹی جاسکتی" مطلب یہ کہ وہ بلند ناک والے معزز ہیں ان کو ذلیل کرنا آسان نہیں۔ ادھر تو ہم ان کو ذلیل کرنے کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اور ادھر ہماری لڑکی ان کے نکاح میں چلی گئی۔

غرض اس نکاح نے ایک نفسیاتی جنگ کا اثر کیا اور اسلام کے مقابلہ میں کفر کے قائد کے حوصلے پست ہو گئے۔ اس نکاح کی وجہ سے جو سیاسی فائدہ اسلام اور مسلمانوں کو پہنچا اس کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ خدا کے مدبر اور حکیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فائدہ کو ضرور پیش نظر رکھا ہوگا۔

یہ چند باتیں لکھی گئی ہیں ان کے علاوہ سیرت پر عبور رکھنے والے حضرات کو بہت کچھ حکمتیں آپؐ کے تعددِ ازدواج میں مل سکتی ہیں اس سلسلے میں حکیم الامت کے رسالے "کثرتِ ازدواج لصاحب المعراج" کا دیکھنا بھی مفید ہوگا۔

یہ تفصیل ہم نے ملحدین و مستشرقین کے پھیلائے ہوئے پُر فریب جال کو کاٹنے کے لئے لکھی ہے کیونکہ ان کے اس دامِ تزویر میں بہت سے وہ تعلیم یافتہ اور ناواقف مسلمان بھی پھنس جاتے ہیں جو سیرتِ نبویؐ اور تاریخِ اسلام سے بے خبر ہیں اور اسلامیات کا علم مستشرقین ہی کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔ [تفسیر معارف القرآن ص ۲۸۹ ج ۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ کرام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے بارے میں اقوال مختلف ہیں سب سے زیادہ معتبر اور مستند قول یہ ہے کہ تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔

۱۔ قاسم ۲۔ عبداللہ جن کو طیب اور طاہر کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔ ۳۔ ابراہیمؓ

۴۔ زینبؓ ۵۔ رُقیہ رضؓ

۶۔ ام کلثومؓ ۷۔ فاطمۃ الزہراءؓ

صاحبزادیوں کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں، بالاتفاق چاروں بڑی ہوئیں بیاہی گئیں۔ اسلام لائیں ہجرت کی۔ حضرت ابراہیمؓ کے بارے میں بھی کوئی اختلاف نہیں یہ بالاتفاق آپ کی اُم وَلَد ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے اور بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ حضرت ابراہیمؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سوا تمام اولاد حضرت خدیجہ ہی کے بطن سے ہے۔ اور کسی بیوی سے آپؐ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے جس قدر لڑکے پیدا ہوئے وہ سب بچپن ہی میں داغِ مفارقت دے گئے اس لئے ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء سیر کا قول ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے دو صاحب زادے پیدا ہوئے ایک قاسم اور دوسرے عبداللہ اور حضرت عبداللہ ہی کا دوسرا نام طیب اور طاہر تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ طیب و طاہر آپؐ کے دو اور صاحبزادے تھے۔ اس قول کی بنا پر حضرت خدیجہؓ کے بطن سے چھ صاحب زادے تھے۔ پانچویں اور چھٹے صاحب زادے کا نام مُطَیَّب و مُطَہَّر تھا۔
واللہ اعلم [زرقانی ص ۱۹۴ ج ۳]

حضرت قاسم

آپؐ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے اور غالباً نبوت سے گیارہ برس قبل پیدا ہوئے ہوں گے۔ مجاہد کے نزدیک یہ صرف سات دن زندہ رہے۔ ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دو سال تک زندہ رہے۔ ابن فارس نے لکھا ہے کہ سنِ تمیز کو پہنچ گئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں جس طرح یہ سب سے پہلے پیدا ہوئے اسی طرح سب سے پہلے انتقال کیا۔ عام روایت یہ ہے کہ قبل بعثت وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم انہی کے انتساب سے ہے۔ آپؐ اس کنیت کو بہت پسند فرماتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہؓ بھی جب آپؐ کا محبت سے نام لیتے تو ابوالقاسم ہی کہتے۔ ایک دن آپؐ بازار میں گذر رہے تھے پیچھے سے کسی نے یا اباالقاسم کہہ کر آواز دی۔ آپؐ نے مڑ کر دیکھا تو اس نے کہا یارسول اللہ میں اسی نام کے دوسرے شخص کو پکار رہا ہوں۔ رفعِ اشتباہ کے لئے آپؐ نے منع فرمایا کہ یہ کنیت کوئی نہ رکھے۔

حضرت زینبؓ

اہلِ سیر کا اتفاق ہے کہ لڑکیوں میں سب سے بڑی تھیں۔ زُبیر بن بکار کا قول ہے کہ حضرت قاسم کے بعد پیدا ہوئیں۔ لیکن ابن کلبی کے نزدیک آنحضرتؐ کی سب سے پہلی اولاد حضرت زینبؓ ہی ہیں۔ بعثت سے دس برس پہلے جب آنحضرتؐ کی عمر تیس سال تھی پیدا ہوئیں۔ آنحضرتؐ نے جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو اہل و عیال مکہ میں رہ گئے تھے۔

حضرت زینبؓ کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع بن لقیط سے ہوئی۔ غزوۂ بدر میں ابوالعاص گرفتار ہو گئے۔ جب رہا کئے گئے تو ان سے وعدہ لیا گیا کہ مکہ جا کر حضرت زینبؓ کو بھیج دیں گے۔ ابوالعاص نے مکہ جا کر اپنے بھائی کنانہ کے ساتھ اُن کو مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ چونکہ کفار کے تعرض کا خوف تھا کنانہ نے ہتھیار ساتھ لے لئے تھے۔ مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو کفارِ قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا۔ ہبار بن اسود نے حضرت زینبؓ کو نیزے سے زمین پر گرا دیا وہ حاملہ تھیں حمل ساقط ہو گیا کنانہ نے ترکش سے تیر نکال لئے اور کہا اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانشانہ ہو گا۔ لوگ ہٹ گئے تو ابوسفیان سردارانِ قریش کے ساتھ آیا اور کہا تیر روک لو ہم کو کچھ گفت گو کرنی ہے۔ انہوں نے تیر ترکش میں ڈال لئے ابوسفیان نے کہا محمدؐ کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں تم کو معلوم ہیں اب اگر تم علانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کمزوری ہے۔ ہم کو حضرت زینبؓ کے روکنے کی ضرورت نہیں جب شور ہنگامہ کم ہو جائے تو اسے چوری چھپے لے جانا۔ کنانہ نے یہ رائے تسلیم کی اور چند روز کے بعد ان کو رات کے وقت لے کر روانہ ہوئے۔ زیدؓ بن حارثہ کو آنحضرتؐ نے پہلے بھیج دیا تھا۔ وہ بطن یا جج میں تھے۔ کنانہ نے حضرت زینبؓ کو ان کے حوالے کیا وہ ان کو لے کر روانہ ہو گئے۔ حضرت زینبؓ مدینہ میں آئیں اپنے شوہر ابوالعاص کو حالتِ شرک میں چھوڑا۔ ابوالعاص دوبارہ ایک سریّہ میں گرفتار ہوئے اس وقت بھی حضرت زینبؓ نے ان کو پناہ دی۔ مکہ جاکر انہوں نے لوگوں کی امانتیں حوالہ کیں اور اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ حضرت زینبؓ نے ان کو حالتِ شرک میں چھوڑا تھا اس لئے دونوں میں باہم تفریق ہو گئی تھی۔ وہ مدینہ آئے تو حضرت زینبؓ دوبارہ ان کے نکاح میں آئیں۔ ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اگرچہ کوئی جدید نکاح نہیں ہوا۔ لیکن دوسری روایت میں جدید نکاح کی تصریح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کہ اگرچہ اسناد کے لحاظ سے دوسری روایت پر ترجیح ہے۔ لیکن فقہاء نے دوسری روایت پر عمل کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تاویل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے کہ نکاحِ جدید کے مہر اور شرائط وغیرہ میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوا ہوگا۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس کو نکاح اوّل سے تعبیر کیا۔ ورنہ تفریق کے بعد نکاحِ ثانی ضروری ہے۔

ابو العاصؓ نے حضرت زینبؓ کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا اور آنحضرتؐ نے ان کے شریفانہ تعلقات کی تعریف کی۔ نکاحِ جدید کے بعد حضرت زینبؓ بہت کم زندہ رہیں۔ ۷ھ یا ۶ھ [باختلاف روایت] ابو العاصؓ اسلام لائے اور ۸ھ میں حضرت زینبؓ نے انتقال کیا۔ ام المومنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ اور امّ سلمہؓ نے غسل دیا اور آنحضرتؐ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ابو العاصؓ اور آنحضرتؐ نے قبر میں اتارا۔ حضرت زینبؓ نے دو اولاد چھوڑی۔ اُمامہ اور علی۔ علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی لیکن عام روایت یہ ہے کہ سنِ رُشد کو پہنچے۔ ابنِ عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔

اُمامہ سے آنحضرتؐ کو نہایت محبت تھی۔ آپؐ ان کو اوقاتِ نماز میں بھی جدا نہ کرتے تھے۔ صحاح میں ہے کہ آپؐ ان کو کندھے پر رکھ کر نماز پڑھتے تھے جب رکوع میں جاتے تو دوشِ مبارک سے اتار دیتے جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو پھر سوار کرا لیتے۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزیں بطور ہدیہ بھیجیں۔ جن میں ایک زرّیں ہار بھی تھا۔ اُمامہؓ ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں آپؐ نے فرمایا میں اس کو اپنی محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ ازواجؓ نے سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہؓ کو حاصل ہوگا۔ لیکن آپؐ نے اُمامہؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بلا کر وہ ہار خود ان کے گلے میں ڈال دیا۔ ابوالعاصؓ نے حضرت زبیرؓ بن عوّام کو امامہؓ کے نکاح کی وصیت کی تھی۔ حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا تو انہوں نے حضرت علیؓ سے ان کا نکاح کر دیا۔ حضرت علیؓ نے شہادت پائی تو مغیرہ کو وصیت کر گئے کہ امامہؓ سے نکاح کر لیں۔ مغیرہ نے نکاح کیا اور ان سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا۔ لیکن بعض روایتوں میں ہے کہ امامہ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ امامہ نے مغیرہ کے ہاں وفات پائی۔

حضرت رقیہؓ

جرجانی نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ کی لڑکیوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ لیکن مشہور روایت ہے حضرت زینبؓ کے بعد ۳ سال قبل نبوت میں پیدا ہوئیں۔ پہلے ابولہب کے بیٹے عتبہ سے شادی ہوئی۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ شادی قبل نبوت ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ کی دوسری بیٹی اُمّ کلثومؓ کی شادی بھی ابولہب کے دوسرے لڑکے عُتَیبہ سے ہوئی تھی۔ جب آنحضرتؐ کی بعثت ہوئی تو آپؐ نے دعوت اسلام کا اظہار کیا۔ ابولہب نے بیٹوں کو جمع کر کے کہا اگر تم محمدؐ کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میرا سونا بیٹھنا حرام ہے۔ دونوں فرزندوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ آنحضرتؐ نے حضرت رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے کر دی دولابی نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان کا نکاح زمانہ جاہلیت میں ہوا۔ لیکن خود ایک روایت میں حضرت عثمانؓ سے مروی ہے جس میں زمانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی تصریح ہے۔ نکاح کے بعد حضرت عثمانؓ نے حبش کی طرف ہجرت کی۔ حضرت رقیہؓ بھی ساتھ تھیں۔ مدت تک آنحضرتؐ کو ان کا کچھ حال معلوم نہ ہوا ایک عورت نے آکر خبر دی کہ میں نے ان کو دیکھا ہے۔ حضورؐ نے دعا دی اور فرمایا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیوی کو لے کر ہجرت کی۔

حبش میں حضرت رقیہؓ کے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا۔ لیکن صرف چھ سال زندہ رہا۔ حضرت عثمانؓ حبش سے مکہ واپس آئے اور وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت رقیہؓ مدینہ میں آکر بیمار ہوئیں یہ غزوۂ بدر کا زمانہ تھا۔ حضرت عثمانؓ ان کی تیمارداری کی وجہ سے شریک جہاد نہ ہو سکے۔ عین اس دن جس روز زید بن حارثہؓ نے مدینہ آکر فتح کا مژدہ سنایا وفات پائی۔ غزوۂ بدر کی وجہ سے آنحضرتؐ ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت اُمِّ کلثومؓ

کنیت ہی کے نام سے مشہور ہیں۔ ۳ھ میں جو غزوۂ بدر کا سال تھا جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو ربیع الاوّل میں حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ نکاح کیا۔ بخاری میں ہے کہ جب حضرت حفصہؓ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت عثمانؓ نے تامل کیا لیکن دوسری روایتوں میں ہے کہ جب آنحضرتؐ کو یہ خبر ہوئی تو آپؐ نے حضرت عمرؓ سے کہا تم کو عثمانؓ سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عثمانؓ کے لئے تم سے بہتر شخص ڈھونڈھتا ہوں۔ تم اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دو اور میں اپنی لڑکی کی شادی عثمانؓ سے کر دیتا ہوں۔ بہر حال نکاح ہوا اور نکاح کے بعد امّ کلثومؓ چھ برس تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ رہیں۔

شعبان ۹ھ میں انتقال کیا آنحضرتؐ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت علیؓ اور حضرت فضل بن عباسؓ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے قبر میں اتارا۔

حضرت فاطمۃ الزہراؓ

فاطمہ نام اور زہرا لقب۔ سن ولادت میں اختلاف ہے ایک روایت میں ہے کہ ۱ھ بعثت میں پیدا ہوئیں۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ابراہیم کے علاوہ آپؐ کی تمام اولاد قبل نبوت پیدا ہوئی۔ آنحضرتؐ کی بعثت ۴۰ سال کی عمر میں ہوئی اس بنا پر بعضوں نے دونوں روایتوں میں تطبیق دی ہے کہ ۱ھ بعثت کے آغاز میں ہی حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئی ہوں گی اور چونکہ دونوں کی مدت میں بہت فاصلہ ہے اس لئے یہ اختلاف روایت ہو گیا ہو گا۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ بعثت سے پانچ برس پہلے جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی تھی پیدا ہوئیں بعض روایتوں میں ہے کہ نبوت سے تقریباً ایک سال بیشتر پیدا ہوئیں۔

اگر حضرت فاطمہؓ کا سالِ ولادت ۱ھ بعثت صحیح تسلیم کر لیا جائے جب پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینے کی ہوئیں تو ۲ھ میں آنحضرتؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حضرت علیؓ کے ساتھ نکاح کردیا۔ اس وقت حضرت علیؓ کا سن ۲۱ برس پانچ مہینے کا تھا حضرت فاطمہؓ سے عقد کی درخواست سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ نے کی تھی لیکن آنحضرتؐ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ حضرت علیؓ نے خواہش کی تو فرمایا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کو کچھ ہے بولے ایک گھوڑا اور ایک زرہ کے سوا کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ گھوڑا تو لڑائی کے لئے ضروری ہے زرہ فروخت کر ڈالو حضرت عثمانؓ نے ۴۸۰ درہم میں خریدی اور حضرت علیؓ نے قیمت لاکر آنحضرتؐ کے سامنے ڈال دی۔ آنحضرتؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں، عقد ہوا اور آنحضرتؐ نے جہیز میں ایک پلنگ اور ایک بستر دیا۔ اصابہ میں لکھا ہے کہ آپؐ نے ایک چادر، دو چکیاں اور ایک مشک بھی دی اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزیں عمر بھر ان کی رفیق رہیں۔

نکاح کے بعد رسم عروسی کا وقت آیا تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ ایک مکان لے لیں۔ چنانچہ حارث بن النعمان کا مکان ملا، اور حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے ساتھ اس میں قیام کیا۔ آنحضرتؐ ہمیشہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں کبھی کبھی خانگی معاملات کے متعلق رنجش ہو جاتی تو آنحضرتؐ دونوں میں صلح کرا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپؐ گھر میں تشریف لے گئے اور صفائی کردی گھر سے مسرور نکلے۔ لوگوں نے پوچھا گھر میں گئے تھے تو اور حالت تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب آپ اس قدر خوش کیوں ہیں فرمایا میں نے ان دونوں شخصوں میں مصالحت کرادی جو مجھ کو محبوب ہیں ۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ان پر کچھ سختی کی، وہ آنحضرتؐ کے پاس شکایت لے کر چلیں، پیچھے پیچھے حضرت علیؓ بھی آئے۔ حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا بیٹی تم کو خود سمجھنا چاہیئے کہ کون شوہر اپنی بیوی کے پاس خاموش چلا آتا ہے۔ حضرت علیؓ پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ انھوں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ اب میں تمہارے خلافِ مزاج کوئی بات نہ کروں گا ۔

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے دوسرا نکاح کرنا چاہا آنحضرتؐ کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئے۔ آپؐ نے مسجد میں خطبہ دیا اس میں اپنی ناراضگی ظاہر کی میری بیٹی میرا جگر گوشہ ہے جس سے اس کو دکھ پہنچے گا مجھے بھی اذیت ہوگی۔ چنانچہ حضرت علیؓ اس ارادہ سے باز آگئے اور حضرت فاطمہؓ کی زندگی تک پھر کبھی دوسرا نکاح نہیں کیا ۔

حضرت فاطمہؓ کے پانچ اولادیں ہوئیں ۔ حسنؓ، حسینؓ ۔ ام کلثومؓ، زینبؓ محسنؓ نے بچپن ہی میں انتقال کیا۔ حضرت زینبؓ، امام حسنؓ، امام حسینؓ اور ام کلثومؓ اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں مشہور ہیں ۔

حضرت فاطمہؓ نے رمضان المبارک سنہ ۱۱ھ میں حضورؐ کے انتقال کے چھ ماہ بعد وفات پائی۔ اس وقت آپ کا سن ۲۹ سال تھا۔ سن کی تعیین میں سخت اختلاف ہے۔ بعضوں نے ۲۴ سال، بعضوں نے ۲۵ سال اور بعض نے ۳۰ سال بتایا ہے۔ لیکن زُرقانی نے لکھا ہے کہ پہلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت زیادہ صحیح ہے۔ اگر سنہ ۴ نبوی کو سال ولادت قرار دیا جائے تو اس وقت ان کا یہ سن نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ اگر ۲۴ سال کی عمر تسلیم کی جائے تو اس سن کو سال ولادت قرار دیا جا سکتا ہے لیکن اگر یہ روایت صحیح مان لی جائے کہ وہ پانچ برس قبل نبوت میں پیدا ہوئیں تو اس وقت ان کا سن ۲۹ سال کا ہو سکتا ہے۔

حضرت ابراہیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے آخری اولاد ہیں۔

ذوالحجہ ۸ھ بمقام عالیہ جہاں ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا رہتی تھیں پیدا ہوئے اس بنا پر لوگ عالیہ کو مشربہ ابراہیمؑ بھی کہنے لگے۔ ابو رافع کی بیوی سلمیٰ نے جو حضورؐ یا آپ کی پھوپھی صفیہؓ کی لونڈی تھیں دایہ گیری کی خدمات انجام دیں۔ ابو رافع نے جب آنحضرتؐ کو ان کی ولادت کا مژدہ سنایا تو آپ نے اس کے صلہ میں ایک غلام عطا فرمایا۔ ساتویں دن عقیقہ ہوا۔ آپ نے بالوں کے برابر چاندی خیرات کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر نام رکھا۔ دودھ پلانے کے لئے تمام انصار نے خواہش کی لیکن آپ نے خود ان کو ام بردہ خولہ بنت زید الانصاری کے حوالہ کیا۔ اور اس کے معاوضہ میں کھجور کے چند درخت دیئے۔ بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے یہ خدمت ام سیف کے متعلق کی۔ قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ ام سیف اور ام بردہ ایک ہی ہیں۔ یہ تا دلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ مستبعد نہیں۔ لیکن ان کے شوہر کا نام براء بن اوس بتایا جاتا ہے۔ اور ابو سیف کنیت کے ساتھ مشہور ہیں۔ ام سیف عوالی مدینہ میں رہتی تھیں۔ آنحضرت ؐ فرطِ محبت سے وہاں جاتے۔ حضرت ابراہیمؑ کو گود میں لیتے اور چومتے۔ امّ سیف کے شوہر لوہار تھے اس لیے گھر دھوئیں سے بھرا رہتا تھا۔ لیکن آپؐ باوجود نظافتِ طبع گوارا فرماتے۔

حضرت ابراہیمؓ نے امّ سیف ہی کے یہاں انتقال کیا۔ آپؐ کو خبر ہوئی تو عبد الرحمانؓ بن عوف کے ساتھ تشریف لائے۔ نزع کی حالت تھی۔ گود میں اٹھالیا آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا یارسولؐ اللہ آپؐ کی یہ حالت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے۔

عرب لوگوں کا خیال تھا کہ جب کوئی بڑا شخص مرجاتا ہے تو چاند میں گرہن لگ جاتا ہے۔ اتفاق سے جس روز حضرت ابراہیمؓ نے وفات پائی سورج میں گرہن لگ گیا عام طور پر یہ مشہور ہوگیا کہ یہ ان کی موت کا اثر ہے۔ آنحضرت ؐ کو معلوم ہوا تو فرمایا چاند اور سورج خدا کی نشانیاں ہیں کسی کی موت سے ان میں گرہن نہیں لگ سکتا۔

چھوٹی سی چارپائی پر جنازہ اٹھایا گیا آنحضرتؐ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی عثمان بن مظعون کی قبر کے متصل دفن ہوئے فضل بن عباسؓ اور اسامہؓ نے قبر میں اتارا۔ آنحضرت ؐ قبر کے کنارے کھڑے تھے قبر پر پانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرتؓ اور اس پر ایک امتیازی علامت قائم کی گئی ۔

ابو داؤد اور بیہقی کی روایت کے موافق دو مہینے دس دن کی عمر پائی ذوالحجہ ۸ھ میں پیدا ہوئے تھے اس روایت کی بنا پر نو ہجری میں انتقال ہوا۔ واقدی کے نزدیک ماہ ربیع الاوّل سنہ ۱۰ھ میں وفات پائی ۔ اس لحاظ سے تقریباً پندرہ مہینے زندہ رہے ۔ بعض روایتوں میں ہے کہ سولہ مہینے ۸ دن کی عمر پائی ۔ بعض لوگوں نے مدت حیات ایک برس دس ماہ چھ دن لکھی ہے ۔ لیکن صحاح میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ابراہیمؑ سترہ یا اٹھارہ مہینے تک زندہ رہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار لڑکیوں کا ثبوت ائمہ شیعہ سے

موجودہ دور میں بعض شیعہ صاحبان لکھتے ہیں کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہؓ سے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اکلوتی بیٹی ہیں اور باقی تینوں صاحبزادیاں حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت رقیہؓ حضرت خدیجہؓ کے سابق ازواج کی اولاد ہیں یا خدیجۃ الکبریٰ کی خواہرزادیاں ہیں ۔

شیعہ حضرات کا یہ دعویٰ سراسر غلط اور جمہور اہل اسلام کے مسلّمہ مسلک کے خلاف ہے ۔ نیز ان کے ائمہ معصومین کے فرمان کے بھی برخلاف ہے ۔ شیعہ کے جمہور علماء اور ان کے مشاہیر مجتہدین و مورخین نے آنحضرتؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اولاد ؛ جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے پیدا ہوئی یا کو علماء اہلسنت کے مطابق ذکر کیا ہے اور سوا صاحبزادہ ابراہیمؓ کے باقی تمام اولاد کو حضرت خدیجہؓ سے پیدا شدہ ہونا ذکر کیا ہے۔ اگر کچھ اختلاف پایا جاتا ہے تو وہ اولاد شریف کے تولد میں تقدیم اور تاخیر کے لحاظ سے مذکور ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں شیعہ علماء کے بیانات کو درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام کی اس مسئلہ میں خوب تسلی ہو جائے کہ فریقین کے علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیوںؓ کو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا شدہ ہونے کو درست تسلیم کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں۔

ا ــــــ محمد بن یعقوب کلینی اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھتے ہیں۔

وَ تَزَوَّجَ خَدِیْجَۃَ وَھُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ سَنَۃً، فَوُلِدَ لَہٗ مِنْھَا قَبْلَ مَبْعَثِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْقَاسِمُ، وَرُقَیَّۃُ وَزَیْنَبُ، وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ، وَوُلِدَ لَہٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّیِّبُ وَالطَّاھِرُ وَفَاطِمَۃُ عَلَیْھَا السَّلَامُ [۱/۴۳۹ ومرأۃ العقول ۵/۱۸۰]

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا۔ اس وقت آپؐ کی عمر بیس سال سے زیادہ تھی۔ بعثت سے پہلے حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کی اولاد یہ پیدا ہوئی۔ قاسمؓ، رقیہؓ، زینبؓ اور ام کلثومؓ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعثت کے بعد آپؐ کی اولاد طیبؓ، طاہرؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔

۲ ——— ملا خلیل قزوینی لکھتے ہیں۔

بزنی خواست خدیجہ را و او فرزند بست سالہ دکسری بود بیس زادہ شد برلئے او از خدیجہ پیش از رسالت او قاسم و رقیہ و زینب وام کلثوم وزادہ شد برائے او بعد از رسالت طیب و طاہر و فاطمہ

[الصافی شرح اصول کافی کتاب الحجہ ۳/۱۴۷]

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا اور آپؐ کی عمر بیس سال سے زیادہ تھی۔ حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کی اولاد نبوت ورسالت سے پہلے پیدا ہوئی وہ یہ ہیں۔ قاسم، رُقیہ، زینب، اور ام کلثوم۔ نبوت کے بعد طیب طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

۳ ——— شیخ صدوق ابن بابویہ القمی اپنی مشہور تصنیف "کتاب الخصال" میں امام جعفر صادق سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيْجَةَ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ، وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَرُقَيَّةُ، وَزَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ وَتَزَوَّجَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، وَتَزَوَّجَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيْعِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ زَيْنَبَ، وَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ فَمَاتَتْ. وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا، فَلَمَّا سَارُوْا اِلٰى بَدْرٍ زَوَّجَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رُقَيَّةَ [ص ۴۰۴]

حضرت خدیجہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی قاسمؓ، طاہرؓ انہی کو عبداللہ کہتے ہیں، ام کلثومؓ، رقیہؓ، زینبؓ اور فاطمہؓ پھر علیؓ بن ابی طالب نے فاطمہؓ سے نکاح کیا اور ابوالعاصؓ بن ربیع جو بنوامیہ میں سے ایک شخص تھا حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح کیا اور عثمانؓ بن عفان نے حضرت ام کلثومؓ سے نکاح کیا رخصتی ابھی نہیں ہوئی تھی کہ امّ کلثومؓ فوت ہوگئیں۔ پھر جب غزوۂ بدر کی طرف چلنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کو رقیہؓ نکاح کردی۔

۴ ——— نیز شیخ صدوق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ذکر کرتے ہیں کہ۔

فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بَارَكَ فِي الْوَلُوْدِ الْوَدُوْدِ وَاِنَّ خَدِيْجَةَ رَحِمَهَا اللّٰهُ وَلَدَتْ مِنِّيْ طَاهِرًا وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ الْمُطَهَّرُ وَوَلَدَتْ مِنِّي الْقَاسِمَ وَفَاطِمَةَ وَرُقَيَّةَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اُمَّ کُلْثُوْم وَ زَیْنَبُ [ص ۴۰۵]

اللہ تعالیٰ نے اس عورت میں برکت دی ہے جو بہت بچے جننے والی اور اپنے زوج و اولاد کے ساتھ محبت رکھنے والی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہؓ پر رحم فرمائے کہ اس کے بطن سے میری اولاد ہوئی۔ طاہر جس کو عبداللہ بھی کہتے ہیں اور وہی مطہر ہے اور خدیجہؓ سے میرے ہاں قاسمؓ، فاطمہؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور زینبؓ پیدا ہوئیں۔

شیخ صدوق کے مذکورہ دونوں حوالوں سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔

۵ ـــــــ یہی شیخ صدوق اپنی کتاب " امالی " میں المجلس السابع والستون میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ نقل کرتے ہیں۔ جس میں زینبؓ بنت رسولؐ کی فضیلت و عظمت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یَا مَعْشَرَ النَّاسِ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی خَیْرِ النَّاسِ خَالًا وَّخَالَۃً، قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ: اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ، فَاِنَّ خَالَھُمَا الْقَاسِمُ بْنُ رَسُوْلِ اللہِ، وَخَالَتُھُمَا زَیْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللہِ، ثُمَّ قَالَ بِیَدِہٖ: ھٰکَذَا یَحْشُرُنَا اللہُ. ثُمَّ قَالَ: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنَّ الْحَسَنَ فِی الْجَنَّۃِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْحُسَيْنَ فِي الْجَنَّةِ وَجَدُّهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَجَدَّتُهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَاَبَاهُمَا فِي الْجَنَّةِ، اُمُّهُمَا فِي الْجَنَّةِ، عَمُّهُمَا فِي الْجَنَّةِ، وَعَمَّتُهُمَا فِي الْجَنَّةِ، اُمُّهُمَا فِي الْجَنَّةِ، عَمُّهُمَا فِي الْجَنَّةِ، وَعَمَّتُهُمَا فِي الْجَنَّةِ، وَخَالُهُمَا فِي الْجَنَّةِ، وَخَالَتُهُمَا فِي الْجَنَّةِ۔

[ص ۲۶۲]

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! میں تمہیں ایسے اشخاص کے متعلق نہ بتاؤں جو سب لوگوں سے ماموں اور خالہ کے اعتبار سے بہترین ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ فرمائیے۔ تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ حسنؓ اور حسینؓ ہیں اور ان کے ماموں قاسمؓ بن رسول اللہ ہیں اور ان دونوں کی خالہ زینبؓ بنتِ رسول اللہ ہیں۔ پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اس طرح ہیں [قیامت میں] اللہ تعالیٰ جمع فرمائے گا، اے اللہ تو جانتا ہے کہ حسنؓ جنت میں ہیں۔ حسینؓ جنت میں ہیں ان کے دونوں جد یعنی [نانا] جنت میں ہیں، ان کی "جدہ" یعنی نانی جنت میں ہیں۔ ان دونوں کے والد جنت میں ہیں، ان دونوں کی والدہ جنت میں ہیں، ان دونوں کے چچا یعنی "جعفر طیارؓ" جنت میں ہیں، ان دونوں کی پھوپھی یعنی " ام ہانیؓ " جنت میں ہیں، ان کے ماموں قاسمؓ جنت میں ہیں، اور ان کی خالہ "زینبؓ بنتِ رسول اللہؐ" جنت میں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ۔

۱:۔ حضرت زینبؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادی ہیں۔

۲:۔ حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کی قابلِ صد احترام خالہ ہیں۔

۳:۔ زینبؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں محشور ہوں گی۔

۴:۔ نیز وہ اپنے خواہرزادوں حضرت حسنؓ و حسینؓ کے ساتھ جنت میں ہوں گی۔

۶ ـــــــــ ملّا باقر مجلسی حیات القلوب باب ۵۲ میں لکھتے ہیں۔

پس اوّل فرزندے کہ از برائے او بہم رسید عبداللہ بود کہ او را بعبداللہ وطیب وطاہر ملقب ساختند۔ و بعد از او قاسم متولد شد و بعضے گفتند کہ قاسم از عبداللہ بزرگ تر بود و چہار دختر از برائے حضرت آور زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ [ص ۵۹۶ ج ۲]

یعنی حضرت خدیجہؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پہلے فرزند عبداللہ پیدا ہوئے۔ جس کو طیب و طاہر کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے اور اس کے بعد قاسم پیدا ہوئے اور بعض علماء کا قول ہے کہ قاسمؓ عبداللہ سے بڑے تھے اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ [رضی اللہ عنہن]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ ـــــــ ابن بابویہ قمی نے امام جعفر صادق سے معتبر سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ۔

از برای رسولِ خدا [ص] از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ را بحضرت امیر المومنین تزویج نمودند و تزویج کرد بابو العاص بن ربیع کہ از بنو امیہ بود زینب را و بعثمان بن عفان ام کلثوم را و پیش از آنکہ بخانہ برود برحمت الٰہی واصل شد و بعد از او حضرت رقیہ را باو تزویج نمود [حیات القلوب ص ۵۸۸ ج ۲]

حضرت خدیجہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ قاسم، طاہر جن کا نام عبداللہ تھا۔ فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب۔ حضرت علیؓ نے فاطمہؓ کے ساتھ شادی کی اور زینبؓ کے ساتھ ابوالعاص نے نکاح کیا جو بنو امیہ میں سے تھے۔ اور عثمانؓ بن عفان نے ام کلثومؓ سے نکاح کیا لیکن وہ ان کے گھر جانے سے پہلے ہی فوت ہو گئیں اور اس کے بعد رقیہ کی حضرت عثمانؓ کے ساتھ شادی کر دی گئی۔

۸ ـــــــ علی بن عیسیٰ اربلی "کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ" میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے مناقب میں لکھتے ہیں۔

وَكَانَتْ اَوَّلَ امْرَاَةٍ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ اَوْلَادُهٗ كُلُّهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْهَا اِلَّا اِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهٗ مِنْ مَارِيَةَ الْقِبْطِيَّةِ

[ص ۸۰ ج ۲]

یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی تھیں جن کے ساتھ آپؐ نے شادی کی اور آپؐ کی تمام اولاد لڑکے اور لڑکیاں حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوئیں مگر صاحبزادہ ابراہیمؓ ماریہ قبطیہؓ سے پیدا ہوئے۔

۹ ——— شیعہ کے قدیم مورخ یعقوبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جو حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوئی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَتَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَدِيْجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ وَلَهٗ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ سَنَةً وَّقِيْلَ: تَزَوَّجَهَا وَلَهٗ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً وَّوَلَدَتْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ الْقَاسِمَ وَرُقَيَّةَ وَزَيْنَبَ وَاُمَّ كُلْثُوْمٍ وَبَعْدَ مَا بُعِثَ عَبْدَ اللّٰهِ وَهُوَ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ لِاَنَّهٗ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ وَفَاطِمَةَ

[تاریخ یعقوبی ص ۲۰ ج ۲]

یعنی جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا تو آپؐ کی عمر مبارک ۲۵ یا ۳۰ سال تھی اور بعثت سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہؓ سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ قاسم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقیہ، زینب اور ام کلثوم تھے اور بعثت کے بعد عبداللہ جو طیب و طاہر کے نام سے مشہور تھے اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔

۱۰۔ ——— شیعہ مؤرخ مسعودی اپنی مشہور کتاب مروج الذہب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد شریف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

وَكُلُّ اَوْلَادِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيْجَةَ خَلَا اِبْرَاهِيْمَ، وُلِدَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمُ وَبِهٖ كَانَ يُكَنّٰى، وَكَانَ اَكْبَرَ بَنِيْهِ سِنًّا، وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَكَانَتَا تَحْتَ عُتْبَةَ وَعُتَيْبَةَ ابْنَيْ اَبِيْ لَهَبٍ عَمِّهٖ. وَطَلَّقَاهُمَا لِخَبَرٍ يَطُوْلُ ذِكْرُهٗ. فَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ، وَزَيْنَبُ، وَكَانَتْ تَحْتَ اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ۔ [ص ۲۹۱ ج ۲]

ابراہیمؑ کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہوئی۔ آپؐ کے صاحبزادہ قاسمؓ پیدا ہوئے جن کے نام سے جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم مشہور رہی ہے۔ یہ صاحبزادہ آپؐ کے دیگر صاحبزادوں سے عمر میں بڑے تھے۔ ان کے علاوہ رُقیہؓ اور ام کلثومؓ بھی آپؐ کی بیٹیاں تھیں ان کا نکاح ان کے چچا ابولہب کے دونوں بیٹوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عتبہ اور عتیبہ سے اسلام سے قبل کے دستور کے مطابق کیا گیا۔ پھر انہوں نے [رخصتی سے قبل] طلاق دے دی جن سے حضرت عثمانؓ بن عفان نے یکے بعد دیگرے شادی کی تھی اور ایک صاحبزادی حضرت زینبؓ تھیں جن کا نکاح ابو العاصؓ بن ربیع کے ساتھ ہوا تھا۔

۱۱ —— سید نعمت اللہ جزائری "الانوار النعمانیہ" میں لکھتے ہیں

اِنَّمَا وَلَدَتْ لَهُ ابْنَيْنِ وَ اَرْبَعَ بَنَاتٍ زَيْنَبَ وَ رُقَيَّةَ وَ اُمَّ كُلْثُومٍ وَ فَاطِمَةَ

[ص ۳۶۷ ج ۱]

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں دو لڑکے اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ ایک زینبؓ دوسری رقیہؓ تیسری ام کلثومؓ اور چوتھی فاطمہؓ۔

۱۲ —— شیخ عبداللہ مامقانی اپنی مشہور کتاب "تنقیح المقال فی احوال الرجال" میں حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

كَانَتْ خَدِيْجَةُ اِذْ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنْتَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَسِتَّةَ اَشْهُرٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ يَوْمَئِذٍ ابْنَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ سَنَةً وَوَلَدَتْ لَهُ اَرْبَعَ بَنَاتٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلُّهُنَّ أَدْرَكْنَ الْإِسْلَامَ وَهَاجَرْنَ وَهُنَّ زَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ

[منتہی المقال لابی علی ص ۳۴۴ - ص ۳، ج ۳]

جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نکاح فرمایا تو حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال اور چھ مہینے تھی اور آپ کی عمر اس وقت اکیس سال تھی اور حضرت خدیجہؓ سے آپ کی چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان سب نے اسلام کے دور کو پایا اور مدینہ شریف کی طرف ہجرت بھی کی۔ ان کے اسمائے گرامی زینبؓ، فاطمہؓ، رقیہؓ اور ام کلثومؓ ہیں۔

۱۳ — عبداللہ بن جعفر الحمیری القمی اپنی مشہور کتاب "قرب الاسناد" میں امام محمد باقر کا قول نقل فرماتے ہیں۔

وُلِدَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَرُقَيَّةُ وَفَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ، وَتَزَوَّجَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، وَتَزَوَّجَ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ وَهُوَ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ زَيْنَبَ، وَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أُمَّ كُلْثُومٍ، وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتَّى هَلَكَتْ وَزَوَّجَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مَكَانَهَا رُقَيَّةَ

[ص ٦]

یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی درج ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب رضی اللہ عنہم وعنہن۔ علیؓ نے فاطمہؓ سے شادی کی اور بنو اُمیہ کے ایک آدمی ابو العاص بن ربیع نے حضرت زینب کے ساتھ اور عثمان بن عفان نے ام کلثوم کے ساتھ نکاح کیا ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ وہ فوت ہو گئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جگہ عثمان کا رقیہ سے نکاح کر دیا۔

۱۴ ـــــــ شریف رضی نے "نہج البلاغہ" میں حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ سے ان لفظوں میں خطاب ذکر کیا ہے کہ :-

وَاَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَشِیْجَۃَ رَحِمٍ مِنْھُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِھْرِہٖ مَالَمْ یَنَالَا [ص ۶۸ ج ۲]

اے عثمانؓ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ابوبکرؓ و عمرؓ سے قرابت اور رشتہ داری میں زیادہ قریب ہیں اور آپؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادی کا شرف پایا ہے جسے ابوبکرؓ و عمرؓ نہیں پا سکے [یعنی] آپ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپؓ کے نکاح میں آئیں۔

۱۵ ـــــــ رکن الاسلام والمسلمین محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں۔

آں بزرگوار [صلی اللہ علیہ وسلم] خدیجۃ الکبریٰ سہ پسر داشت و چہار دختر جناب قاسم و زینب و رقیہ و ام کلثوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

که قبل از بعثت متولد شدند و جناب طیب و طاہر و فاطمه زہرا که بعد از بعثت متولد شدند [ص ۲۳ ج ۱]

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت خدیجہ الکبریٰ سے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ جناب قاسم، زینب، رقیہ اور ام کلثوم بعثت سے پہلے اور جناب طیب، طاہر اور فاطمۃ الزہرا بعثت کے بعد پیدا ہوئے۔

۱۶ ـــــ شیخ عباس قمی " منتھی الآمال میں امام جعفر صادق سے روایت نقل کرتے ہیں۔

از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خدیجه متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمه و ام کلثوم و رقیه و زینب و تزویج نمود فاطمه را بحضرت امیر المومنین علیہ السلام و زینب را بابی العاص بن ربیع از بنی امیه و ام کلثوم را بعثمان بن عفان ..... الخ [ص ۱۰۸ ج ۱]

حضرت خدیجہؓ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم اور زینب پھر فاطمہ کا حضرت علی کے ساتھ نکاح کر دیا اور زینب کا بنو امیہ کے ایک آدمی ابو العاص بن ربیع کے ساتھ نکاح کیا اور ام کلثوم کا عثمان بن عفان کے ساتھ نکاح کیا جب ان کی وفات ہوئی تو اس کے بعد رقیہ کی ان کے ساتھ شادی کر دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۔ ــــــ شیخ مفید "الارشاد" میں حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کفار نے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تو آپؐ نے اپنی قوم اور خاندان میں حضرت علی کے سوا کسی اور شخص کو قابلِ اعتماد نہ پایا جو قوم کی امانتوں کو بلا کم و کاست ان کی طرف واپس کر سکے پس آپؐ نے۔

فَاسْتَخْلَفَهُ فِي رَدِّ الْوَدَائِعِ إِلَى أَرْبَابِهَا وَقَضَاءِ مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ لِمُسْتَحِقِّيهِ وَجَمْعِ بَنَاتِهِ وَنِسَاءِ أَهْلِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَالْهِجْرَةِ بِهِمْ إِلَيْهِ۔

امانتوں کی واپسی اور جو کچھ کسی کا لین دین تھا اس کو پورا کرنے کے لئے حضرت علی کو منتخب فرمایا۔ اپنی صاحبزادیوں اور اہل و عیال کو ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پہنچانے کے لئے بھی انہی کو منتخب فرمایا۔

پھر اس کے بعد شیخ مفید لکھتے ہیں۔

فَقَامَ عَلِيٌّ بِهِ أَحْسَنَ الْقِيَامِ وَرَدَّ كُلَّ وَدِيعَةٍ إِلَى أَهْلِهَا وَأَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ وَحَفِظَ بَنَاتِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَرَمَهُ وَهَاجَرَ بِهِمْ مَاشِيًا عَلَى قَدَمَيْهِ يَحُوطُهُمْ مِنَ الْأَعْدَاءِ حَتَّى أَوْرَدَهُمْ إِلَيْهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المُستدرَکہ [ص ۲۳]

یعنی حضرت علیؓ اس خدمت کے لئے تیار ہو گئے اور امانت رکھنے والوں کی امانتیں واپس کیں اور حقداروں کے حقوق ادا کئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں اور گھر والوں کی حفاظت کی اور ان کو لے کر ہجرت کا سفر اختیار فرمایا۔ حضرت علیؓ اس سفر میں پیادہ پا چل رہے تھے۔ دشمنوں سے ان کی حفاظت کرتے تھے اور مخالفین سے ان کا بچاؤ کر رہے تھے۔ اسی حالت میں ان کو پوری حفاظت کے ساتھ لا کر مدینہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا۔

شیخ مفید کے مذکورہ کلام سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زیادہ لڑکیاں تھیں۔ جن کی ہجرتِ مدینہ حضرت علیؓ کی نگرانی میں ہوئی اور حضرت فاطمہؓ بھی ان میں شامل تھیں۔ اور ان سب بہنوں کا سفرِ ہجرت یک بار ہوا تھا۔

۱۸ —— ابنِ شہر آشوب مناقب میں لکھتے ہیں۔

وَ اَوْلَادُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِیْجَۃَ اَلْقَاسِمُ وَعَبْدُ اللّٰہِ وَھُوَ الطَّاہِرُ وَالطَّیِّبُ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَیْنَبُ، رُقَیَّۃُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَۃُ [ص ۱۶۱ ج ۱]

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہؓ سے یہ اولاد تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاسم اور عبداللہ دہی دونوں طاہر اور طیب کے لقب سے مشہور ہیں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ چار بیٹیاں تھیں۔

الغرض

شیعہ کتب کے مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ الکبریٰ رض سے چار صاحبزادیاں تھیں۔ نیز شیعہ حضرات کا یہ دعویٰ کہ یہ دعویٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رض سے صرف حضرت فاطمہ رض اکلوتی بیٹی ہیں اور باقی تینوں صاحبزادیاں حضرت زینب رض، حضرت ام کلثوم رض اور حضرت رقیہ رض حضرت خدیجہ رض کے سابق ازداج کی اولاد ہیں یا خدیجہ الکبریٰ کی خواہرزادیاں سراسر غلط، جمہور اہل اسلام کے مسلّمہ مسلک کے خلاف اور ان کے اپنے ائمہ کے فرمان کے بھی برخلاف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عترتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آلِ رسولؐ اور اہلِ بیتِ رسولؐ کی طرح "عترتِ رسولؐ" کے مفہوم کو بھی محدود اور مسخ کر دیا گیا ہے اور اس سے عام طور پر "چار تن" اور حضرات حسنینؓ کی اولاد ذکور مراد لی جاتی ہے۔ یہی حضرات ذرّیتِ طیّبہ اور سادات کے نام سے بھی موسوم ہیں۔ جبکہ "عترت" کے مفہوم میں بیوی، خاندان، قوم اور اولاد داخل ہے۔
از روئے لغت عترت کا اطلاق بیوی، اولاد اور تمام قریبی رشتہ داروں پر ہوتا ہے۔

المُنجد :- اَلعِتْرَۃُ :- کنبہ، اولاد [المنجد تحت العترة]
المُعجَم الاَعظم :- اَلعِتْرَۃُ :- کنبہ، بال بچے، آدمی کے خاص رشتہ دار یا گھر کے لوگ، آل، اولاد [المعجم الاعظم ص ۱۷۸۴]

لِسانُ العَرَب :-

عِتْرَۃُ الرَّجُلِ اَقْرِبَاؤُہٗ مِنْ وَلَدٍ وَغَیْرِہٖ وَقِیْلَ: ھُمْ قَوْمُہٗ دُنیاً۔ وَقِیْلَ: ھُمْ رَھْطُہٗ وَعَشِیْرَتُہٗ الاَدْنَوْنَ..... عِتْرَۃُ الرَّجُلِ اُسْرَتُہٗ ...... قَالَ: عِتْرَۃُ النَّبِیِّ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ وَوَلَدُہٗ۔
عِتْرَۃُ الرَّجُلِ اَقْرِبَاؤُہٗ مِنْ وُلْدِ عَمِّہٖ دُنیا۔ وَ مِنْہُ حَدِیْثُ اَبِیْ بَکْرٍؓ قَالَ لِلنَّبِیِّ حِیْنَ شَاوَرَ اَصْحَابَہٗ فِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ: عِتْرَتُکَ وَقَوْمُکَ اَرَادَ بِعِتْرَتِہٖ الْعَبَّاسَ وَمَنْ کَانَ فِیْھِمْ مِنْ بَنِیْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَاشِمٍ وَبِقَوْمِهِ قُرَيْش۔ وَالْمَشْهُوْرُ وَالْمَعْرُوْفُ أَنَّ عِتْرَتَهُ أَهْلُ بَيْتِهِ وَهُمُ الَّذِيْنَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الزَّكٰوةُ وَالصَّدَقَةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَهُمْ ذُوُوا الْقُرْبٰى الَّذِيْنَ لَهُمْ خُمُسُ الْخُمُسِ الْمَذْكُوْرُ فِيْ سُوْرَةِ الْاَنْفَالِ۔

[لسان العرب جلد چہارم ص ۵۳۸]

علامہ ابن منظور کی مذکورہ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ کسی آدمی کی عترت سے مراد اس کے رشتہ دار، قوم، کنبہ، اولاد اور خاندان ہے۔ عترت النبیؐ سے مراد عبدالمطلب اور ان کی اولاد ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی حدیث میں بھی عترت کا یہی مفہوم ہے۔ جب آنحضرتؐ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں اپنے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ ان میں آپؐ کی عترت اور آپؐ کی قوم کے افراد ہیں اور عترت سے حضرت عباسؓ، بنی ہاشم کے دیگر افراد اور قوم سے قریش مراد لئے۔ اور عترت کا مشہور و معروف مفہوم یہ ہے کہ وہ اہل بیت جن پر زکوٰۃ و صدقاتِ واجبہ حرام ہیں اور وہ ذوی القربیٰ ہیں [بنی ہاشم و بنی المطلب] جن کے لئے سورہ انفال میں خمس الخمس مذکور ہے۔

علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں:

إِنَّ عِتْرَةَ الرَّجُلِ كَمَا فِي الصِّحَاحِ نَسْلُهُ وَرَهْطُهُ الْأَدْنَوْنَ . . . وَفِي النِّهَايَةِ: أَنَّ عِتْرَةَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيِّ بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَقِيْلَ اَهْلُ بَيْتِهِ الْاَقْرَبُوْنَ وَهُمْ اَوْلَادُهُ وَعَلِيٌّ وَاَوْلَادُهُ وَقِيْلَ عِتْرَتُهُ الْاَقْرَبُوْنَ، وَالْاَبْعَدُوْنَ مِنْهُمْ، وَالَّذِيْ رَجَّحَهُ الْقُرْطُبِيُّ اَنَّهُمْ مَنْ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الزَّكٰوةُ۔ [روح المعانی ص ۲۲/۱۶]

آدمی کی عترت جیسا کہ صحاح میں ہے اس کی نسل اور اس کا قریبی خاندان ہے اور نہایہ میں ہے کہ آپؐ کی عترت اولاد عبدالمطلب ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عترت اس کے قریبی اور دور کے رشتہ دار ہیں اور قرطبی نے انہیں ترجیح دی ہے جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ "عترت" کا موجودہ محدود مفہوم غلط ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ عترت رسولؐ میں قوم قریش، بنو ہاشم، بنو المطلب، آلِ عباس، آلِ علی، آلِ جعفر، آلِ عقیل، آلِ حارث [فَاِنَّ كُلَّ هٰؤُلَاءِ تَحْرُمُ عَلَيْهِمُ الصَّدَقَةُ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ص ۳۴۲ ج ۴] خاندان، آل، کنبہ، بیویاں، اولاد [صاحبزادے اور صاحبزادیاں] نواسے اور نواسیاں سب ہی شامل ہیں۔

علمائے لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ عترت سے اہلِ بیت، خاندان، کنبہ اور اولاد مراد ہے اور ظاہر ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ اہلِ بیت، آل، خاندان اور کنبہ میں بدرجۂ اولیٰ شامل ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی سازش سے جس طرح ازواجِ مطہراتؓ کو آلِ رسولؐ اور اہلِ بیتِ رسولؐ کے مفہوم سے خارج قرار دیا گیا اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح انہیں عترت رسول کا بھی مصداق نہیں سمجھا گیا۔

مزید برآں جامع ترمذی کی دو روایتوں میں "عترت" کی تشریح لفظ "اہل بیت" سے کی گئی ہے۔

۱۔۔۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ۔

۲۔۔۔ اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ۔ کِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ۔

[جامع ترمذی۔ باب مناقب اهلبیت النبیؐ]

مذکورہ دونوں روایتوں میں عترت سے مراد اہل بیت لئے گئے ہیں اور اہل بیت سے کون مراد ہیں؟ اس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ "فَجَعَلَ الْعِتْرَةَ اَهْلَ الْبَیْتِ"

[لسان العرب ص ۵۳۸/۴]

آنحضرتؐ نے عترت کی تشریح اہلبیت سے فرما دی لہذا اب عترت سے صرف چار تن اور حضرات حسنینؑ کی اولاد مراد لینے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

اہل تشیع مذکورہ روایتوں میں لفظ عترت سے بارہ امام مراد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر ان کا مفترض الطاعت ہونا ثابت کرتے ہیں۔ یہ ملحوظ رہے کہ یہاں مذکورہ بالا روایتوں کی اسناد سے بحث مقصود نہیں ہے ورنہ دونوں روایتوں میں "شیعہ بزرگ" زید بن الحسن، علی بن المنذر کوفی، محمد بن فضیل اور عطیہ تشریف فرما ہیں۔ علاوہ ازیں اہل تشیع ان روایتوں کی رو سے اہل بیت اور عترت [صرف بارہ افراد] کو مفترض الطاعت اور واجب التمسک قرار دیتے ہیں جبکہ اہل سنت کے نزدیک عترت و اہل بیت واجب المحبت ہیں نہ کہ واجب التمسک۔ اور اس فضیلت میں صرف بارہ افراد ہی شامل نہیں بلکہ وہ سب شامل ہیں جن پر از روئے لغت، حدیث اور قرآن عترت و اہل بیت کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔

[اہل بیت رسول کون ص ۳۱۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مآخذ و مصادر

آلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف کے دوران مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب	از	مصنف
۱-	قرآن مجید		
۲-	تفسیر ابن کثیر	،	اسماعیل بن عمر بن کثیر القیسی دمشقی م ۷۷۴ھ
۳-	تفسیر کشاف	،	علامہ محمود بن عمر زمخشری م ۵۳۸ھ
۴-	معالم التنزیل	،	ابی محمد الحسین بن مسعود البغوی م ۵۱۶ھ
۵-	تفسیر نسفی	،	ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی م ۷۱۰ھ
۶-	جلالین	،	جلال الدین محلی م ۸۶۴ھ
۷-	جلالین	،	جلال الدین سیوطی م ۹۱۱ھ
۸-	تفسیر فتح القدیر	،	ابو علی محمد بن علی بن عبداللہ شوکانی م ۱۲۵۰ھ
۹-	تفسیر روح المعانی	،	ابو الثناء شہاب الدین السید محمود آفندی بغدادی م ۱۲۷۰ھ
۱۰-	تفسیر مظہری	،	قاضی ثناء اللہ پانی پتی م ۱۲۲۵ھ
۱۱-	اضواء البیان	،	محمد الامین بن محمد المختار الجکنی الشنقیطی م سنہ
۱۲-	جامع البیان	،	ابی جعفر محمد بن جریر الطبری م ۲۱۰ھ
۱۳-	تفسیر کبیر	،	فخر الدین الرازی م سنہ
۱۴-	الجامع لاحکام القرآن	،	ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی م ۶۷۱ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	از	مصنف
۱۵-	تفسیر المنار	"	سید محمد رشید رضا م سنہ
۱۶-	تفسیرات احمدیہ	"	ملا احمد جیون امیٹھوی م سنہ ۱۱۳۰ھ
۱۷-	معارف القرآن	"	مفتی محمد شفیع م سنہ ۱۳۹۶ھ
۱۸-	تدبر قرآن	"	امین احسن اصلاحی
۱۹-	تفہیم القرآن	"	سید ابوالاعلیٰ مودودی م سنہ ۱۳۹۹ھ
۲۰-	تفسیر ماجد	"	مولانا عبدالماجد دریا بادی م سنہ ۱۳۹۸ھ
۲۱-	تفسیر عثمانی	"	مولانا شبیر احمد عثمانی م سنہ ۱۳۶۹ھ
۲۲-	تفسیر حقانی	"	عبدالحق حقانی دہلوی م سنہ ۱۳۳۵ھ
۲۳-	تفسیر احسن البیان	"	سید احمد حسن دہلوی م سنہ ۱۳۳۸ھ
۲۴-	ضیاء القرآن	"	پیر محمد کرم شاہ رح
۲۵-	مفردات القرآن	"	امام راغب اصفہانی رح
۲۶-	لغات القرآن	"	مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رح
۲۷-	فوز الکبیر	"	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی م سنہ ۱۱۷۶ھ
۲۸-	صحیح بخاری	"	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رح م سنہ ۲۵۶ھ
۲۹-	صحیح مسلم	"	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رح م سنہ ۲۶۱ھ
۳۰-	سنن ابی داؤد	"	ابوداؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رح م ۲۷۵ھ
۳۱-	جامع ترمذی	"	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رح م سنہ ۲۷۹ھ
۳۲-	سنن نسائی	"	ابوعبدالرحمن بن شعیب بن علی النسائی سنہ ۳۰۳ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	از	مصنف
۳۳-	سنن ابن ماجہ	"	ابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی م ۲۷۵ھ
۳۴-	فتح الباری	"	حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ
۳۵-	فتح الملہم	"	مولانا شبیر احمد عثمانی رح م ۱۳۶۹ھ
۳۶-	تحفۃ الاحوذی	"	مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رح
۳۷-	مشکوٰۃ المصابیح	"	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی م ۷۳۷ھ
۳۸-	طبرانی کبیر	"	ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی م ۳۶۰ھ
۳۹-	احمد	"	ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی م ۲۴۱ھ
۴۰-	حاکم	"	ابوعبداللہ محمد بن محمد الحاکم النیساپوری م ۴۰۵ھ
۴۱-	بیہقی	"	ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی رح م ۴۵۸ھ
۴۲-	دارمی	"	ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی م ۲۵۵ھ
۴۳-	مجمع الزوائد	"	نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی م ۸۰۷ھ
۴۴-	نیل الاوطار	"	ابوعلی محمد بن علی بن عبداللہ شوکانی م ۱۲۵۰ھ
۴۵-	فتاویٰ ابن تیمیہ	"	تقی الدین بن تیمیہ
۴۶-	معارف الحدیث	"	مولانا محمد منظور نعمانی
۴۷-	تاج العروس	"	
۴۸-	الصحاح	"	اسماعیل بن حماد جوہری
۴۹-	مقاییس اللغۃ	"	ابی الحسین احمد بن فارس زکریا
۵۰-	القاموس	"	مجدالدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی م ۸۱۷ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	از	مصنف
۵۱-	المنجد	"	مولوی فیروز الدین
۵۲-	لسان العرب	"	ابن منظور افریقی المصری
۵۳-	اردو دائرہ معارف اسلامیہ	"	پنجاب یونیورسٹی لاہور
۵۴-	شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا	"	سیّد قاسم محمود لاہور
۵۵-	اساس البلاغۃ		
۵۶-	حاشیہ تصریح		
۵۷-	استیعاب	"	ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر
۵۸-	طبقات ابن سعد	"	محمد بن سعد م ۲۳۰ھ
۵۹-	الاصابہ	"	ابی الفضل احمد بن علی بن محمد ابن حجر ۸۵۲ھ
۶۰-	نسیم الریاض شرح شفا		
۶۱-	زرقانی شرح مواہب	"	زرقانی م ۱۱۲۲ھ
۶۲-	الروض الانف		
۶۳-	سیرت ابن ہشام	"	ابو محمد عبد الملک بن ایوب الحمیری م ۲۱۸ھ
۶۴-	خصائص کبریٰ	"	سیوطی
۶۵-	عیون الاثر		
۶۶-	تنبیہ المغترین	"	شعرانی
۶۷-	صواعق محرقہ		
۶۸-	محاضرات فی الثقافۃ الاسلامیہ	"	احمد محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	از	مصنف
۶۹-	السلام العالمی فی الاسلام	"	سید قطب
۷۰-	المصالح العقلیہ		
۷۱-	ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	"	مولانا محمد ابراہیم میر
۷۲-	سیرت رسولِ اکرمؐ	"	مفتی محمد شفیع
۷۳-	اہلِ بیت رسول کون؟	"	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی
۷۴-	سیرت المصطفیٰ	"	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
۷۵-	اسلام اور جنسیات		
۷۶-	اشرف الجواب		
۷۷-	النسوان فی رمضان		
۷۸-	رحمۃ للعالمین	"	قاضی محمد سلیمان منصور پوری

شیعہ کتب

(۱) تفسیر منہج الصادقین (۲) تفسیر صافی (۳) تفسیر مجمع البیان
(۴) ترجمۂ قرآن (۵) اصول کافی (۶) الصافی فی شرح اصول کافی
(۷) مرآۃ العقول (۸) حیات القلوب (۹) کتاب الخصائل (۱۰) امالی
(۱۱) فروع کافی (۱۲) تاریخ یعقوبی (۱۳) مروج الذہب (۱۴) انوار النعمانیہ
(۱۵) تنقیح المقال (۱۶) منتہی المقال (۱۷) قرب الاسناد
(۱۸) نہج البلاغۃ (۱۹) منتخب التواریخ (۲۰) منتہی الامال
(۲۱) الارشاد (۲۲) مناقب (۲۳) دعوت غور و فکر متعلق اہلبیت پنجتن

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

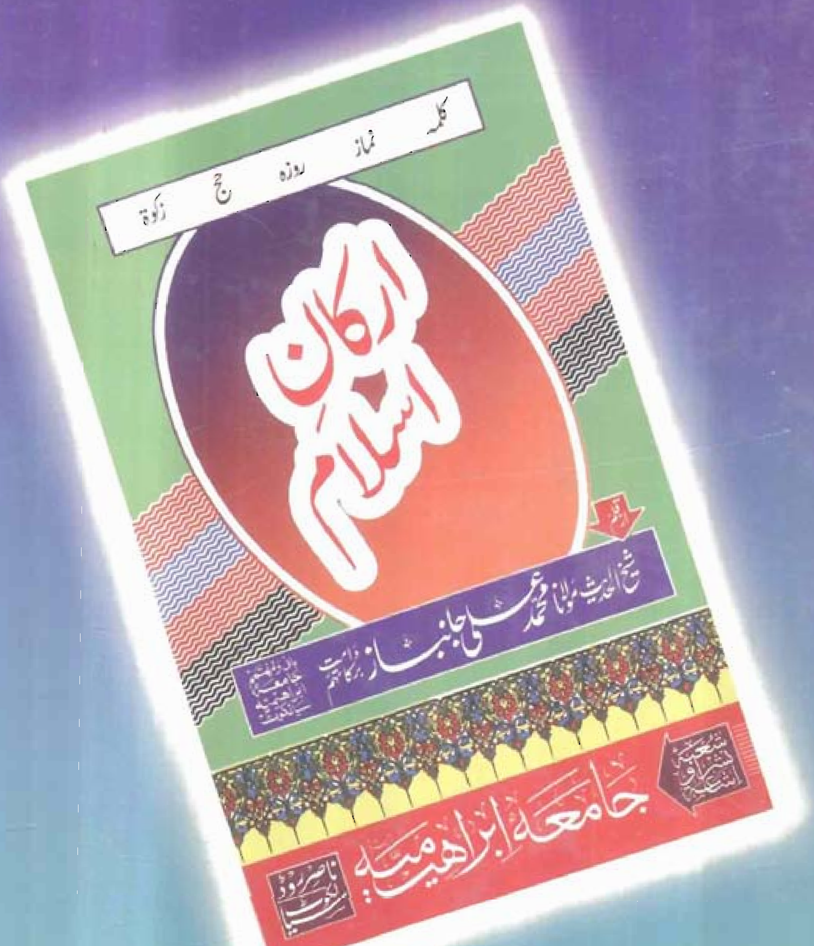

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت
جامعہ ابراہیمیہ